

جنات کے حالات و احکام

اُردو ترجمہ

اکامُ المرجان فی غرائبِ الاخبار والمجان

تصنیف

علامہ قاضی بدر الدین شیلی حنفی محدث التوفیٰ ۷۹ھ

ترجمہ

حضرت مولانا مفتی محمد صاحب میرٹھی مظلّم فاضل العلوم وینڈ
مُدَرِّس و مُفَتّی مدرّس تعلیم القرآن ہرہ ضلع میرٹھ انڈیا

kutubistan.blogspot.com

اِذَا رَاَ اِيْتَهُ لِكُمِ

۷۹۱۳۳۹۹۱ — ۷۳۲۳۳۱۲ — ۷۳۵۳۲۵۵

فیکس: ۷۳۲۳۷۸۵ — ۷۳۲ — ۷۹۲

جنات کے حالات و احکام

اُردو ترجمہ

اکام المرحان فی غرائب الاخبار والجان

تصنیف

علامہ قاضی بدر الدین شیلی حنفی محدث التوفیق ۱۰۶۹ھ

ترجمہ

حضرت مولانا مفتی محمد صاحب میرٹھی مظلوم قابل دارالعلوم دیوبند
مدرس و مفتی مدرسہ تعلیم القرآن ہرہ ضلع میرٹھ انڈیا

ادارۃ ایسٹ ایشیائی بک سیلز، یکسپورٹرز

☆ سرکار ہند
☆ نئی دہلی - ۱۱۰۰۱۱
☆ پتہ: ۱۱۰۰۱۱ - ۱۱۰۰۱۱

☆ پاکستان
☆ لاہور - ۷۵۰۰۰
☆ پتہ: ۷۵۰۰۰ - ۷۵۰۰۰

☆ دبئی
☆ دبئی - ۲۱۰۰۰
☆ پتہ: ۲۱۰۰۰ - ۲۱۰۰۰

جماعہ حقوق کے بحقے ناشر محفوظ ہے

نام کتاب ————— "جنات کے حالات و احکام"
 طباعت اول ————— جون ۱۹۹۸ء / صفر المظفر ۱۴۱۹ھ
 باہتمام ————— اشرف برادران سلیم الرحمن
 ناشر ————— ادارۃ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲
 فون نمبر ۴۲۳۳۹۹۱ - ۴۲۵۳۲۵۵

ادارۃ انیسٹریٹس، بک سیلرز، کمپیوٹرز

☆ رجسٹرڈ ایڈریس: لاہور، پاکستان ☆ رجسٹرڈ ایڈریس: لاہور، پاکستان ☆ رجسٹرڈ ایڈریس: لاہور، پاکستان
 لاہور، پاکستان لاہور، پاکستان لاہور، پاکستان
 SPARSA - SPARSA SPARSA - SPARSA SPARSA - SPARSA

ملنے کے پتے

ادارۃ اسلامیات - ۱۹۰۔ انارکلی لاہور ۲
 دارالاشاعت اردو بازار - کراچی ۷
 مکتبہ دارالعلوم - جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی ۷
 ادارۃ المعارف - ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۷
 ادارۃ القرآن، چوک بسیلہ، مارڈن ایسٹ کراچی -

فہرست

(جنات کے حالات و احکام)

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۹	جنات کی پیدائش و ابتداء	۱۳	تقریظ
۳۳	تیسرا باب	۱۵	گزارشات
۳۳	جنات کی حقیقت کے بیان میں	۱۷	پہلا باب
۳۹	چوتھا باب	۱۷	جنات کے وجود کو ثابت کرنے کے بیان میں
۳۹	جنات کے اجسام کی تحقیق	۱۸	فرق قدیمہ کا وجود جنات کے بارے میں لغوی آثار
۴۳	پانچواں باب	۱۸	وجود جنات کے منکرین کا حکم شرعی
۴۳	جنات کی قبروں کے بیان میں	۱۸	منکرین وجود جنات کا استدلال اور اس کا نتیجہ
۴۴	چھٹا باب	۱۹	وجود جنات کے اثبات میں قاضی
۴۴	جنات کا مختلف صورتوں میں متشکل ہونا	۱۹	عبدالجبار ہمدانی کی تحقیق
۴۹	ساتواں باب	۲۱	وجود جنات کے بارے میں شیخ الاسلام
۴۹	بعض کئے جنات میں سے ہوتے ہیں	۲۱	علامہ ابن تیمیہ کی تحقیق
۵۰	آٹھواں باب	۲۲	وجود جنات کے بارے میں
۵۰	جنات کے مکانات کے بیان میں	۲۲	فلاسفہ و اطباء کا مذہب
۵۲	نواں باب	۲۳	لفظ جہنم کی لغوی تحقیق و تشریح
۵۲	جن چیزوں سے شیاطین کو	۲۵	لفظ شیطان کی لغوی تحقیق و تشریح
۵۲	انسانوں کے مکانوں میں رات	۲۸	لفظ ابلیس کی لغوی تحقیق و تشریح
	گزارنے سے روک دیا جاتا ہے	۲۹	دوسرا باب

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۷۵	لیلۃ الجن کا واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے	۵۳	دسواں باب
۷۹	وفود جنات کی توجہ، تطبیق روایات مختلفہ یقین وفود جنات	۵۳	ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے
۸۳	بیسواں باب	۵۴	گیلا ہوا باب
۸۳	جنات کے مسلک کا بیان	۵۴	جنات کے کھانے پینے کے بیان میں
۸۴	اکیسواں باب	۵۷	بارہواں باب
۸۴	جنات کا انسانوں کے ساتھ تہل کر عبادت کرنا اور خیرات کرنا	۵۷	شیطان کے بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کے بیان میں
۸۵	بائیسواں باب	۵۸	تیرہواں باب
۸۵	جنات کو اعمالِ حسنہ کے ثواب ملنے کے بیان میں	۵۸	جنات کو کھانے میں شریک ہونے سے کسی طرح روکا جانے؟
۸۶	تیسواں باب	۵۹	چودہواں باب
۸۶	کافر جنات کا جہنم میں جانا	۵۹	جنات کے تولد و تامل کے بیان میں
۸۷	چوبیسواں باب	۶۰	پندرہواں باب
۸۷	مومن جنات کا جنت میں جانا	۶۰	جنات کے مکلف ہونے کے بیان میں
۹۲	پچیسواں باب	۶۱	سولہواں باب
۹۲	مومن جنات کو دیدارِ خداوندی حاصل ہونا	۶۱	کیا حضور کے مبعوث ہونے سے قبل جنات میں کوئی نبی ہوا ہے؟
۹۳	چھبیسواں باب	۶۳	سترہواں باب
۹۳	کیا جن کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟	۶۳	حضور کی بعثت عام جنات کو بھی شامل ہے
۹۴	ستائیسواں باب	۶۷	اٹھارہواں باب
۹۴	جنات کے ساتھ جماعت منعقد ہونے کے بیان میں	۶۷	جنات کا حضور کے پاس آنا اور قرآن سننا
۹۵	اٹھائیسواں باب	۷۳	اُنیسواں باب
۹۵	شیطان جن کے گزرنے سے نماز کا ٹوٹ جانا کے بیان میں	۷۳	حضور کا جنات کے سامنے قرآن کریم پڑھنا اور ان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھیج فرمانا

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۷	۳۷ واں باب	۹۶	۲۹ واں باب
۱۱۷	جنت کا روایت حدیث کرنا	۹۶	انسان کا جنت کو مار دینے کا حکم
۱۱۹	۳۸ واں باب	۹۸	۳۰ واں باب
۱۱۹	جنت کا انسان سے علم حاصل کرنا	۹۸	جنت کے نکاح کا بیان
۱۱۹	اور ان کا انسان کو فتوے دینا	۱۰۲	جن وانس کے نکاح کا وقوع ہوا ہے
۱۲۰	۳۹ واں باب	۱۰۵	فصل
۱۲۰	جنت کا انسان کو وعظ و نصیحت کرنا	۱۰۵	جن وانس کے نکاح کا شرعی حکم
۱۲۱	۴۰ واں باب	۱۰۷	جواب
۱۲۱	جنت کا حکمت کی باتیں کرنا اور	۱۰۹	۳۱ واں باب
۱۲۱	شعراء کی زبان پر شعر القار کرنا	۱۰۹	جنت کا انسانی عورتوں سے تعرض کرنا
۱۲۳	فصل	۱۱۱	۳۲ واں باب
۱۲۴	۴۱ واں باب	۱۱۱	بعض جنت کا بعض کو انسانی
۱۲	جنت کا انسان کو طلب سکھانا	۱۱۱	عورتوں کے تعرض سے روکنا
۱۲۹	۴۲ واں باب	۱۱۲	۳۳ واں باب
۱۲۹	انسان جنت کا جھگڑا انسان کے پس	۱۱۲	جن کسی عورت سے جماع کرے اس پر
۱۲۹	۴۳ واں باب	۱۱۲	فصل واجب ہو گا یا نہیں ؟
۱۲۹	جنت کا انسانوں سے ڈرنا	۱۱۳	۳۴ واں باب
۱۳۰	۴۴ واں باب	۱۱۳	محنت اولاد جنت ہوتے ہیں
۱۳۰	جنت کا انسان سے کی تابعداری کرنا	۱۱۳	۳۵ واں باب
۱۳۲	اور اس کی فرماں برداری کرنا	۱۱۳	حکم اس عورت کا جس کے شوہر کو
۱۳۲	۴۵ واں باب	۱۱۳	جن امثال کر لے گئے ہو
۱۳۲	جنت کا انسان کو یہ بتانا کہ	۱۱۵	۳۶ واں باب
۱۳۲	کس چیز سے جنت کے ثمر	۱۱۵	جنت کے نام پر ذبا کئے ہوئے
	سے بچا جا سکتا ہے !		جانور کا حکم

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۴۱	۵۴ واں باب	۱۳۸	۴۶ واں باب
۱۴۱	جنات کا انسان سے متعلق کرنا	۱۳۸	جنات کے شر سے کیسے بچا جائے
۱۴۲	۵۵ واں باب	۱۴۲	۴۷ واں باب
۱۴۲	طاعون جنات کے نیرہ مجموعے کا اثر ہے	۱۴۲	قرآن، ذکر، تعویذات کا جنات کے جسم میں اثر کرنا اور ان کا بھاگنا
۱۴۳	۵۶ واں باب	۱۴۴	۴۸ واں باب
۱۴۳	استحاضہ شیطان کے دھوکوں میں ایک دھوکہ ہے	۱۴۴	جنات و شیاطین کا تعویذ گندوں اور منتروں کے تابع ہونے کا سبب
۱۴۵	۵۷ واں باب	۱۴۴	فصل
۱۴۵	جنات کی نظریہ کا انسان کو لگنا	۱۴۶	۴۹ واں باب
۱۴۶	۵۸ واں باب	۱۵۳	جنات کا انسان کو برائی بھلائی کا بدلہ دینا
۱۴۶	عمار ابن یاسر کا جن سے قتال کرنا	۱۵۵	۵۰ واں باب
۱۴۷	۵۹ واں باب	۱۵۵	جنات کا انسان کو پریشان کرنا
۱۴۷	سرکش شیاطین کا رمضان شریف میں مقید کر دیا جانا -	۱۵۷	۵۱ واں باب
۱۴۸	۶۰ واں باب	۱۵۷	جنات کا آسیب زدہ انسان کے بدن میں داخلے ہونا
۱۴۸	ہرن جنات کے چوبایہ ہیں -	۱۶۱	۵۲ واں باب
۱۸۱	۶۱ واں باب	۱۶۱	آسیب زدہ کی حرکات اور مار پٹائی
۱۸۱	انسان کا جنات کی پرستش کرنا	۱۶۱	کرنا آیا یہ اسی کا فعل ہوتا ہے یا جنات کا فعل ہوتا ہے؟
۱۸۲	۶۲ واں باب	۱۶۲	۵۳ واں باب
۱۸۲	جنات کے قصے کہانی کا ذکر کرنا اور اس کا جائز ہونا	۱۶۲	آسیب زدہ کے علاج سے متعلق ایک سوال
۱۸۴	۶۳ واں باب	۱۶۸	از مؤلف
۱۸۴	جنات کا حضور کی بعثت کی اطلاع دینا اور آسمان کو اسے محروم کرنا اور جنات کو ستارے لگنا		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۱	{ ابو عبیدہؓ بن جراح کی شہادت پر جنات کا نوحہ کرنا -	۱۹۸	۶۳ واں باب
۲۱۲	۷۲ واں باب	۱۹۸	{ ہجرت کے وقت حضورؐ کا ام معینہؓ کے غیمہ میں نزول فرمانا اور جنت کا خبر دینا
۲۱۲	{ جنگ تادسیہ میں قبیلہ نخع کی ہلاکت پر جنات کا نوحہ کرنا	۲۰۱	۶۵ واں باب
۲۱۳	۷۳ واں باب	۲۰۱	جنات کا سعد بن مسعودؓ کی خبر دینا
۲۱۳	{ حضرت عمرؓ بن الخطاب کی شہادت پر جنات کا سر شیشہ پڑھنا	۲۰۲	۶۶ واں باب
۲۱۵	۷۳ واں باب	۲۰۲	جنات کا غزوہ بدر کے بارے میں خبر دینا
۲۱۵	عثمانؓ بن عفان پر جنات کا نوحہ کرنا	۲۰۲	۶۷ واں باب
۲۱۵	۷۵ واں باب	۲۰۲	{ جنات کا سعد بن عبادہؓ کو قتل کرنا اور اس کی خبر دینا
۲۱۵	جنگ صفین کے مقتولین پر جنات کا نوحہ کرنا	۲۰۳	۶۸ واں باب
۲۱۶	۷۶ واں باب	۲۰۳	{ جنات سے گزری ہوئی باتیں درختوں کو کرنا اور دور کے لوگوں کے احوال دریافت کرنا جانتے ہوئے اور ان کے والی خبریں معلوم کرنا جانتے نہیں ہے
۲۱۶	{ علیؓ ابن ابی طالب کی وفات کے بارے میں جنات کا خبر دینا	۲۰۳	علامہ ابن تیمیہؒ کی تحقیق -
۲۱۷	۷۷ واں باب	۲۰۵	۶۹ واں باب
۲۱۷	حسینؓ بن علیؓ پر جنات کا نوحہ کرنا	۲۰۶	جنات کا قیامت کے دن مؤذنون کے لئے شہادت دینا
۲۱۸	۷۸ واں باب	۲۰۷	۷۰ واں باب
۲۱۸	شہداء مرہ پر جنات کا نوحہ کرنا	۲۰۷	جنات کا عبداللہؓ ابن جعدان کی موت کی خبر دینا
۲۱۸	از مؤلف	۲۰۷	ابن جعدان کا مختصر تعارف
۲۱۹	۷۹ واں باب	۲۰۸	۸۱ واں باب
۲۱۹	{ جنات کا عمر بن عبدالعزیزؓ اور ہادون الرشیدؓ کی وفات کی خبر دینا	۲۱۱	
۲۲۰	از مؤلف		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۳۸	فصل	۲۲۰	۸۰ واں باب
۲۴۵	۸۸ واں باب	۲۲۰	امام ابوحنیفہ کی وفات پر جنات کا رونا
۲۴۵	انسان اپنے دل میں جو سوچتا ہے اگرچہ وہ کسی سے ظاہر نہ کرے مگر شیطان اس کی لوگوں کو خبر دے دیتا ہے -	۲۲۰	۸۱ واں باب
۲۴۶	۸۹ واں باب	۲۲۰	دیکھ! ابن جراح کی وفات پر جنات کا نور کرنا
۲۴۶	دسویں شیطانی کے چھوڑے ہیں	۲۲۱	۸۲ واں باب
۲۴۸	۹۰ واں باب	۲۲۱	متوکل بادشاہ کے انتقال پر جنات کا نوحہ کرنا
۲۴۸	کون سے بُرے کام ابلیس کو زیادہ پسند ہیں؟	۲۲۲	ازمؤلف
۲۵۰	۹۱ واں باب	۲۲۲	۸۳ واں باب
۲۵۰	شیطان انسان کو گمراہ کرنے میں کس چیز سے مدد لیتا ہے؟	۲۲۲	کیا تمام جنات کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک زندہ رہنے کی تہمت دی ہے؟
۲۵۳	۹۲ واں باب	۲۲۴	فصل
۲۵۳	شیطان جماعتِ مسلمین سے مخالفت کرنے والے کے ساتھ رہتا ہے؟	۲۲۴	جنات کا محسوس ہونا
۲۵۵	۹۳ واں باب	۲۲۵	۸۴ واں باب
۲۵۵	عالمِ شیطان پر مجادی ہوتا ہے	۲۲۵	کیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا؟
۲۵۶	۹۴ واں باب	۲۳۰	۸۵ واں باب
۲۵۶	شیطان کاموں کی وفات پر شدت سے رونا کیونکہ وہ اُس کے ہاتھ سے نکل گیا اور موت کے وقت اس کو بہکانے کی کوشش کرنا	۲۳۰	کیا اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کلام فرمایا ہے؟
۲۵۶	۹۵ واں باب	۲۳۲	۸۶ واں باب
۲۵۶		۲۳۲	کیا ابلیس اپنے دعوے میں کہ میں آدم سے بہتر ہوں، کیونکہ آدم مٹی سے مخلوق ہیں اور میں آگ سے خلقی پر تھا
		۲۳۶	۸۷ واں باب
		۲۳۶	شیاطین کے دوسرے ڈانے کی کیفیت کا بیان

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۶۳	{ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے	۲۵۷	{ موت کے وقت شیطان کے فرغ سے مومن کے سلامت رہ جانے پر ملائکہ کا تعجب کرنا
۲۶۴	۱۰۶ واں باب	۲۵۷	۹۶ واں باب
۲۶۴	{ رات میں شیاطین کا منتشر ہونا اور بچوں سے تعرض کرنا	۲۵۷	{ شیطان نے سب سے پہلے کون سے افعال پہلے کئے
۲۶۴	۱۰۷ واں باب	۲۵۸	۹۷ واں باب
۲۶۴	شیطان کس چیز کے ذریعہ بچوں سے لگتا ہے	۲۵۸	ابلیس لعین کتنی بار دیا ہے ؟
۲۶۴	۱۰۸ واں باب	۲۵۹	۹۸ واں باب
۲۶۴	{ جس بستر پر کوئی نہیں سوتا اس پر شیطان سوتا ہے	۲۵۹	ابلیس کا عرش دیدیا پر بچتا ہے ۔
۲۶۵	۱۰۹ واں باب	۲۵۹	۹۹ واں باب
۲۶۵	شیطان کا قیلولہ نہ کرنا	۲۵۹	شیطان کا جھنڈا اٹھانا
۲۶۵	۱۱۰ واں باب	۲۶۰	۱۰۰ واں باب
۲۶۵	شیطان کا سونے والے کے سر پر گرہ لگانا	۲۶۰	{ ابلیس کا اپنی اولاد میں سے ہر ایک کو کسی خاص کام پر مقرر کرنا
۲۶۶	۱۱۱ واں باب	۲۶۰	۱۰۱ واں باب
۲۶۶	بحرے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں	۲۶۰	شیطان کا انسان کے ہر کام میں شریک ہونا
۲۶۱	۱۱۲ واں باب	۲۶۱	۱۰۲ واں باب
۲۶۱	{ شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل ہلک میں متشکل نہیں ہو سکتا۔	۲۶۱	شیطان کا بیوی سے جماع کرنے وقت حاضر ہونا
۲۶۴	فصل	۲۶۱	۱۰۳ واں باب
۲۶۴	اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا	۲۶۱	ولادت کے وقت شیطان کا حاضر ہونا ۔
۲۶۴	فصل	۲۶۳	۱۰۴ واں باب
۲۶۴	{ شیطان کی ذلت و خواری کے بیان میں سے	۲۶۳	شیطان انسان کے اندر اثر کرتا ہے ۔
		۲۶۳	۱۰۵ واں باب

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۸۳	۱۲۱ واں باب	۲۷۵	۱۱۳ واں باب
۲۸۳	عجبت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے	۲۷۵	قرن شیطان کا بچہ کی جانب سے طلوع ہونا
۲۸۳	۱۲۲ واں باب	۲۷۵	از مترجم
۲۸۳	شیطان کو دیکھ کر گدھے کا بونا	۲۷۶	فصل
۲۸۴	۱۲۳ واں باب	۲۷۶	جانب مشرق میں فتنوں کے بارے میں اہل سیر کی تحقیق سے
۲۸۴	شیطان کا مجد والے شخص سے تعرض کرنا	۲۷۷	۱۱۴ واں باب
۲۸۴	۱۱۳ واں باب	۲۷۷	سورج کا شیطان کے سیٹلوں کے درمیان میں طلوع وغروب ہونا
۲۸۴	ابلیس کا آدم علیہ السلام کو سمجھ کرنے سے تکبر کرنا اور آن کے دل میں دوسرے پیدا کرنا، یہاں تک کہ آپے شجرہ ممنوعہ سے کھا لیا	۲۸۰	۱۱۵ واں باب
۲۸۴	ابلیس کی رسائی آدم و حوا تک کیسے ہوئی؟	۲۸۰	شیطان کی مجلس یعنی بیٹھک کا بیان
۲۹۲	فصل	۲۸۱	۱۲۱ واں باب
۲۹۲	آدم علیہ السلام جس جنت میں داخل ہوئے تھے وہ کہاں تھی؟	۲۸۱	جب قاضی ظلم کرتا ہے تو شیطان اس کو لازم پکڑ لیتا ہے !
۳۰۲	فصل	۲۸۱	۱۱۷ واں باب
۳۰۲	شجرہ ممنوعہ کا بیان	۲۸۱	اذان کے وقت شیطان کا پیٹھ دے کر بھاگنا
۳۰۳	فصل	۲۸۱	۱۱۸ واں باب
۳۰۳	علم آدم الہامی کا کلامی مختصر تفسیر	۲۸۱	شیطان کا صرف ایک جوتی ہیں کہ جلنا
۳۰۴	۱۲۵ واں باب	۲۸۲	۱۱۹ واں باب
۳۰۴	شیطان کا آدم و حوا سے تعرض کرنا	۲۸۲	انسان کے جدہ کہتے وقت شیطان کا لگنا
۳۰۵	۱۲۶ واں باب	۲۸۲	۱۲۰ واں باب
۳۰۵	شیطان کا نوح سے کشتی میں تعرض کرنا	۲۸۲	نمازی کے دل میں شیطان کا خروج
			بیچ کا دوسرے پیدا کرنا، جہاں چھینک اٹھ کر ناز میں آنا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۲	غیبی لاکھ حضرت حنظلہ ابن ابی عامر کے بیٹے حضرت عبداللہ سے شیطان کا ملنا۔	۳۰۸	۱۲۷ واں باب
۳۲۳	۱۳۶ واں باب	۳۰۸	شیطان کا براہیم علیہ السلام سے تعرض کرنا جبکہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے تھے
۳۲۳	شیطان کا قادیون کو گمراہ کرنا	۳۱۰	فصل
۳۲۴	۱۳۷ واں باب	۳۱۰	۱۲۸ واں باب
۳۲۴	شیطان کا دارالندوہ میں شورہ کے لئے آنا اور ابوہل کی رائے کو عمدہ بتلانا اور باقی آراء کی تردید کرنا	۳۱۰	شیطان کا موسیٰ علیہ السلام سے تعرض کرنا
۳۲۴	فصل	۳۱۱	۱۲۹ واں باب
۳۲۸	۱۳۸ واں باب	۳۱۱	ذوالکفل علیہ السلام سے ابلیس کا تعرض کرنا
۳۲۹	بیعت عقبہ کے وقت شیطان کا چہرنا	۳۱۲	۱۳۰ واں باب
۳۲۹	۱۳۹ واں باب	۳۱۲	شیطان کا ایوب علیہ السلام سے تعرض کرنا
۳۳۲	شیطان کا جنگ بدر میں شریک ہونا	۳۱۴	۱۳۱ واں باب
۳۳۲	غزوہ بدر	۳۱۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو برو شیطان کا آنا
۳۳۵	۱۴۰ واں باب	۳۱۵	۱۳۲ واں باب
۳۳۶	ابلیس کے جنگ احد کے دن جہلی میں پر چہرنا	۳۱۵	شیطان کا عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرنا
۳۳۶	خاتمہ	۳۱۷	۱۳۳ واں باب
۳۴۱	خاتمہ صالحہ	۳۱۷	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو برو شیطان کا آنا
۳۴۳	خاتمہ کتاب	۳۱۹	۱۳۴ واں باب
۳۴۴	☆	۳۱۹	حضرت عمر ابن الخطاب سے ذکر شیطان کا
		۳۲۲	غراہ ہونا اور آپ کا اس کو بچاؤ دینا
			۱۳۵ واں باب

تقریظ

از: بشیر محمد علوی، مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور (پاکستان)

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده
آمين

زیر نظر کتاب "جنات کے حالات و احکام"۔ "اکام المرمان" امام قاضی بدر الدین محدث حنفی (م ۷۹۹ھ) کی کتاب کا ترجمہ ہے "اکام المرمان" جنات کے حالات میں قدیم اور مشہور کتاب ہے اور اس موضوع پر ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی کتب میں اس کے حوالے نقل فرمائے ہیں۔ چنانچہ امام العصر استاذ المحدثین حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دارالعلوم دیوبند نے فیض الباری شرح بخاری (ص ۸۵ جلد ۲ کتاب الصلوٰۃ۔ باب الایہ) اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبند نے تفسیر معارف القرآن ص ۳۲۶ ج ۲ سورہ سبحا میں جنات کے بارے میں اس سے استفادہ فرمایا۔

گویا اس موضوع پر ایک جامع کتاب ہے مگر زبان عربی ہونے کی وجہ سے عوام الناس استفادہ سے محروم تھے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا مفتی محمد صاحب صاحب قاسمی زید مجدد فاضل دیوبند کو کہ انہوں نے

اس کتاب کا سلیس اردو ترجمہ کر دیا کہ اب اس کتاب سے علماء کے علاوہ
عوام الناس بھی مستفید ہو سکیں گے۔ اور پھر قابل الطمینان بات یہ
ہے کہ مولانا نے ترجمہ کرتے وقت فقہ الاہل سنت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی
مدظلہم مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند سے بھی مشورے کئے اور ان سے استفادہ کرتے
تھے۔ اس لئے اس ترجمہ کے قابل اعتماد ہونے میں شبہ نہیں رہا۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ترجمہ کو اصل کتاب کی طرح شرف
قبولیت عطا فرمائیں اور ادارہ اسلامیات اور اس کے مالکان کو ہر قسم
کے دینی و دنیوی شرور و فتن سے محفوظ فرمائیں۔
آمین !

فقط

کتبہ شعیبہ محمد علوی
خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۴ روزی قعدہ ۱۴۱۶ھ



گذاشات

بندہ محمد میرٹھوی رحمہ اللہ علم حضرات کہ خدمت میں عرض پر داز ہے کہ کتاب مذکور کے ترجمہ میں مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

۱۔ ترجمہ سلیس اور با محاورہ سہل انداز پر کیا گیا ہے تاکہ ہر اردو دانشور با سافہ استفادہ کر سکے

۲۔ مصنف نے کتاب کے تقریباً سب حصہ واقعات کو محدثین کے طرز پر پسند متصل بیان کیا ہے، ترجمہ میں سلسلہ سند کو متروک کیا گیا ہے صرف واقعہ کے اصل راوی کا نام لکھا گیا ہے سلسلہ سند کو تحقیق کے خواہشمند حضرات اصل کتاب سے مراجعت فرمادیں۔

۳۔ بعض ابواب میں مصنف نے ایک حصہ واقعہ کو متعدد حضرات سے نقل کیا ہے ایسے وقت پر صرف اصل واقعہ نقل کیا گیا ہے اور باقیہ بیان کرنے والا حصہ کے صرف نام کا حوالہ دیدیا گیا ہے مزید تحقیق کے طالب اصل کتاب میں ملاحظہ فرمادیں۔

۴۔ مصنف نے جو مقام پر حیات کمر شرف کا تذکرہ کیا ہے ان اشعار میں بعض الفاظ جو کاتعلق لغات جنات سے ہے ان کا ترجمہ صرف یا قصہ و سابقہ کہ مدد سے کیا گیا ہے بندہ کے پاس جو کتب لغت، لغت ترجمہ موجود تھیں ان

یہ انصاف تحقیق ہے کہ اگر کوئی صاحب علم انصاف کے تحقیق سے ترجمہ پر مطلع ہو تو براہ کرم آگاہ فرمادیں آئندہ ایڈیشن میں اس کو شامل کر دیا جائیگا۔ نیز بندہ پر انصاف کا احسان عظیم ہوگا۔

ان الله لا يضيع اجر من احسن عملا

۵۔ ترجمہ کا نام حضرت اقدس مولانا درشد صاحب جامع الشریعت والطریقت حضرت الحافظ فقیر الامت مفتی محمد حسن صاحب گنگوہی زید مجدہم نے انعام الرحمن یا احسان المناصیر جو پسند ہو رکھ دیا تھا۔ مگر بندہ حضرت والہ کے فرمودہ دونوں ناموں کو اس طرح جمع کر کے رکھتا ہے "انعام الرحمن فی احسان المناصیر"۔ اللہ تعالیٰ حضرت والہ کے سایہ عاطفت کو تادیر قائم و دائم رکھے (امین)

یہ دعا از کفر و از جملہ اہل جہانہ امین باد

بندہ
محمد میرٹھ خاں تدریس و افتاء
سید تعلیم القرآن سرہ ضلع میرٹھ۔ یو پی انڈیا

پہلا باب

جنات کے وجود کو ثابت کرنے کے بیان میں

امام الحرمینؒ نے اپنی کتاب شامل میں تحریر فرمایا ہے کہ بہت سے فلاسفہ اور تمام فرقہ قدریہ والے اور تمام زنادقہ سرے سے شیاطین و جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ پھر امام الحرمینؒ رحمہ اللہ تعالیٰ بطور تعجب تحریر فرماتے ہیں کہ جو جماعت متبع شریعت و صحیح الفکر نہ ہو اس کا اس طرح کے حقائق کا انکار کرنا کوئی بعید نہیں ہے۔ البتہ تعجب فرقہ قدریہ پر ہے کہ انہوں نے قرآن کریم کی آیات کے ہوتے ہوئے اور احادیث مشہورہ و مستترہ کے ہوتے ہوئے پھر بھی جنات و شیاطین کے وجود کا انکار کیا۔ پھر امام الحرمینؒ نے وہ آیات و احادیث تحریر فرمائیں جو جنات و شیاطین کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔

ابرقائم انصاریؒ نے شرح ارشاد میں تحریر فرمایا ہے کہ اکثر معتزلہ نے بھی ان کے

نے ایک کتاب کا نام ہے۔

لے جیسا کہ فلاسفہ نے اور فرقہ قدریہ

نے بہت سی آیات و احادیث جن و شیطان کے وجود پر مراد دلالت کرتی ہیں۔

لے امام الحرمینؒ کی ایک کتاب کا نام ہے اصول دین میں۔

وجود کا انکار کیا ہے اور ان کا یہ انکار صریح دلیل ہے ان کی دینی کمزوری کی اور دینی امور میں ان کے لاپرواہی کی نیز نفس و شرعیہ کے ہوتے ہوئے عقلی طور پر بھی جنات و شیاطین کے وجود میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔

پس ہر متدین صاحب عقل کا فریضہ ہے کہ جس چیز کے وجود کے اوپر نقل و عقل دونوں دلالت کرتی ہوں اس کو تسلیم کرے۔

فرقہ قدریہ کا وجود جنات کے بارے میں اختلاف آراء

تامنی ابو بکر باقلانی نے فرمایا ہے کہ بہت سے فرقہ قدریہ والے کہتے ہیں کہ جنات پہلے تھے اب نہیں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جنات اب بھی ہیں مگر وہ کسی طرح

بھی نظر نہیں آتے چونکہ ان کے اجسام نہایت رقیق ہیں اور وہ شعاع کے شدت نفوس سے دکھائی نہیں دیتے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے دکھائی نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کوئی رنگ نہیں ہے پھر امام الحرمین نے فرمایا کہ جنات و شیاطین کے وجود پر آیات و احادیث سے استدلال کرنا ایک گونہ تکلف ہے چونکہ تمام علماء نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں اور تابعین کرام کے زمانہ میں جنات و شیاطین کے وجود پر اجماع کیا ہے اور ان کے شر سے خدا کی پناہ چاہی ہے پھر فرمایا کہ اس قسم کے اتفاق و اجماع کا مقابلہ انکار سے کتنا دین دار آدمی کا کام نہیں ہے اور اس کے اثبات میں متعدد شواہد آیات و احادیث ذکر فرمائے۔

وجود جنات کے منکرین کا حکم شرعی

امام الحرمین نے فرمایا کہ جو آدمی ان استدلالات کے ہوتے ہوئے بھی جنات کے وجود کے انکار

سے باز نہ آئے وہ ستم فی الدین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جبکہ جنات و شیاطین کے وجود کو تسلیم کرنے سے عقلی اصول و قضایا پر بھی کوئی زد نہیں آتی۔

منکرین وجود جنات کا استدلال اور اس کا نتیجہ

وجود جنات کے منکرین اپنے باطل

دعوے کے اثبات میں استدلال کرتے ہیں کہ جنات ہمارے سامنے آتے ہیں اور ہم ان کو دیکھ نہیں پاتے حالانکہ جنات اگر چاہیں تو وہ ہمارے سامنے اپنی ایسی صورت بنا کر آ سکتے ہیں کہ جس کو ہم بے تکلف دیکھ سکتے ہیں۔ پس ان کا کسی ظاہری صورت میں دکھائی دینا دلیل ہے کہ جنات کوئی شے نہیں ہے۔

ان حضرات کا یہ استدلال بالکل بھل و لغو ہے اس طرح کا استدلال وہی شخص کر سکتا ہے جس کو مقدوریت عجیبہ پر یقین کامل نہ ہو اور بدیع السموات والارض اس کے گوشہ عقل سے اوجھل ہو گیا ہو۔ اور ان کا جنات کے بارے میں یہ نظریہ ان کو یہاں تک لے آئے گا کہ ایک روز وہ ان فرشتوں کا بھی انکار کر دیں گے جو ان کی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں چونکہ بقول ان کے جو چیز نظر نہ آئے موجود ہی نہیں ہے اور واضح رہے کہ جس شخص کا بھی یہ رویہ ہو گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

از مؤلف :- امام المؤمنین نے جنات کے وجود پر جن آیات و احادیث سے استدلال کیا ہے ان کو اس جگہ اس لئے ذکر نہیں کیا گیا کہ آئندہ ہر باب میں وہ آیات و احادیث مفصل فکر کی جائیں گی جو اس باب کے مناسب ہوں گی۔

وجود جنات کے اثبات میں قاضی عبدالجبار ہمدانی کی تحقیق قاضی عبدالجبار فرماتے ہیں کہ وجود جنات پر صرف نقلی

دلیل ہے عقلی دلیل کوئی نہیں ہے۔ چونکہ جنات اجسام غائبہ ہیں اور عقل اجسام غائبہ کو قوت نہیں کر سکتی چونکہ ایک شے دوسری شے کے وجود پر اسی وقت دلالت کر سکتی ہے جبکہ ان دونوں کے درمیان کوئی علاقہ ہو جیسا کہ فعل و فاعل کا تعلق اور اعراض و محال کا تعلق پس فعل کا اپنے وجود میں فاعل کی طرف محتاج ہونا دلیل ہے فاعل کے قادر و خود مختار

لے یعنی خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان کو انوکھے انداز پر بنایا ہے۔

دقائق بالذات ہونے کی اور اس کا فاعل و مختار ہونا دلیل ہے اس کے زندہ ہونے کی اور اس کا زندہ ہونا دلیل ہے اس کے سبب و بصیر ہونے کی۔ پس فعل کا دلالت کرنا اپنے فاعل پر یہ دلالت ہے کہ وہ قادر بھی ہے، زندہ بھی ہے، سبب بھی ہے، بصیر بھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کی دلالت کا مدار علاقہ پر ہے۔ پس چونکہ اجسام غائبہ کو معلوم کرنے کے لئے عقل کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے اس لئے کہنا پڑے گا کہ جنات کے وجود کا اثبات نقل پر موقوف ہے یہ مسئلہ عقل سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ نیز اثبات وجود جن کا مسئلہ بدیہی بھی نہیں ہے۔ چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے عقلا اہل تکلیف اس میں اختلاف کرتے ہیں بعض وجود جن کو ثابت مان کر تصدیق کرتے ہیں اور بعض اس کی تکذیب کرتے ہیں جیسا کہ فلاسفہ اور فرقہ باطنیہ والے حالات کہ وہ بھی ادا و نواہی کے مکلف ہیں صاحب عقل و شعور ہیں اگر یہ مسئلہ بدیہی ہوتا تو اس میں اختلاف کرنا ہرگز ممکن نہ ہوتا۔ اختلاف تو درکنار اس میں اختلاف کا گمان بھی نہیں ہونا چاہیے تھا اور کسی مشکک کی تشکیک سے اس پر کوئی اثر نہ ہوتا چونکہ جو مسائل بدیہی ہوتے ہیں اس میں اختلاف نہیں ہوتا اور کسی مشکک کی تشکیک اس پر اثر انداز نہیں ہوتی جیسا کہ زمین کا نیچے ہونا بدیہی ہے اور آسمان کا اوپر ہونا بدیہی ہے ان میں کسی عاقل کا اختلاف نہیں اور نہ کسی کی تشکیک اس پر اثر انداز ہو سکتی ہے پس عقلا کا اثبات وجود جن میں اختلاف کرنا اور اس طرح کی صورتحال کا پیش آنا دلیل ہے اس بات کی کہ اثبات وجود جن کا مسئلہ بدیہی بھی نہیں ہے۔

اگے قاضی عبد الجبار فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں وجود جن پر دلالت کرتے ہیں اور وہ اس درجہ مشہور و معروف ہیں کہ ان کے ذکر کی حاجت نہیں ہے اور تمام مفسرین کرام نے ان آیتوں کی تفسیر میں وجود جن کے اثبات پر اجماع کیا ہے اور ہم کو بدیہتہ یہ بھی معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنات کے وجود کو مانتے تھے اور اس پر آپ کا یقین تھا اور اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر احادیث متواترہ مشہورہ مروی ہیں

کہ جن کے ذکر کی حاجت نہیں ہے اور وہ سب احادیث و وجود جنات کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ وجود جنات کا مسئلہ نہ عقلی ہے نہ بدیہی ہے بلکہ نقل ہے۔ سمجھ پر موقوف ہے۔

وجود جنات کے بارے میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی تمام جماعتیں جنات کے وجود کو تسلیم کرتی ہیں اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ بھی وجود جنات کے قائل ہیں اگرچہ ان میں کچھ لوگ اس کا انکار بھی کرتے ہیں جیسا کہ مسلمانوں میں بھی بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ بہمید اور معتزلہ بایں ہمہ جو لوگ وجود جنات کے منکر ہیں ان کے ائمہ و مقتدیان کرام البتہ وجود جنات کے قائل ہیں ان سے انکار ثابت نہیں ہے۔

آگے علامہ فرماتے ہیں کہ وجود جنات کی خبریں تمام انبیاء علیہم السلام سے مروی ہیں۔ ہر نبی نے ان کے وجود کے بارے میں خبر دی ہے اور یہ خبریں حدیث و تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ جنات زندہ ہیں عقل و شعور رکھتے ہیں اور امر و نواہی کے مکلف ہیں اور بعض بددین جو کہتے ہیں کہ یہ احوال و اعراض ہیں جو انسان کے ساتھ قائم رہتے ہیں ان کا یہ قول سراسر باطل و مکرابی ہے۔ پس جبکہ وجود جنات کی خبریں ہر نبی سے منقول ہیں حدیث و تواتر پہنچی ہوئی ہیں۔ ہر خاص و عام جانتا ہے تو انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھنے والی جماعتوں کے لئے اس کے انکار کی گنجائش نہیں ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کی ہر جماعت وجود جنات کو تسلیم کرتی ہیں اور اسی طرح تمام کافر جماعتیں جیسا کہ اہل کتاب اور تمام مشرکین عرب و غیرہ جو اولادِ شام سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی طرح مشرکین ہند و غیرہ جو اولادِ شام سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد میں سے ہیں۔ لے یعنی حضرت نوح کے بیٹے سام کی اولاد میں سے ہیں۔

تعلق رکھتے ہیں اور اسی طرح تمام کنعانی اور یونانی وغیرہ جو اولادِ یافت سے تعلق رکھتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام جاثعین مسلم ہوں، کافر ہوں، مشرک ہوں، عمری ہوں، عجمی ہوں وجود جنات کو تسلیم کرتی ہیں بلکہ جنات و شیاطین کے تعادن سے جو جادو منتر وغیرہ کئے جاتے ہیں ان کو بھی تسلیم کرتی ہیں چاہے وہ مسلمانوں کے نزدیک جائز ہوں یا ناجائز ہوں اور تمام مشرکین ان جادو منتر وغیرہ کو مانتے ہیں کہ جن میں جنات و شیاطین کی تعظیم و عبادت ہے اور کفار و مشرکین کے پاس جس قسم کے جادو منتر ہیں جن کے معنی ہم نہیں سمجھ سکتے وہ سب از قبل شرک ہیں ان میں جنات و شیاطین کے ساتھ شرک کیا جاتا ہے۔ اسی لئے علمائے ان منتروں سے منع کیا ہے کہ جن کے معنی سمجھ میں نہیں آتے چونکہ ان میں شرک کا لگنا ہے اگرچہ ان کا استعمال کرنے والا ان کے شرک کو نہ جانتا ہو مگر سداً لباب اس سے روکا گیا ہے۔ ایک صحیح حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منتروں سے روکا ہے جن میں شرک ہے اور جن میں شرک نہیں ہے ان کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچانے پر قادر ہو پہنچا دے اور جادو منتر کے بارے میں عرب کے پاس اور تمام جماعتوں کے پاس بہت امور تھے اور اس بارے میں سب کا کافی انہماک تھا اور عرب وغیرہ کی خبریں منتر وغیرہ کے بارے میں حدیث و اقوال کو پہنچی ہوئی ہیں جن کو تمام علما مسلمین خوب جانتے ہیں اور اسی طرح غیر عرب کی بھی اس بارے میں کافی معلومات تھیں مگر مسلم علمائے عرب کی جاہلیت کو سب سے زیادہ جلتے ہیں۔

وجود جنات کے بارے میں فلاسفہ و اطباء کا مذہب | فلاسفہ و اطباء بھی تقریباً بھی جوئے جنات کے قائل ہیں مگر کچھ جاہل و

بے دین فلاسفہ و اطباء وجود جنات کے منکر ہیں اور فلاسفہ میں جو اونچے درجہ کے لوگ ہیں۔ ان میں سے بعض تو وجود جنات کے مذہبی اور بعض سے دیگر قسم کے اقوال منقول ہیں۔ حکیم بقراط کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے کسی خاص قسم کے پانی کے بارے میں

کہا تھا کہ یہ جنون کے لئے مفید ہے اور مرگی کے لئے بھی مفید ہے پھر کہا کہ وہ جنون مراد نہیں ہے جو جنات کے اثر سے ہوتا ہے اور جس کا علاج منتر ہے بلکہ وہ جنون مراد ہے کہ جس کا علاج اطباء کرتے ہیں اور بقراط نے یہ بھی کہا ہے کہ منتر کو اطباء کے علاج سے کوئی منافعت نہیں ہے یعنی منتر طبی علاج کے مقابلہ میں بے حیثیت ہے۔ بقراط کے اس مقولہ سے منتر کی عدم تاثیر پر استدلال کرنا اور وجود جنات کا انکار کرنا اس کی روشنی میں کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ بقراط اس فن کا اہل نہیں تھا البتہ وہ فن طبابت کا اہل تھا اس میں اس کی رائے معتبر ہوگی جیسا کہ معالج جب انسانی بدن کو دیکھتا ہے تو وہ صرف اس کی صحت و علالت میں غور کرتا ہے اور اس کے مزاجی تغیر کو دیکھ کر علاج کرتا ہے البتہ جس مرض کا منشا اثر جن ہو یا کوئی نفسیاتی مرض ہو وہ اس کی قدرت سے باہر ہے اگرچہ وہ جانتا ہو کہ نفس انسانی کا اثر اسباب طبعیہ سے کہیں زیادہ موثر ہے پس اسی طرح جنات کا بھی اثر کرنا اور بدن انسانی میں تغیر پیدا کر دینا ثابت ہے اس کو اس کے اہل ہی جان سکتے ہیں۔ لہذا بقراط کی رائے اس بارے میں معتبر نہ ہوگی اور جنات کا بدن انسانی میں موثر ہونا حدیث شریف سے بھی ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے۔ دم سے مراد وہ بخار ہے کہ جس کو اطباء روح حیوان کہتے ہیں جو قلب سے پیدا ہو کر تمام بدن میں پہنچتی ہے اور جس کے باعث بدن زندہ رہتا ہے۔

لفظ جن کی لغوی تحقیق و تشریح | ابن درید امام لغت فرماتے ہیں کہ جن کا مفہوم

اس کے مفہوم کے متضاد ہے کہا جاتا ہے

جَنَّةُ اللَّيْلِ (ثلاثی مجرد سے) اَجَنَّةٌ ثلاثی مزید فیہ باب افعال سے جَنَّ علیہ

یہ سب کلمات غَطَّاہ یعنی چھپانے کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں اور ہر وہ شئی جو نظر نہ آئے اس کو جن کہا جاسکتا ہے اور جن کو جن اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ نظروں سے

غائب رہتے ہیں نظر نہیں آتے اور زمانہ جاہلیت میں ملائکہ کو بھی جن کہا کرتے تھے کیونکہ وہ بھی نظروں سے غائب رہتے ہیں حقیق اور حجتہ ایک ہی میں حجتہ بالضم ٹھال اور زرہ کو کہتے ہیں کیونکہ اس سے انسان اپنی حفاظت کرتا ہے حَقُّ بِالْحَادِ جَنَاتِ کی ایک قسم ہے شاعر نے کہا ہے

يَلْعَبُونَ أَحْوَالِي مِنْ حَقِّ وَحِقِّ

یعنی ہر قسم کے جنات میرے احوال سے کھلوا کرتے ہیں ابو عمر زاہد فرماتے ہیں کہ حَقُّ بِالْحَادِ وہ جنات کہلاتے ہیں جو کتوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور ذلیل ہوتے ہیں۔

جوہریؒ فرماتے ہیں کہ جان ابوالحسن ہے یعنی جنات کا جدا علیٰ اس کی جمع جینان ہے جیسا کہ حانظ کی جمع حیطان اور جان سفید سانپ کو بھی کہتے ہیں۔

علامہ بیہقی نے نتائج میں فرمایا ہے کہ لفظ جن ملائکہ کو بھی شامل ہے اور مردہ چیز ہو نظر نہ آئے اس کو جن کہہ سکتے ہیں چونکہ لفظ جن ملائکہ کو شامل ہونے کی وجہ سے اشراف و افضل ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر مواقع میں لفظ جن کو ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس کے مفہوم میں مردہ چیز داخل ہے ہونظروں سے غائب ہے قرآن کہہ میں خدا تعالیٰ کا فرمان ہے وجعلوا بدینہ و بین الجنة نسبا اس آیت میں صرف جن کا ذکر ہے جس سے مراد فرشتے ہیں۔ اور کے شعر میں۔

وَسُخَّرَ مِنْ جَنِّ الْمَلَائِكَةِ سَبْعَةَ

قِيَامًا لَدَيْهِ لَعَالُونَ بَلَا أَحْمَرُ

اس کے اندر بھی جن کا ذکر ہے جس سے مراد فرشتے ہیں اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ قرآن کی یہ کئی جگہ اس کو جن پر مرقوم کیا گیا ہے جیسا کہ لَعَالُ يَطْمَثُهُنَّ اَنْسُ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانِ اور لَا يَسَالُ عَنْ ذَنْبِهِ اَنْسُ وَلَا جَانِ اور

دانا ظننا ان تقول الانس والجن على الله كذباً اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر لفظ جن ملائمہ علیہم السلام کو شامل نہیں ہے کیونکہ وہ عیوب و نقائص سے منزہ ہیں اور ان کے بارے میں کسی گناہ کا شبہ بھی نہیں کیا جاسکتا پس اس قرینہ سے معلوم ہو گیا کہ یہاں پر لفظ جن سے جنات مراد ہیں اور ظاہر ہے کہ انسان جنات سے افضل ہے اس وجہ سے لفظ انس کو لفظ جن پر مقدم کیا گیا

ابن حقیل فرماتے ہیں کہ جن کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ نظروں سے غائب رہتے ہیں اور اسی لئے بچہ کو جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جنین کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے اور جنتہ (اڑھال) اس کو بھی اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ مجاہد کی حفاظت کرتی ہے اور جن (خود) لوہے کی ٹوپی جن کو لڑائی کے وقت استعمال کرتے ہیں یہ بھی جنت ہی سے مشتق ہے اگر کوئی یوں کہے کہ ملائمہ بھی نظروں سے غائب رہتے ہیں ان کو بھی جن ہی کہنا چاہیے ان کو ملائمہ کیوں کہتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اس امر متفقہ میں تناقض نہیں ہوتا جیسا کہ غابۃ "مشکینہ" کو کہتے ہیں (شکا) کیونکہ یہ نئی سے مشتق ہے اور نئی کے معنی چھپانے کے آتے ہیں اور اس کے اندر بھی چیز چھپ جاتی ہے لہذا اس کی تعریف لفظ صندوق سے نہیں لوٹ سکتی کیونکہ صندوق کے اندر بھی چھپاتے ہیں اور نہ ہی صندوق کو غابہ کہہ سکتے اگرچہ مفہوم حقیقی دونوں کا ایک ہے۔ یہی حال لفظ جن و ملائمہ کا ہے اگرچہ مفہوم حقیقی ایک ہے مگر ایک کی تعریف کو دوسرے کی تعریف سے تو نہیں کہتے۔

لفظ شیطن کی لغوی تحقیق و تشریح

شیاطین نافرمان جنات کو کہتے ہیں اور یہ ابلیس کی اولاد میں سے ہیں (مردہ)

وہ جنات کہلاتے ہیں جو زیادہ سرکش ہیں اور زیادہ گمراہ ہیں اور یہ جنات ابلیس کے معاون ہیں جو اس کی نگرانی میں گمراہی کا کام انجام دیتے ہیں اور انہیں کو شیاطین کے اصحاب بھی

کہتے ہیں۔

جو ہرگز نے فرمایا ہے کہ ہر کس شخص نافرمان چاہے انسان ہو یا جن ہو یا جو پایہ ہو اس کو شیطن کہتے ہیں۔

جو رہنے کہا ہے۔

ایام یدعوننی الشیطان من غزل

وہن یدعوننی اذ کنت شیطان

جس زمانہ میں وہ عورتیں مجھے غزل خوانی کی وجہ سے شیطان کہا کرتی تھیں۔ اسی زمانہ میں میرے شیطان ہونے کے باوجود مجھے محبت کرتی تھیں۔

اور اہل عرب سانپ کو بھی شیطان کہتے ہیں کسی شاعر نے اپنی اونٹنی کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے۔

تلاعب مثنیٰ حضومی کا نہ

تسمع شیطن بذی ذرع تغر

یعنی میری حضرمی اونٹنی بار بار اس طرح اچھلتی ہے جیسا کہ سانپ پٹیل میدان میں پیچ و تاب کھاتا ہوا جا رہا ہو۔

اس جگہ پر طلحہا کا نہ دوسرے الشیاطین قرآن کریم کی آیت کے بارے میں قرآن کے تین اقوال کا تذکرہ ہے۔ مگر بندہ کے پاس ہر نسخہ ہے اس میں وہ تین اقوال نہیں ہیں اس لئے اگر کوئی صاحب علم کہ جس کے پاس کوئی دوسرا نسخہ ہو وہ عبارت لکھ کر بھیج دیں کہ فرمائی ہوگی اس نسخہ کی عبارت اس جگہ مخدوش ہے۔ اس لئے اس کو ترک کر دیا گیا۔ لفظ شیطان کا وزن اصلی ہے۔ امیہ نے کہا ہے۔

ایسات طن عصاه عکاه

ثم یلقى فی الحب والاعلال

جو بھی نافرمان نافرمانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو پکڑیں گے اور میٹروں میں بازو کر جہنم میں ڈال دیں گے اور ایک راتے یہ ہے کہ اس کا فون زائد ہے۔ لہذا اگر اس کو فعال کے وزن پر کہیں تو اس وقت یہ شق ہوگا شیطن سے یعنی رباعی مجرد سے منصرف پڑھا جائے گا اور اگر اس کو شق مانیں شیطن سے تو اس وقت یہ فعلان کے وزن پر ہوگا اور غیر منصرف پڑھا جائے گا۔

ابوالبقار فرماتے ہیں کہ شیطن فعال کے وزن پر ہے شق ہے شق شیطن سے یعنی دور ہونا اور اس میں ایک لغت شاطن باب مفاعلة اور شیطن باب تفصیل ثلثی مزید فیہ ملحق بر باعی مزید فیہ بھی ہے شیطن ہر سرکش نافرمان کو کہتے ہیں چونکہ اس کا شر پڑھا ہوا ہوتا ہے اور وہ خیر سے دور ہو جاتا ہے۔ اور ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ یہ فعلان کے وزن پر ہے۔ شاطن شیطن سے شق ہے جس کے معنی ہلاک ہونے کے آتے ہیں۔ پس شیطن کے معنی ہلاک ہونے والا سرکش۔ یہ معنی اس وقت ہوں گے جبکہ اس کو صیغہ صفت کہیں اور اگر اس کو مبالغہ کا صیغہ مان لیا جائے اس وقت معنی یہ ہوں گے دوسروں کو ہلاک کرنے والا۔

قاضی ابوالیٰ فرماتے ہیں کہ شیطا طین خبیث اور رائدہ درگاہ جنات کا نام ہے اور برے آدمی کو مار د بھی کہتے ہیں اور کبھی برے آدمی کو شیطن بھی کہہ دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ شیطن مار د یعنی دھتکارا ہوا شیطان۔

جوہری فرماتے ہیں کہ عرب والے بولتے ہیں شطن معنی دور ہو گیا۔ اشلطہ یعنی دور کر دیا۔

ابن لکیث فرماتے ہیں کہ عرب والے کہتے ہیں شطنة یشطنة شطناً جب کوئی شخص اپنی نیت بدل دے، بیر شطون وہ کنواں جو بہت گہرا ہو، ووفی شطون یعنی دور کی نیت کرنے والا۔

لفظ ابلیس کی لغوی تحقیق و تشریح | ابن درید فرماتے ہیں کہ کچھ اہل لغت کی رائے یہ ہے کہ ابلیس مشتق ہے ابلاس

سے ابلاس کے معنی مایوس ہونے کے آتے ہیں کیونکہ شیطن بھی خدا کی رحمت سے مایوس ہے عرب دالے کہتے ہیں ابلس الرجل ابلاسا فهو مبلس جب کوئی مایوس ہو جائے۔

از مؤلف :- صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ابلیس کا یہ نام اس وقت رکھا گیا تھا جب وہ خدا تعالیٰ کے دربار سے مردود ہو چکا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تک ابلیس ملائکہ کے ساتھ رہا اس وقت تک اس کا نام عزراذیل رہا پھر جب وہ ملعون ہو گیا تو ابلیس کہا جانے لگا اور یہ چار پردوں والے فرشتوں میں سے تھا۔

اور ابوالمثنیٰ سے مروی ہے کہ ابلیس کا نام نائل تھا پس جب وہ مغضوب ہوا تو شیطان کہا جانے لگا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب ابلیس نے نافرمانی کی تو ملعون ہوا اور شیطان بن گیا

حضرت سفیان ثوری سے مروی ہے کہ ابلیس کی کنیت ابو کدوس ہے۔

ابو البقار فرماتے ہیں کہ ابلیس عجمی لفظ ہے عجم اور معرفہ ہونے کی وجہ سے غیر منفرد ہے۔

اور ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ وہ عربی لفظ سے مشتق ہے ابلاس سے معرفہ ہونے کی وجہ سے غیر منفرد ہے اور اسی جیسا اور کوئی اسم نہیں ہے مگر یہ بات مسلم نہیں ہے کیونکہ اس جیسے اور اسماء بھی ہیں جیسا کہ اخراط، اصفیل، اصلیت وغیرہ۔ ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے نزدیک جنات کے چند

درجے ہیں جب خالص جن بردنا مقصود ہوتا ہے تو جن کہتے ہیں اور جب آبادی میں رہنے والے جنات مراد ہوتے ہیں تو عام کہتے ہیں اس کی جمع عمارتیں اور جب بچوں کو ستانے والے مراد ہوتے ہیں تو اوداج کہتے ہیں اور نہایت گندے خبیث جنات کو شیطان کہتے ہیں اور جو بہت ہی شریر ہو اس کو مار کہتے ہیں اور جو سب سے زیادہ مکار ہو اس کو عفریت کہتے ہیں اس کی جمع عفریت ہے۔

دوسرا باب

جنات کی پیدائش کی ابتداء

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل پیدا فرمایا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنات زمین پر رہتے تھے اور فرشتے آسمان پر اور زمین و آسمان انہی سے آباد تھے اور ہر آسمان کے الگ فرشتے ہیں اور ہر آسمان والوں کی الگ الگ تسبیح ہے اور ہر ادبر والے آسمان کے فرشتے نیچے آسمان والوں سے زیادہ ذکر و تسبیح کرتے ہیں پس زمین جنات سے آباد تھی اور آسمان فرشتوں سے آباد ہے اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ زمین جنات سے دو ہزار سال تک آباد رہی اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس سال تک آباد رہی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابوالحسن کو پیدا کیا بھر کے ہوئے شعلہ سے پیدا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے بوجھا کہ تیرا

متنا کیا ہے اس نے کہا کہ ہماری تمنا یہ ہے کہ ہم سب کو دیکھ لیں اور ہم کسی کو نظر نہ آویں اور مرنے کے بعد ہم تختِ الشریٰ میں چلے جاویں اور ہمارے بوڑھے جوان ہو جاویں۔ پس اس کی یہ تمنا پوری کر دی گئی وہ سب کو دیکھتے ہیں اور خود کسی کو نظر نہیں آتے اور مرنے کے بعد تختِ الشریٰ میں چلے جاتے ہیں اور ان کو بڑھاپے سے پہلے موت نہیں آتی یعنی ارذلِ عمر کو پہنچنے کے بعد موت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا کہ ان سے پوچھا کہ تیری تمنا کیا ہے انہوں نے کہا میں جنت میں رہنا پسند کرتا ہوں پس ان کو جنت دیدی گئی۔

حضرت اسحاقؑ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو پیدا فرمایا کہ ان کو دنیا آباد کرنے کا حکم دیا پس انہوں نے خدا تعالیٰ کی عبادت کو ناشروع کر دی اور آپس میں خون بہانے لگے یہاں تک کہ جب ایک طویل عرصہ گزر گیا تو انہوں نے نافرمانی شروع کر دی اور آپس میں خون بہانے لگے اور ان میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام یوسف تھا اس کو قتل کر دیا پس خدا نے ان کو برباد کرنے کے لئے آسمان دنیا سے فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جس کا لقب جن تھا انہیں میں ابلیس بھی تھا اور ان کی تعداد چار ہزار تھی پس انہوں نے تمام جنات کو زمین سے بھگایا اور دریا کے جزیروں میں چھوڑ دیا اور وہ فرشتے اور ابلیس زمین پر رہنے لگے۔

حضرت حبیب ابن ثابت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابلیس اور اس کا لشکر آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے قبل چالیس سال تک زمین پر رہے۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابلیس آسمان دنیا اور زمین کا بادشاہ تھا اور خدا تعالیٰ نے رفیعِ اعلیٰ میں یہ طے فرما رکھا تھا کہ ہم عنقریب زمین پر اپنا خلیفہ پیدا کریں گے پس ابلیس کو اس کی اطلاع ہو گئی اور اس نے پڑھ لیا کہ یہ خلیفہ ملائکہ میں سے نہیں ہو گا پس جب اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ فرشتوں سے کیا تو ابلیس نے فرشتوں سے کہا کہ اس خلیفہ کے لئے ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا

جائے گا اور اپنے دل میں یہ سوچ لیا کہ میں تو اس کو ہرگز مجبور نہ کروں گا اور ملائکہ کو یہ بھی بتلا دیا کہ یہ خلیفہ خون بہائے گا اور زمین میں فساد برپا کرے گا۔ پس جب اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بناؤں گا تو ان کو ابلیس کی بات یاد تھی انہوں نے فوراً کہا کہ آپ ایسی مخلوق پیدا کر رہے ہیں جو زمین میں فساد برپا کرے گی۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اور فرشتوں سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ فساد برپا کرنے والی مخلوق بنا رہے ہیں یہ اس واسطے کہا کہ فرشتے زمین پر خود رہنا پسند کرتے تھے اور زمین پر عبادت کرنے سے راضی تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ملائکہ عالم الغیب نہیں ہیں اور انہوں نے ابن آدم کے اعمال کو جنات کے اعمال پر قیاس کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ اس طرح فساد کریں گے جس طرح جنات نے فساد کیا تھا اور اس طرح خونریزی کریں گے جس طرح جنات نے اپنے بادشاہ کو قتل کیا تھا جس کا نام یوسف تھا جیسا کہ یہ سچے گدڑ چکا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنات کی طرف اپنے رسول مبعوث کئے تھے انہوں نے خدا تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا اور شرک سے باز رہنے کی تعلیم دی اور آپس میں خونریزی سے ڈرایا۔ پس جنات نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور خون ریزی شروع کر دی پس ان کو تباہ کر دیا گیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش کا تذکرہ کیا تو فرشتوں نے آدم کو جنات پر قیاس کرتے ہوئے کہا کہ یہ بھی خون ریزی کرے گا۔ اور کھرد شرک میں مبتلا ہوگا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل قیاس کو رد فرمایا اور کہا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ پس فرشتوں کو ندامت ہوئی اور وہ ڈر سے کہیں یہ نافرمانی نہ ہو اور خدا سے استغفار کرنے لگے اور عرش کے چاروں طرف استغفار کرتے ہوئے گھومنے لگے اور اپنی اس تردید کی معافی چاہنے لگے

اللہ تعالیٰ بار بار فرما رہے تھے کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ میں جانتا ہوں کہ آدم اور اس کی اولاد زمین کے باشندے ہوں گے اور اس کو آباد کر دیں گے اور تم آسمانوں کو آباد کرو گے ابن ہرک فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے سامنے تجلّیٰ آدم کا دکھو کیا تو انہوں نے سن کر کہا کہ آپ نسا د کرنے والی مخلوق پیدا فرما رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور میں تمہارے ظاہر و باطن سے اچھی طرح باخبر ہوں تو فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ کرم و معظّمہ مخلوق پیدا نہیں فرمائیں گے اور ہم کو جو علم دیا گیا ہے وہ اس کو نہیں ملے گا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو ان کا یہ گمان بھی ختم ہو گیا کہ ہم ہی زیادہ کرم ہیں مگر یہ گمان اب رہا کہ ہم زیادہ علم والے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے اسماء پیش کئے اور ان کو شمار کرنے کا حکم دیا گیا تو فرشتے شمار کرنے سے عاجز رہے اور آدم علیہ السلام نے بالترتیب سب بتا دیئے تو ان کا یہ گمان بھی ختم ہو گیا کہ ہم ہی زیادہ علم والے ہیں۔

علامہ زحمری نے اپنی کتاب ربیع الابرار میں تحریر فرمایا ہے کہ ابوہریرہؓ مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسم کی مخلوق پیدا فرمائی۔ ملائکہ، شیاطین، جنات، انسان پھر ان کے دس حصّے کئے۔ نو حصّے ملائکہ اور ایک حصّہ شیاطین جنات انسان پھر ان تینوں کے دس حصّے کئے نو حصّے شیاطین اور ایک حصّہ جنات انسان پھر جنات اور انسان کے دس حصّے کئے نو حصّے جنات اور ایک حصّہ انسان۔ اس طرح پر انسان کو تمام مخلوق سے ایسی نسبت ہے جیسے کوئی ایک کو ہزار سے اور جنات کو ایسی نسبت ہے جیسے نو کو ہزار سے۔

(واللہ اعلم)

تیسرا باب

جنات کی حقیقت کے بیان میں

فرمایا اللہ تعالیٰ نے والجنان خلقناہ من قبل من نار السموم یعنی اور جن کو اس سے پہلے کہ وہ گرم ہوا تھا پیدا کر چکے تھے۔ دوسری آیت میں ہے وخلق الجنان من مارج من نار یعنی جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا۔ تیسری آیت میں ابلیس کے تھے میں ہے خلقتنی من نار وخلقته من طین یعنی آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا۔

قاضی عبدالجبار فرماتے ہیں کہ جنات کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے اس کا مدار سب پر ہے عقل کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے چونکہ تمام جواہر موجودہ عن المادہ آپس میں متماثل ہیں اور ایک جوہر کو دوسرے کی جگہ قائم کر سکتے ہیں جبکہ دوسرے کے اوصاف و احوال اس کے ساتھ منظم کر دیتے جاتیں اور یہی معنی میں متماثل ہونے کے جواہر موجودہ میں اختلاف صرف احوال و اعراض سے ہوتا ہے در نہ حقیقت میں سب برابر ہیں جب یہ بات ثابت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کو کوئی مشکل نہیں بلکہ وہ قادر ہیں کہ جس جوہر سے جس طرح کے الوان و اعراض چاہے بنا دے اور ان کو جس طرح چاہے ترتیب دے کر تیار کر دے اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے جیسا کہ حیات اپنے وجود میں ایک مخصوص ترکیب کی محتاج ہے اور جیسا کہ صفت علم اپنے وجود میں قلب کی محتاج ہے یہی حال تمام اعراض و احوال کا ہے کہ وہ اپنے اپنے وجود میں خاص خاص ترکیب کے محتاج ہیں اور جب یہ ثابت

ہے یعنی آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے سے پہلے

ہر چکا تو اب ہم کو عقلی طور پر کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم سمجھ سکیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو آگ سے کس طرح پیدا کر دیا کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہیں ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اس پر ایمان لائیں اور اس کی تصدیق کر دیں عقل سمجھ یا نہ سمجھ نیز تخلیقی جنات کا مسئلہ بدیہی بھی نہیں ہے کیونکہ اگر یہ بدیہی ہوتا تو اس میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ تمام عقلاء ان کے وجود کو بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے حالانکہ اس میں بڑا اختلاف ہے جیسا کہ باب دوم میں مفصل گزر چکا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جنات کے تخلیقی عنصر کا جان لینا یہ فرع ہے اس کی کہ وہ مخلوق ہیں موجود ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ فرع کا علم بدیہی ہو اور اصل کا علم اکتسابی ہو چونکہ جو چیز اکتسابی ہوتی ہے اس کو بھلایا جاسکتا ہے اور جو چیز بدیہی ہوتی ہے اس کو بھلایا نہیں جاسکتا پس ثابت ہو گیا کہ جنات کے تخلیقی عنصر کا پتہ چلانے کا مسئلہ بدیہی نہیں ہے اور اسی طرح عقل بھی نہیں ہے کیونکہ ان کے نفس وجود میں اختلاف ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جنات کے تخلیقی عنصر کا علم نہ بدیہی ہے اور نہ عقلی ہے بلکہ اس کا مدار مع پر ہے قرآن و حدیث کی تصریحات پر ہے شروع باب میں جنات کے آگ سے پیدا ہونے پر شیطان کے قول سے استدلال کیا گیا تھا کہ جب اس کو آدم کے لئے سجدہ کرنے کے لئے کہا گیا تو اس نے جواب دیا تھا کہ آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹا ہے اس پر اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ ممکن ہے شیطن اپنے اس قول میں جھوٹا ہو یا اس نے محض گمان سے کہا ہو اور حقیقت کچھ اور ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر شیطان جھوٹا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے جھوٹ کی تردید کرتے کیونکہ خود مختار ذات کا جھوٹ کو غلط قرار نہ دینا عجیب ہے اور اللہ عجیب سے بری ہیں۔ پس پتہ چل گیا کہ شیطن کا اپنے تخلیقی عنصر کے بارے میں خبر دینا کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں درست تھا۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام کے ہفتہ میں ہے کہ جب انہوں نے بلقیس کے عرش کو لانے کے لئے کہا تو ایک عفریت جن بولا کہ میں آپ کی مجلس برخاست ہونے سے پہلے لا دوں گا اور میں اس پر قادر ہوں

پس میدان علیہ السلام کا اس کو سن کر خاموش رہنا اور کوئی تردید وغیرہ نہ کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ وہ جن اپنے اس دعوت میں سچا تھا اور حقیقتاً وہ قادر تھا یہ دعویٰ بھی شیطان کے اس دعویٰ کے مانند ہے کیونکہ اگر یہ جھوٹے ہوتے تو ان کی تردید کی جاتی اور جنات کا آگ سے پیدا ہونا اس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی عقیدہ تھا اور اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ آگ میں پوست تخفیف کی خاصیت ہے اور زندگی اپنے وجود میں رطوبت کو چاہتی ہے اور اسی طرح ایک مخصوص قالب کو چاہتی ہے اور ان دونوں میں ظاہر ہے کہ منافقا ہے پس ممکن ہے کہ قرآن کریم کی آیت والجان خلقنہ من قبل من نار السموم اپنے ظاہر پر محمول نہ ہو بلکہ اس سے مراد کچھ اور ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اتنی رطوبت پیدا کی ہو جس سے حیات باقی رہ سکے اور آگ پر کوئی اثر نہ ہو اس لئے کہ آگ اور پانی کا ملا اوزم جمع ہونا محال نہیں ہے جیسا کہ گرم پانی جس کو آگ کے اجزاء سے گرم کیا جاتا ہے اور وہ اجزاء نار یہ اجزاء مائیتہ کے ساتھ مل جاتے ہیں اور دونوں ایک ہو جاتے ہیں پھر جب ان کو ہوا میں لایا جاتا ہے تو ہوا کے اثر سے اجزاء نار یہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور پانی کو چھوڑ دیتے ہیں اور پانی پھر جب مابقی برودۃ اختیار کر لیتا ہے دیکھتے ہیں جب گرم پانی سے بھاپ نکلتی ہے تو اس کے ساتھ اجزاء مائیتہ بھی اوپر چڑھ جاتے ہیں مگر چونکہ اجزاء مائیتہ ثقیل ہوتے ہیں اس لئے اگر کوئی عاجز آجاتا ہے تو پھر اجزاء نار یہ اجزاء مائیتہ کو چھوڑ کر اوپر چلے جاتے ہیں پس بھاپ میں اگر وہ اجزاء مائیتہ بھی ہوتے ہیں مگر چونکہ اجزاء نار یہ کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے وہ ان کو اوپر لے کر چڑھ جاتے ہیں۔ اس تمام تر تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ رطوبت اور نار میں منافقا نہیں ہے اور خدا تعالیٰ نے اس انوکھے انداز سے ان دونوں کو جمع کیا ہے اس حقیقت کے منکشف ہو جانے کے بعد یہ بات خود بخود واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی دشوار نہیں کہ وہ آگ میں اجزاء رطوبت پیدا کر دے جس سے حیات کا وجود باقی

رہے اور اسی طرح اسی مادہ ناریہ میں روح پیدا کر دے کیونکہ نار اور روح میں بھی منافاة نہیں ہے۔ نار ہوا سے چھار سو جاتی ہے اور روح درحقیقت ہوا ہی ہے۔ پس مادہ ناریہ اور مادہ مائیدہ اور روح ان سب کو ایک خاص ترکیب دیکر خدا تعالیٰ نے جنات کی تخلیق کی ہے جس سے خدا تعالیٰ کی عجیب و غریب کاریگری آشکارا ہے۔ ان اللہ علیٰ کل شیء قدید شیطان کے مادہ ناریہ سے مخلوق ہونے پر ایک اور اشکال کیا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آدم کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا اور اس نے سجدہ سے انکار کر دیا تھا پس یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ ملائکہ میں سے تھا یا نہیں تھا۔ اگر وہ ملائکہ میں سے تھا تو پھر اس کو مخلوق من اللہ کہنا کیونکہ درست ہوگا اور اگر ملائکہ میں سے نہیں تھا تو پھر اس کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے مردود کیوں قرار دیا گیا۔ جبکہ وہ ملائکہ میں سے نہیں تھا اسی کا جواب یہ ہے کہ حکم سجدہ ملائکہ اور شیطن رب کے واسطے تھا پس جب شیطن نے سجدہ نہیں کیا تو چونکہ وہ ساجدین کی فہرت سے نکل گیا اس لئے اس کو مردود قرار دیا گیا اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اصل حقیقت کے اعتبار سے ملائکہ میں تھا جیسا کہ معترض نے سمجھا ہے۔

ابوالوفاء ابن حقیل نے فرمایا ہے کہ کسی نے ان سے معلوم کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے جنات کو آگ سے پیدا کیا ہے اور قرآن کریم میں ہے کہ جب جنات آسمان پر چڑھتے ہیں تو ان کے آگ کے تارے مارے جلتے ہیں جس سے وہ جل جاتے ہیں پس آگ کو آگ کس طرح جلا دیتی ہے انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کو مٹی کی طرف منسوب کیا اسی طرح جنات کی تخلیق کو آگ کی طرف منسوب کیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کی اصل حقیقت مٹی ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان مٹی ہے۔ اسی طرح جنات کے بارے میں ہے کہ ان کی اصل حقیقت آگ ہے یہ معنی نہیں کہ جنات

نہ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی اصل ملائکہ میں سے ہے مصنف کا دعویٰ کہ شیطان آگ ہے منقول ہو گیا

آگ میں۔ اور دلیل اس کی کہ جنت کی اصل حقیقت آگ ہے جنت حقیقتاً آگ نہیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک شیطان نے میری نماز خراب کرنا چاہی پس میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور میں نے اپنے ہاتھ پر اس کے لعاب دہن کی بروقت محسوس کی اور اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا اس سے اشارہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس دعا کی طرف جس کا تذکرہ سورہ ص میں ہے کہ اے اللہ مجھ کو ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد ایسی جیسی کسی کو نہ ملے۔ اس حدیث شریف میں ہے کہ میں نے اس کے لعاب کی بروقت محسوس کی بھلا جو آگ ہوگا اس میں بروقت کا کیا مطلب اگر حقیقت آگ ہوتی تو آپ یوں فرماتے کہ اس کی زبان اور گیسو آگ کے تھے پس ثابت ہو گیا کہ جنت کے آگ سے مخلوق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان کی اصل حقیقت آگ ہے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ سراسر آگ ہیں اور ایک حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو بنیادیوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ حقیقتاً آگ نہیں ہیں کیونکہ اگر وہ سراسر آگ ہوتے تو ان کی صورتوں کا ذکر کرنے کی بجائے شعلہ اور چنگاری و عجزہ کا ذکر کرتے جو آگ کے اوصاف ہیں گذشتہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد نہ ہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا یہ روایت معروف نہیں ہے معروف روایت یہ ہے کہ میں اس کو باندھ دیتا اور صبح کو تم بھی دیکھ لیتے مجھ کو کی روایت ہے آپ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس کو ایک ستون سے صبح تک باندھ رکھوں تاکہ صبح کو لوگ بھی دیکھ لیں مگر مجھ کو سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی اور جنت کے عطر ناری کے باقی نہ رہنے کی ایک دلیل یہ بھی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ ابلیس ایک آگ کا شعلہ لے آیا اور اس کو میرے منہ میں دینے لگا اور ایک

لے ایک بھی قوم بھی جو عزرا میں آباد ہوئی تھی پھر عوام الناس کے لئے یہ کھرا استعمال ہونے لگا۔

روایت میں ہے کہ شب معراج میں ایک عفریت شیطان آگ کا شعلہ لئے ہوئے مجھ کو تلاش کر رہا تھا میں نے اسی کو پھرتے ہوئے دیکھا ہے ان دونوں روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ شیاطین کا عفر ناری باقی نہیں ہے کیونکہ اگر وہ حقیقتاً آگ ہوتے تو ان کو آگ کا شعلہ لینے کی کیا ضرورت تھی بلکہ وہ تو اپنا کوئی بھی عضو لگا دیتے جس سے انسان جل جاتا جیسا کہ حقیقی آگ میں مسکتے ہی جلا ڈالتی ہے پس اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا حقیقی عفر ناری بعینہ موجود نہیں ہے بلکہ وہ تمام عناصر کے ساتھ مل کر گڑھ ہو گیا ہے۔ اور تمام عناصر کے ساتھ مدغم ہونے کی وجہ سے اس کا اثر احراق بھی فوت ہو گیا ہے اور ان کے اجسام بروودۃ رطوبت کے ساتھ مقف ہو گئے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں گزر چکا ہے کہ آپ نے اس کے لعاب کی بروودۃ کو عکس فرمایا۔

خدا تعالیٰ نے غذاؤں کے اندر یہ تاثیر رکھی ہے کہ وہ اجسام کی نشوونما کرتی ہیں اور جس قسم کی غذا ہوتی ہے اسی قسم کا اثر اجسام میں پیدا کرتی ہیں بارو غذائیں بروودت پیدا کرتی ہیں اور حار غذائیں حرارت پیدا کرتی ہیں اور انسان اپنے خورد و نوش میں جن چیزوں کا استعمال کرتا ہے جنات کی غذا بھی تقریباً وہی ہوتی ہے اور یہ غذائیں جس قسم کا اثر انسان کے اجسام میں پیدا کرتی ہیں اس قسم کا اثر جنات کے اجسام میں پیدا کرتی ہیں۔ حار غذائیں حرارت پیدا کرتی ہیں اور بارو غذائیں بروودت پیدا کرتی ہیں پس جنات جب توالد و تناسل کے لئے جنسی اختلاط کرتے ہیں تو تاثیر غذا عفر ناری کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ عناصر اربعہ کا مجموعہ ہوتا ہے اور حرارت و بروودۃ اور رطوبت و بروودت کے ساتھ مقف ہوتا ہے یہ ہے حقیقت تخلیق جنات کی اور ان کے آگ سے پیدا ہونے کی۔

حافظ ابو بکر فرماتے ہیں کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ جنات آگ سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام غلیظ و کثیف بنائے ہیں اور ان کے اندر ایسے

اعراض پیدا کئے ہیں جو آگ کی صفت احتراق سے متبائن ہیں جس کے نتیجہ میں ان کو سرسراہٹ
کہنا درست نہیں ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کے متناسب ان کی مختلف صورتیں بھی پیدا
فرمادی ہیں۔

پہلے باب

جنات کے اجسام کی تحقیق ۶

قاضی ابویعلیٰ جلیسی فرماتے ہیں کہ جنات کے اجسام مشخص و معین ہیں اور ان کے اعضاء انسانوں
کی طرح مرکب ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے اجسام کثیف و غلیظ ہوں معتزلہ کہتے ہیں کہ ان کے
اجسام نہایت لطیف ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ہم کو نظر نہیں آتے۔ قاضی ابویعلیٰ کے کلام میں
بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے کہ جب ان کے اجسام انسانوں کی طرح معین و مشخص ہیں تو پھر
نظر نہ آنے کے کیا معنی اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں دونوں امکان ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ
وہ لطیف الاجسام ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کثیف الاجسام ہو حتیٰ طور پر کسی ایک جہت
کو ترجیح نہیں ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ ان کے اجسام رقیق ہی ہیں۔ اسی واسطے وہ نظر
نہیں آتے کیونکہ کسی چیز کے بارے میں حتیٰ طور پر فیصلہ کرنے کے لئے یا تو مشاہدہ ہو یا خبر رسول ہو
یا حکم خداوندی ہو اور جنات کے اجسام کے بارے میں یہ تینوں چیزیں مفقود ہیں اس لئے جتنا
کے اجسام کے بارے میں رقت کا حتمی فیصلہ کرنا جیسا کہ معتزلہ نے کیا ہے درست نہیں ہے بلکہ
لطافت و کثافت دونوں جہت برابر ہیں اور معتزلہ کا یہ کہنا کہ وہ لطیف ہیں اس لئے ہم کو نظر نہیں
آتے یہ درست نہیں ہے کیونکہ رقت مانع رویت نہیں ہے بہت سی لطیف اشیاء ہم کو نظر آجائیں
گی جبکہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر ان کا ادراک پیدا فرمادے اور بہت سی اشیاء کثیفہ غلیظہ ہم کو نظر
نہیں آئیں گی جب کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر ان کا ادراک پیدا نہ فرمادیں پس کثافت علی اللہ تعالیٰ

دلیل رویت نہیں بن سکتی اور اسی طرح رقت علی الاطلاق دلیل عدم رویت نہیں بن سکتی بلکہ اس کا
 اور اک و عدم اور اک پر ہے۔ ابوقاسم انصاری نے شرح ارشاد میں فرمایا ہے کہ قاضی ابو بکر فرماتے
 ہیں کہ جن لوگوں کے اندر اللہ تعالیٰ اور اک پیدا فرمادیتے ہیں وہ جنات کو دیکھ لیتے ہیں اور جن
 کے اندر اور اک پیدا نہیں فرماتے وہ نہیں دیکھ پاتے اور قاضی ابو بکر نے یہ بھی فرمایا کہ وہ ان دونوں
 کی طرح دو اجسام ہیں اور ان دونوں کی طرح ان کے جتنے ہیں اور انسانوں کی طرح ان کے
 اعضاء ہیں اور بہت سے معتزلہ کی رائے ہے کہ جنات کے اجسام رقیق ہیں بسیط ہیں دو
 اجزاء نہیں ہیں۔ قاضی صاحب نے معتزلہ کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ
 اسی طرح کے اجسام ہمارے نزدیک ممکن ہیں بشرطیکہ کوئی دلیل نقلی اس پر موجود ہو اور ہم
 کو اس بارے میں کوئی دلیل نقلی نہیں مل سکی۔ اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ جنات کا آگ سے
 پیدا ہونا ممکن نہیں ہے چونکہ آگ کی صفت احراق افتراق کو چاہتی ہے اور تخلیق اتصال
 کو چاہتی ہے اور ان دونوں میں منافاة ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حیات کا تعلق
 سے یہ بالکل طور پر تعلق کا مقتضی نہیں ہے بلکہ حیات کا محمل ہوتا ہے پس ممکن ہے کہ اللہ
 تعالیٰ نے نار سے اس استعمال کے باوجود بھی اس کے اندر ایک جسم مؤلف بنا دیا ہو اور
 اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ جنات اور ملائکہ کا رقیق الاجسام ہونا کس طرح ممکن ہے حالانکہ
 بہت سے فرشتے عرش کو اٹھانے والے ہیں اور بہت سے آبادیوں کو خدا کے حکم سے
 تباہ کر دیتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام اپنے دونوں بازوؤں سے مشرق و مغرب کو ڈھانپ
 لیتے ہیں اور یہ سب چیزیں رقت و لطافت کے منافی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو
 کوئی مشکل نہیں کہ جنات و ملائکہ کے رقیق الاجسام ہونے کے باوجود ان کے اندر ایسی قوت پیدا
 فرمادیں جس سے وہ اس قسم کے افعال انجام دے سکیں۔ ان اللہ علیٰ کل شیء قدید
 قاضی عبد الجبار بھائی فرماتے ہیں کہ جنات کا نظرنہ آنا ضعیف بصارت
 کی وجہ سے ہے اگر خدا تعالیٰ ہمارے اور اک کو قوی کر دیں یا ان

فصل ۴۔

یا ان کے اجسام کو کثیف بنادیں تو یقیناً ہم ان کو دیکھنے لگیں پھر فرماتے ہیں کہ ان کے اجسام کا رقیق ہونا اس کی دلیل قرآن کریم کا ارشاد ہے *انہ یو اکسھو و قبیله من حیث لا تو ذہہ* یعنی جنات تم کو دیکھ لیتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے۔ جنات انسان کے قریب بھی اگر زمین اور کوئی عاجز بھی نہ ہو تب بھی انسان نہیں دیکھ سکتا اگر ان کے اجسام کثیف ہوتے تو پھر ہم بھی ان کو دیکھ لیتے جیسا کہ وہ ہم کو دیکھ لیتے ہیں پس ثابت ہو گیا کہ جنات کا نظریہ آنا ضعیف بصارت اور رقیق اجسام کی وجہ سے ہے اگر ان میں سے کوئی ایک مانع بھی مرفوع ہو جاتے تو پھر بلا تکلف ہم ان کو دیکھ سکتے ہیں۔ اسی واسطے علمائے کہا ہے کہ عدم رویت کے موانع میں سے ایک مانع رقیقہ مع ضعف البصر بھی ہے درست ہے بہت سی چیزیں غایت بعد کی وجہ سے نظر نہیں آتیں اور جس طرح بہت سی چیزیں نہایت لطیف ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتیں اس طرح بعض مرتبہ ضعیف بصر کی وجہ سے رقیق چیزیں نظر نہیں آتی پس ممکن ہے کہ جب ہماری آنکھ کی بصارت تیز کر دی جاتے تو ہم ان کو بلا تکلف دیکھ سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ قریب الموت آدمی کے پاس جب فرشتے آتے ہیں تو وہ ان کو دیکھتا ہے اور وہ حاضرین میں سے اور کسی کو نظر نہیں آتے اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی ملائکہ اور جنات کو دیکھ لیتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جنات کے اجسام اگر کثیف بھی ہوں تب بھی ممکن ہے کہ وہ ہم کو نظریں آئیں اس طرح پر کہ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی عاجز واقع ہو جائے اور وہ عاجز ہمارا بصارت کو ان کے اجسام تک پہنچنے سے روک دے جیسا کہ ہم دیوار کے پیچھے کی چیزوں کو نہیں دیکھ سکتے۔

بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ جنات کے نظریں آنے کی وجہ رقیق اجسام نہیں ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر الوان پیدا نہیں کئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کے اندر الوان پیدا فرمادیں تو ان کو دیکھنے میں کوئی مانع نہ رہے۔ قاضی عبدالجبار فرماتے

کہ ان لوگوں کی یہ رائے درست نہیں ہے (پہنچد وجہ) اول یہ کہ بات مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھتے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ پس اگر ان کے الوان نہیں، پس تو وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کس طرح دیکھ لیتے ہیں اور اگر الوان ہیں تو ہم کو نظر کیوں نہیں آتے پس لون کو علت ردیت قرار دے کر پھر یہ تفریق کرنا باطل ہے بے اصل بات ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جب جنات کے اجسام تسلیم کر لئے گئے تو ان کے لئے ضروری ہے الوان کا ہونا یہ الگ بات ہے کہ وہ لون کس نوعیت کے ہوں گے اور ہمارے حاسہ بصر سے ان کا ادراک ممکن ہو گیا نہیں ہو گا؟ مگر یہ ہرگز تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ اجسام کے ہوتے ہوئے پھر ان کو خالی عن اللون کہا جائے گا۔ لہذا وہ رائے زیادہ وقیع ثابت نہیں ہوتی کہ جنات کا نظر نہ آنا عدم لون کی وجہ سے ہے کیونکہ جب ہم نے ان کو اجسام تسلیم کر لیا تو ہم پر لازم ہے کہ ان کے الوان بھی تسلیم کر میں کیونکہ اجسام چاہیں وہ رقیق ہوں یا کثیف ہوں وہ تمام اعراض جسمانیہ سے خالی ہو سکتے ہیں مگر لون ایسا ایک عرض لازم ہے کہ اس سے کوئی جسم خالی نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہو گیا کہ لون کا ہونا اجسام جنات کے لئے ضروری ہے پھر ان کا نظر نہ آنا ان کے اجسام کے رقیق ہونے کی وجہ سے ہے جیسا کہ شروع میں بیان کر دیا گیا نہ کہ عدم لون کی وجہ سے جیسا کہ انہوں نے سمجھا ہے اور جنات کا آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ لینا ان کے حاسہ کے لطیف ہونے کی وجہ سے ہے۔ کہ ان کا حاسہ خدا نے ایسا لطیف بنایا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو بے تکلف دیکھ لیتے ہیں اور ان کے ادراک کی تاثیر اتنی قوی ہے کہ اس کو دیکھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ دیکھتے انسان اپنی ہڈی سے ہر قسم کی اشیاء کو تیزی سے معلوم کر لیتا ہے کیونکہ اس کی قوت ادراک قوی ہے بخلاف قدم کے کہ اس کے نیچے کی چیزیں عکس نہیں ہوتیں مگر بہت سستی سے اس کی وجہ قوت ادراک ہی ہے کہ آنکھ کی پتلی کی قوت ادراک قوی ہے اس لئے وہ جلد ادراک کر لیتی ہے اور قدم کی قوت ادراک ضعیف ہے اس لئے

وہ دیر میں ادراک کرتی ہے۔ یہی حال جنات کی قوتِ ادراک کا ہے کیونکہ ان کی قوتِ ادراک قوی ہے اس لئے وہ آپس میں ایک دوسرے کو بے تکلف دیکھ لیتے ہیں بخلاف انسان کے کہ اس کی قوتِ ادراک ضعیف ہے اس لئے اس کو نظر نہیں آتے۔ پس اگر کوئی یہ کہے کہ اس کا پتہ چلتا ہے کہ لطیف چیز کے ادراک کے لئے قوتِ ادراک کی ضرورت ہے پھر آپ نے یہ شرط کیوں لگائی کہ اللہ تعالیٰ ان کے اجسام کو کثیف بنادیں تو ان کا دیکھنا ممکن ہے حالانکہ کثیف اجسام کے ادراک کے لئے قوتِ ادراک کی ضرورت نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ لطیف اجسام کے ادراک کے لئے زیادہ قوت کی حاجت ہے اور کثیف اجسام کے ادراک کے لئے معمولی ادراک بھی کافی ہے۔ دیکھئے ہوا ایک جسم لطیف ہے جب تک وہ لطیف و رقیق رہے گی نظر نہیں آئے گی اور جب بخار کے ساتھ مل جائے گی اب اس کا دیکھنا بہت آسان ہے۔ پس یہی حال جنات کے دیکھنے کا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے اجسام کو کثیف بنادیں اور ہماری نظر کو تیز کر دیں تو دیکھنا ممکن ہے۔ اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المزیع والاتب

پانچواں باب

جنات کی قسموں کے بیان میں

ابو قاسم سہیلی فرماتے ہیں کہ جنات کی تین قسمیں ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے ایک قسم سانپوں کی شکل کی ہے اور ایک قسم گائے کی شکل کی ہے اور ایک قسم ہوا کی شکل کی ہے ان کے پر بھی ہوتے ہیں اور بعض حضرات نے ایک قسم کا اور اضافہ کیا ہے جو چلتی بھرتی رہتی ہے وہ بھوت کہلاتی ہے اور جن حضرات کی رائے یہ ہے کہ وہ جنات کھاتے پیتے نہیں ممکن ہے وہ یہی قسم ہو یعنی جو ہوا کی شکل میں ہوتی

ہے۔

ابن ابی الدینا نے اپنی کتاب مکایہ الشیطن میں حضرت ابو دردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنات تین قسم کے پیدا کئے ہیں۔ ایک قسم سانپ بچھو کیر سے کور سے اور ایک ہوا کی مانند ہے اور ایک قسم ہے جس سے حساب کتاب ہوگا اور اسی طرح انسان کی بھی تین قسمیں ہیں ایک بہائم کی طرح ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ لہم قلوب لا یفقهون بہا ولہم اعین لا یبصرون بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا یعنی زندہ سمجھنے والے دل رکھتے ہیں اور نہ دیکھنے والی آنکھیں رکھتے ہیں اور نہ سننے والے کان رکھتے ہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں اور ان کی روہیں شیاطین کی روہیں ہیں اور ایک قسم وہ ہے کہ جن کے اجسام بنی آدم کی طرح ہیں اور ان کی روہیں شیاطین کی روہیں ہیں اور ایک قسم خدا کے نیک بندے ہیں جو خدا کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ ابو بکر خراطلی نے اپنی کتاب ”ہوائف الجنان“ میں حضرت ابو ثعلبہ کی روایت ذکر فرمائی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنات تین قسم کے ہیں ایک قسم پروں والی ہے جو ہوا میں اڑتے ہیں اور ایک قسم سانپ بچھو کی شکل میں ہے اور ایک قسم چلتی پھرتی رہتی ہے۔ علامہ زمری فرماتے ہیں کہ ہم کو جنات کے بارے میں ایسی ایسی خبریں ملتی ہیں جن کو سن کر تعجب ہوتا ہے جنات کی ایک قسم ہے جو کادھا جسم انسانوں جیسا ہوتا ہے اس کا نام شقی ہے وہ تنہا مسافروں کو پریشان کرتے ہیں اور بعض مرتبہ مار بھی دیتے ہیں۔

پچھٹاب

جنات کا مختلف صورتوں میں متشکل ہونا

اس میں کوئی شک نہیں کہ جنات مختلف صورتیں اپنا لیتے ہیں کبھی سانپ، کبھی کھجور کا شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی اونٹ لگاتے بھری گھرے گھوڑے، خجور وغیرہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی پرندوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی انسانوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ شیطان سراقہ ابن مالک کی شکل میں کفار کے پاس آیا تھا جب وہ بدر کی طرف نکل رہے تھے جیسا کہ قرآن کریم نے دا ذین لہم الشیطان اعمالہم اللہ میں اس طرف اشارہ کیا ہے اور جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ شیطان ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا تھا جبکہ کفار دارالندوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے جھے ہوئے تھے جیسا کہ قرآن کریم نے دا ذین لہم الشیطان الذین کفروا اللہ میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ترمذی اور نسائی شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ مدینہ منورہ میں کچھ مسلمان جنات بھی رہتے ہیں اگر تم کو کوئی سانپ، کچھ نظر پڑے تو پہلے اس کو تین بار درود اگر اب بھی وہ نہ جائے تو اس کو بار دو

قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ جنات و شیاطین کو اپنی صورتیں بدلنے کی طاقت نہیں ہے بلکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے کلمات و افعال سکھا رکھے ہوں کہ جب وہ ان کلمات کا تکلم کرتے ہوں یا ان افعال کو کرتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی صورتوں کو بدل دیتے ہوں ہیں ان کے اشکال مختلف میں متشکل ہونے کے معنی یہی ہیں کہ جب بھی وہ ان کلمات کا تکلم کرتے ہیں یا ان افعال کو کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مختلف صورتیں بنا دیتے ہیں۔ ان کا بذات خود صورتیں بدلنا محال ہے اس لئے کہ ایک صورت کو چھوڑ کر دوسری صورت اختیار کرنا یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ پہلے ڈھانچہ کو ختم کر دیا جائے اور اجزاء جسمانی کو متفرق کر دیا جائے اور جب اجزاء جسمانی متفرق

نے بہت ہریت کا تذکرہ کیا

ہو جائیں گے تو حیات ہی ختم ہو جائے گی۔ پس ان کے مختلف صورتوں میں مشکل ہونے کے معنی یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ کلمات سکھا رکھے ہیں ان کو پڑھنے سے ان کی صورتیں بدل جاتی ہیں جیسا کہ ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ کلمات سکھا رکھے ہیں ان کو پڑھ کر وہ مختلف صورتیں بنالیتے ہیں۔ پس شیطان کا مراقبہ بنامک کی صورت میں مشکل ہونا اور جبرائیل علیہ السلام کا دیکھنے کی صورت میں آتنا اور اسی طرح مریم علیہا السلام کے قصہ میں کہ وہ ان کے سامنے کامل انسان کی صورت میں آئے تھے ان سب کے معنی یہی ہیں کہ انہوں نے وہ کلمات پڑھے پس وہ مختلف صورتوں میں مشکل ہو گئے اور یہ تاثیر من جانب اللہ ہے اختیار می چیز نہیں ہے قاضی ابوبکر نے اپنی کتاب مکایہ الشیطن میں سیر ابن عمرو کا اثر نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر ابن الخطاب کے سامنے بھوت پریت کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی صورتیں بدلنے کی طاقت نہیں دی لیکن جنات میں کچھ جنات جادوگر بھی ہوتے ہیں۔ پس اگر تم کو کچھ دکھائی دے تو اذان دینی شروع کر دو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل کے بارے میں معلوم کیا گیا آپ نے فرمایا وہ جادوگر جنات ہوتے ہیں۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب تم کو بھوت نظر پڑے تو اذان دے دیا کرو۔ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی نماز کے لئے کھڑا ہوتا تو شیطان حضرت ابن عباس کی شکل میں میرے سامنے آتا پس مجھ کو حضرت ابن عباس کی بات یاد آگئی پس ایک روز میں نے اپنے پاس ایک چھری رکھ لی پس وہ آیا میں نے اس پر حملہ کیا اور وہ چھری اس کے پیٹ میں گھسادی پس وہ دھڑام سے گرے اور اس کے بعد میرے سامنے نہیں آیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر نے اپنے کجاوے کے کبل

پراکٹھ شخص دیکھا جو صرف دو بالشت کا تھا آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں ارب ہوں آپ نے پوچھا کہ ارب کون ہوتا ہے اس نے کہا کہ میں جن ہوں پس آپ نے اس کے سر پر ڈنڈا مارا اور وہ بھاگ گیا بعض لوگوں نے جنات کے اشکال مختلف میں متشکل ہونے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ جنات اشکال مختلف کا تصور کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس پر بطور اثر یہ مرتب کرتے ہیں کہ کہہ دیکھنے والوں کو ان کی وہی صورتیں معلوم ہوتی ہیں جن کا وہ تصور کرتے ہیں ان کا حقیقتاً اپنی صورتوں کا متشکل کر دینا یہ محال ہے یعنی یہ محض قوت خیالیہ کی کرشمہ سازی ہے حقیقت اس کی کچھ بھی نہیں ہوتی بہر حال تبدیلی صورت کی نوعیت چاہے جو ہو مگر یہ بات ثابت ہے کہ لٹا لٹا اور جنات اپنی صورتوں کو بدل دیتے ہیں اور مختلف صورتیں بناتے رہتے ہیں بیدا کہ شروع باب میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

فصل ۱۔ شروع میں معتزلہ کا مذہب بیان کیا گیا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ جنات کے اجسام بہت رقیق ہوتے ہیں اسی لئے وہ ہم کو نظر نہیں آتے البتہ اللہ تعالیٰ جس کو دکھانا چاہتے ہیں اس کے لئے ان کے اجسام کو کثیف بنا دیا جاتا ہے۔ بیجا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت خود ان کا مشاہدہ کیا تھا مگر سب کے لئے یہ بات ضروری نہیں بلکہ یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہوتی ہے۔ قاضی عبدالجبار فرماتے ہیں کہ اس کی دلیل قرآن مجید میں موجود ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام کثیف کر دیئے تھے چنانچہ لوگ ان کو دیکھا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے بڑی بڑی عمارتیں بنایا کرتے تھے اور بڑے بڑے دیگ بنایا کرتے تھے اور جو سرکش ہوتا تھا آپ اس کو بیٹروں میں بندھوا کر دریا میں ڈال دیا کرتے تھے یہ تمام صورتیں اس وقت ہو سکتی ہیں جبکہ ان کے اجسام کثیف ہوں اور یہ خصوصیت تھی سلیمان علیہ السلام کی۔

پس اگر اب بھی وہ کسی کو اس طرح نظر آنے لگیں تو اس میں خصوصیت باقی نہ رہے گی۔
 پس یہ بات ثابت ہے کہ اس طرح عیاںات جنات کا دیکھنا یہ انبیاء کی خصوصیت ہے۔
 ابو قاسم ابن علی نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ جو آدمی یہ کہے کہ میں جنات کو عیاں
 دیکھتا ہوں اس کی شہادت مردود ہے کیونکہ اس طرح دیکھنا خلافِ عادت ہے۔
 اور جو یوں کہے کہ جنات سے میری اخوت ہے وہ بھی مردود الشہادہ ہے۔ حضرت امام
 شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ میں جنات کو دیکھتا ہوں وہ مردود
 الشہادہ ہے چونکہ قرآن کریم میں ہے۔ اِنَّہٗ یُؤٰکِمُہٗ وَ یُغۡتَبِلُہٗ مِنْ حَیۡثُ
 لَا تَوَدُّ نَظَرُہٗ یعنی جنات تم کو دیکھتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے۔ ربیع ابن سلیمان
 سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے سنا
 ہے کہ جو شخص چاہے وہ دیندار ہو یہ کہے کہ میں جنات کو دیکھ لیتا ہوں وہ مردود الشہادہ
 ہے اس طرح کی بات علاوہ انبیاء کے کہنی کے حق میں قابلِ قبول نہیں ہے۔

ابو قاسم انصار کا شرف ارشاد میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان
فصل ۱۔ جنات ملائکہ شیاطین جس طرح ان کے الگ الگ صفات پیدا
 کئے ہیں اسی طرح ان کے قد و قامت بھی الگ الگ ہیں جو بھی انسان کے قد و قامت
 کا ہو گا اس کو انسان ہی کہا جائے گا اور انسان روح اور ڈھانچہ کا نام ہے جیسا کہ
 مفسرین کی رائے بھی یہی ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انسان روح کا نام ہے اور
 روح مٹی سے پیدا نہیں کی گئی ہے اور اس پر موت طاری نہیں ہوتی۔ ان کا یہ
 قول باطل ہے صحیح رائے وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی پس اگر اللہ تعالیٰ کسی فرشتے
 کو انسانی ڈھانچہ میں تبدیل فرمادیں تو وہ اس وقت انسان ہی شمار ہوگا اور اس طرح
 اگر کسی شیطان کو انسانی ڈھانچہ میں تبدیل فرمادیں تو وہ بھی اس وقت انسان ہی
 شمار ہوگا کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی شیطان کو یا فرشتے کو انسان کی

صورت میں تبدیل فرمادیں تو وہ انسان ہی بن جاتے ہیں اسی وجہ سے علمائے کرام نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل سے جو لوگ بندر بنا دیئے گئے تھے وہ بندر ہی ہو گئے تھے انسانی خصوصیات ان سے ختم کر دی گئی تھیں۔ ملائکہ کی صورت انسان کی صورت سے مختلف ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ اگر ہم نبی فرشتے کو بناتے تو انسانی شکل ہی میں ہوتا۔ واللہ اعلم

ساتواں باب

بعض کتے جنات میں سے ہوتے ہیں۔

حضرت بشرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بصرہ میں منبر پر یہ کہتے سنا ہے کہ کتے بھی جنات میں سے ہوتے ہیں گورہ کو درہم کے جنات ہوتے ہیں پس اگر کھانا کھاتے وقت کسی کے پاس کتا آجائے یا تو اس کو بھی کھانا دیوے ورنہ کھانے کو مونہ کر دے۔ حضرت علی نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ جنات کیسے ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ شریر کتے جنات ہی ہوتے ہیں۔

ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کتے جنات میں سے ہوتے ہیں اگر کھانا کھاتے وقت کوئی کتا آجائے تو اس کو مکرڑا ڈال دو ان کے بھی جی ہوتا ہے۔

حضرت ابو قلابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر کتے ایک امت نہ ہوتی تو میں تمام کتوں کو مار ڈالنے کا حکم کرتا مجھے اندیشہ ہے کہ میں ایک امت کو ہلاک نہ کر دوں البتہ ہر کالے کتے کو مار دو کیونکہ وہ جنات میں سے ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ کالے کتے کے نمازی کے سامنے سے گزر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کالے اور سفید میں کیا

فرق ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہوتا ہے۔

ایک روایت میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ کالا کتا شیطان ہوتا ہے اور شیا طین عورتوں کا لے کتے کی شکل میں آتے ہیں اور اس طرح کالی بی بھی شیا طین سے ہوتی ہے کیونکہ سیاہی میں قوت شیطانی زیادہ اثر کرتی ہے اور اس میں حرارت زیادہ ہوتی ہے اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کالے کتے کو شیطان قرار دیا حالانکہ وہ کتوں سے پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح اونٹ کو بھی شیطان قرار دیا حالانکہ وہ اونٹ سے پیدا ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کو حقیقتاً جن کہنا مراد نہیں بلکہ صرف شرارت میں تشبیہ دینا مقصود ہے کیونکہ کالا کتا زیادہ شریر ہوتا ہے اور اس سے نفع بھی کم ہوتا ہے اور اونٹ کو جنات سے تشبیہ دینا اس سے مراد اس کی سختی ہے کہ وہ جنات کی طرح سخت اور شدید الانقام ہوتا ہے اور اس طرح کے استعمالات عرف میں خوب ہوتے ہیں بعض آدمی کو بھی دوگ کہہ دیتے ہیں کہ بڑا شیطان ہے

آٹھواں باب

جنات کے مکانات کے بیان میں

حضرت بلال ابن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے پس ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اور اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضا حاجت کے لئے دو قرقریف لے گئے اور میں آپ کے لئے پانی لے کر آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ جھگڑے کا سا شور سنا اور میں اس کو

۱۵ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے۔

ابھی طرح سمجھ نہیں سکا پس میں نے آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ مسلم اور مشرک جنات مکانات کے بارے میں جھگڑا کر رہے تھے پس میں نے مسلم جنات کو بستیوں میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں رہنے کے لئے کہدیا اور مشرک جنات کو پہاڑوں کی وادیوں میں اور بجزیروں میں رہنے کے لئے کہدیا۔ اس روایت کے راوی کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ بستیوں کے جنات جس کو لپٹ جاتے ہیں وہ زیادہ پریشان نہیں کرتے اور پہاڑوں کے جنات زیادہ پریشان کرتے ہیں۔

علامہ زحرفی نے ربیع الاول میں فرمایا کہ بہت سے گاؤں والوں نے ہم سے بیان کیا کہ ہم نے جنگوں میں غصے دیکھے اور ان کے پاس آدمی بھی تھے پھر رکاب یک وہ غائب ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنات ہی ہوتے ہیں۔

مولانا مالک میں ایک روایت ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے عراق جانے کا ارادہ فرمایا تو ان کو کعب احبار نے کہا کہ آپ وہاں نہ جاویں چونکہ وہاں پر جادو کا بہت چرچا ہے اور برے جنات بہت رہتے ہیں اور وہاں ایک ہلکے مرض چل رہا ہے یزید ابن جابر سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں مسلمانوں کے مکانات کی چھتوں میں مسلم جنات رہتے ہیں اور صبح و شام ان کے ساتھ کھانے میں شریک رہتے ہیں اور برے شیاطین سے ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سوراخ میں پدشاب مت کرو کہ اس میں جنات رہتے ہیں۔ ابو الحسنؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نالی کے پاس پیٹا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت زید ابن ارقم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت الخلاء میں جنات رہتے ہیں پس جب تم آیا کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو اللھم اِنی اعوذ بک من الخبث والخبائث اس دعا کا پڑھنے والا آدمی جنات کو نظر نہیں آتے گا اور وہ اس کے ستر کو بھی نہ دیکھ سکیں گے۔ ترمذی شریف میں حدیث ہے کہ اس دعا کے پڑھنے سے اس شخص کے درمیان

اور جنات کے درمیان ایک آبر ہو جاتی ہے جنات عموماً گندمی اور ناپاک جگہوں میں رہتے ہیں اور وہ لوگ جوشیاطین سے اپنے کچھ کام انجام دلاتے ہیں اور جادو وغیرہ کرتے ہیں وہ بھی عموماً ایسی ہی جگہوں میں بیٹھ کر جنات کا تواب حاصل کرتے ہیں اور ان سے جو تصرفات اور خرق عادات امور صادر ہوتے ہیں وہ سب شیاطین کے اثر سے ہوتے ہیں اور شیطان قوت اس میں کار فرما ہوتی ہے اور چونکہ وہ لوگ شیطان کی مرضی کے موافق اپنے عقیدے بنالیتے ہیں اس سے شیاطین ان کی آرزو بھی پوری کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ان کے ایمان سے جنات لوگوں کو مار بھی دیتے ہیں یا کوئی مرض لاتے کر دیتے ہیں اور کبھی ان کے لئے کسی کام مال چرا کر لادیتے ہیں مگر واضح رہے کہ اس کے اندر نفع سے زیادہ نقصان ہے اور یہ تمام امور خلاف شرح ہیں عند اللہ واجب المواخذہ ہیں اور ان امور کے ہوتے ہوئے ایمان سلامت رہنا دشوار ہے بلکہ جب تک آدمی خدا کے ساتھ شریک نہیں کرتا اس وقت تک شیاطین اس کے تابع ہی نہیں ہوتے۔

نواں باب

جن چیزوں سے شیاطین کو انسانوں کے مکانوں میں رات گزارنے سے روک دیا جاتا ہے

معلم شریف ابو داؤد شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب آدمی اپنے مکان میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو چونکہ خدا کا نام لینے کی وجہ سے شیطان کا جھنڈا ختم ہو جاتا ہے اس لئے وہ بطور بدعا کہتا ہے کہ نہ تم کو آرام نصیب ہو اور نہ کھانا اور جب داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے اور

کھانے کے وقت بھول جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے تجھے آرام ملے مگر کھانا نصیب نہ ہو اور جب دوڑوں وقت اللہ کا نام لینا بھول جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے تجھے آرام بھی نصیب ہو اور کھانا بھی اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا نام لینے سے شیطان نہ گھرمیں رہ سکتا ہے اور نہ کھانے میں شریک ہو سکتا ہے۔

دسواں باب

ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔

مسلم شریف اور دیگر کتب احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے رات میں تشریف لے گئے پس مجھ کو غیرت آئی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ پھر تشریف لائے اور میرا حال دیکھ کر فرمایا کہ کیا تجھ کو غیرت آرہی ہے۔ میں نے کہا آپ جیسی ہستی پر غیرت کیوں نہ آوے آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے شیطان کا اثر ہے میں نے کہا کیا میرے ساتھ شیطان رہتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ شیطان رہتا ہے میں نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ بھی رہتا ہے آپ نے فرمایا ہاں مگر وہ میرا بعد از بن کر رہتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میرا شیطان مسلمان ہو گیا ہے اور ایک میں بعید نہ بھی عنوان ہے مگر اس میں ایک فرشتہ کا بھی ذکر ہے جو انسان کو خیر پر ابھارتا رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جن مسلمان ہو گیا تھا اس کو حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب دلائل میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو آدم علیہ السلام پر دو چیزوں میں فضیلت ہے اول یہ کہ میرا شیطان کافر تھا وہ مسلمان ہو گیا دوم یہ کہ میرے اہل میرے معاون ہیں بخلاف آدم علیہ السلام کے ان کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی نے ان کو غلطی پر لے لیا تھا جو جنت سے نکلنے کا سبب بنی۔ امام طحاوی نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں

اس روایت کو چند طرق سے بیان کیا ہے جن کا مفہوم قریب قریب ہے اور امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان سب روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں تمام انسانوں کی طرح ہیں مگر خدا تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے محفوظ فرما دیا اور وہ آپ کا مطیع بن گیا اور اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب لیٹتے تھے تو شیطان سے پناہ مانگتے تھے چنانچہ آپ دعا پڑھتے تھے۔ بسم اللہ وضعت جنبی اللہم انی اعوذ بک من واجس شیطانی دفک ہانی و ثقّل صیوائی واجعلنی فی الندی الاعلیٰ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شیطان مسلمان نہیں ہوا تھا شیطان کے مسلمان ہو جانے کے بعد پھر یہ دعا پڑھنا محال ہے واللہ اعلم۔

گیارہواں باب

جنات کے کھانے پینے کے بیان میں

- قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ جنات ہمارے طرح کھاتے ہیں پیتے ہیں جماع کرتے ہیں صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جنات کے کھانے پینے کے بارے میں تین قول ہیں۔
- ۱۔ تمام جنات نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں یہ قول سراسر باطل ہے۔
 - ۲۔ جنات کی ایک قسم کھاتی پیتی ہے اور ایک قسم نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے۔
 - ۳۔ تمام قسم کے جنات کھاتے پیتے ہیں۔

پھر جنات کی کیفیت اکل میں اختلاف ہے کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ ان کا کھانا پینا ہماری طرح نہیں ہے بلکہ وہ صرف سوگتے ہیں مگر اس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور ایک رائے یہ ہے کہ وہ ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں اس رائے کی موید بہت

اسی احادیث صریحہ صحیحہ موجود ہیں۔ ابو داؤد شریف میں شیطان کا انسان کے ساتھ کھانے کا تذکرہ موجود ہے اگلے باب میں یہ حدیث شریف آرہی ہے۔ وہب ابن منہ سے لوگوں نے جنات کے بارے میں معلوم کیا کہ وہ کیا ہیں اور کیا وہ کھاتے پیتے بھی ہیں آپ نے فرمایا کہ ان کی چند قسمیں ہیں ایک قسم ہوا کے مانند ہے وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور ایک قسم کھاتی پیتی ہے وہ بھوت پریت ہیں۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنات کے کھانے پینے کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ جن بڑی پر خدا کا نام لیا جاتا ہے وہ جنات کے ہاتھ جاکر پُر گوشت بن جاتی ہے اور لیدہ لکھی ان کے جانوروں کا چارہ ہے وہ سبز قسم کا گھاس بن جاتی ہے اسی واسطے آپ نے بڑی اور لیدہ سے استعجا کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ جنات کا کھانا ہے۔ متعدد احادیث میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ ایک مرتبہ جنات کا قاصد آپ کے پاس آیا آپ ان کے پاس تشریف لے گئے ان کو قرآن سنایا پھر انہوں نے آپ سے کھانے کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ مذکورہ بڑی تمہارے لئے پُر گوشت کر دی جائے گی اور لیدہ تمہارے جانوروں کا چارہ ہے پھر آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ بڑی لیدہ سے استعجا مت کیا کرو کہ تمہارے جن بھائیوں کا کھانا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ڈھیلے طلب کیئے اور یہ فرمایا کہ بڑی لیدہ مت لانا میں نے آپ سے دریافت کیا کہ اس میں کیا بات ہے آپ نے جواب دیا کہ یہ جنات کا کھانا ہے۔ جس وقت نصیبین کا وفد میرے پاس آیا اور وہ صالح جنات تھے مجھ سے کھانے کی درخواست کی میں نے خدا سے دعا کی پس بڑی ان کے لئے پُر گوشت ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نئے ایک جگہ کا نام ہے وہاں کے جنات اسلام لائے تھے۔

مسلم شریف کی روایت میں ذکر ہے غیر مذبح ہڈی کا اور ابو داؤد شریف میں ذکر ہے مذبح ہڈی کا اور اکثر روایتیں ابو داؤد کے موافق ہیں اس میں تطبیق یہ ہے کہ جس ہڈی پر خدا کا نام لیا جاتا ہے وہ مسلم جنات کا کھانا ہے اور جس پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا وہ کافر جنات کا کھانا ہے۔ ابو القاسم بھیگی فرماتے ہیں کہ یہ تطبیق درست ہے اور بہت سی احادیث اس کی تائید ہیں اور اس میں تردید ہے ان لوگوں کی جو جنات کے بارے میں یوں کہتے ہیں کہ وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ اور جن روایتوں میں کھانے پینے کا ذکر ہے ان کو ظاہر پر محمول نہیں کرتے بلکہ ان میں تاویل کرتے ہیں یہ رائے ان کی غلط ہے اور جن روایتوں میں کھانے پینے کا ذکر ہے وہ اپنے ظاہر پر ہی محمول ہیں۔

ابن العزلی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ذکر کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا۔ پس ایک سانپ آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کان کے قریب اپنا منہ کر دیا اور سر گونگی کرنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں ہاں فرمایا اور وہ چلا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک جن تھا۔ مجھ کو یوں کہہ رہا تھا کہ آپ اپنی امت کو ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے منع فرمادیں کیونکہ یہ ہمارا کھانا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنات کھاتے پیتے ہیں اور شروع میں ایک حدیث آئی تھی جس میں مذکور تھا کہ جنات مسلمانوں کے گھروں کی چھت میں رہتے ہیں اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہتے ہیں اس روایت کا ان لوگوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے جو یوں کہتے ہیں کہ جنات کھاتے پیتے نہیں۔ عام روایتیں اسی کو بتلا رہی ہیں کہ تمام جنات کھاتے پیتے ہیں۔ قاضی عبدالجبار فرماتے ہیں کہ جنات کا لطیف الاجسام ہونا کھانے پینے کے منافی نہیں ہے البتہ ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں تمام علما کا اجماع ہے کہ وہ کھاتے پیتے نہیں ہیں اور صحیح روایتوں میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔

باب ہواں

شیطان کے باتیں ہاتھ سے کھانے پینے کے

بیان میں

سلم ابو داؤد ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باتیں ہاتھ سے ہرگز مت کھاؤ پو اس لئے کہ شیطان باتیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے اور حضرت نافع کی روایت میں اس کا اضافہ ہے کہ باتیں ہاتھ سے نہ کچھ دو اور نہ کچھ لو۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دلہنے ہاتھ سے کھاؤ دلہنے ہاتھ سے پو داہنے ہاتھ لو دلہنے ہاتھ دو اس لئے کہ شیطان باتیں ہاتھ سے کھاتا ہے اسی سے پیتا ہے اسی سے لیتا ہے اسی سے دیتا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں کہ اسی روایت میں دلیل ہے کہ شیطا طین کھاتے پیتے ہیں اگرچہ بعض حضرات نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ باتیں ہاتھ کھانا پینا شیطا طین کو پسند ہے مگر یہ تاویل پسندیدہ نہیں ہے بلکہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے کیونکہ جب تک کسی لفظ کے حقیقی معنی مراد لینے کا موقع ہوتا ہے معنی مجازی کی طرف رجوع کرنا مناسب نہیں ہے اور کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ شیطا طین کھاتے پیتے ہیں مگر ان کا کھانا صرف سو گھنا ہوتا ہے چنانا نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کھانے کو باتیں ہاتھ میں لے کر سو گھنتے ہیں مضر بن کرام کی رائے ہے کہ ”و شارکم فی الاموال والا ولاد“ سے مراد حرام جگہ مال خرچ کرنا اور زنا سے حرام کچھ ہونا ہے۔

(۱) واللہ اعلم

تیرہواں باب

جنات کو کھانے میں شریک ہونے سے کس طرح روکا جائے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتے تو جب تک آپ بنفس خود کھانا شروع نہ فرماتے کوئی شروع نہ کرتا ایک مرتبہ ہم کھانا کھا رہے تھے اور ایک لونڈی آئی اور اس نے کھانے میں شریک ہونا چاہا آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک دیہاتی آیا اس نے بھی شریک ہونا چاہا آپ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ شیطان بغیر اللہ کے نام کے کھانے میں شریک ہونا چاہتا ہے اور وہ ان دونوں کو اس مقصد سے لایا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ان دونوں کے ہاتھ کے ساتھ شیطان کا ہاتھ بھی میرے ہاتھ میں ہے (مسلم، ابوداؤد)

حضرت امیہ ابن مخش سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک شخص کھانا کھا رہا تھا جب اس کے کھانے میں سے صرف ایک لقمہ رہ گیا تو اس نے "بسم اللہ اولہ و آخرہ" کہا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیں آئی پھر آپ نے فرمایا کہ شیطان برابر اس کے کھانے میں شریک تھا جب اس نے اللہ کا نام لیا تو شیطان نے کھانے کی قے کر دی (ابوداؤد شریف)

معاویہ ابن نفیل فرماتے ہیں کہ میں عتبہ ابن سعید کے پاس بیٹھا ہوا تھا اسی اثناء میں ان کے غلبہ ابن سہیل آئے پس عتبہ نے ان سے کہا اپنا چشم دید کوئی واقعہ سناؤ جو عجیب ہو انہوں نے کہا میں روزانہ سحری میں پینے کے لئے پانی رکھا کرتا تھا اور سحری میں وہ نہ ملتا تھا پس ایک روز میں نے سورہ یس دم کر کے رکھا پس وہ پانی وہیں ملا اور دیکھتا لیا ہوں کہ ایک اندھا شیطان گھر کے چاروں طرف گھوم رہا ہے۔

49

پتہ دھواں باب

جنت کے توالد و تناسل کے بیان میں

اسی آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ جنات کے لئے جماع ثابت ہے اس آیت کریمہ کے بارے میں اگرچہ علماء کی مختلف رائے ہیں مگر صحیح تو یہی ہے کہ اس سے مراد جماع ہے ایک آیت میں ارشاد ہے کہ کیا تم شیطان اور اس کی ذریت کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہے اس آیت میں شیطان کے لئے ذریت ثابت کی گئی ہے جو جماع کی غرض اصلی ہے۔ قاضی عبدالجبار فرماتے ہیں کہ ذریت بیو کی بچوں کو کہتے ہیں۔ اور لطیف چیز سے لطیف چیز کا پیدا ہونا بعید نہیں ہے اس لئے کہ ہم بہت جانوروں کو دیکھتے ہیں جو نہایت ہی لطیف ہوتے ہیں یہی حال جنات کا ہے کہ ان سے لطیف اولاد ضرور

لَمْ يَلْمِهُمْ لَوْلَا يُطْمِئِنُّ الشَّكَّانُ

پیدا ہوتی ہے علامہ زعفرانی نے کثاف میں تحریر فرمایا ہے کہ میں نے بہت سی مرتبہ پرانی کتابوں کے اندر دیکھا ہے کہ ان میں بہت ہی باریک کیڑے ہوتے ہیں جو تیز نظر والوں کو بھی بغیر حرکت کئے ہوئے نظر نہیں آتے گے جب وہ ساکن ہوتے ہیں تو سکون کی وجہ سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اگر انہیں ہاتھ سے چھیڑا جائے تو حرکت کرتے ہیں اور اپنا بچاؤ کرتے ہیں اس سے خدا کی کارگرگی کا پتہ چلتا ہے کہ اس نے کسی قدر باریک جانوروں کے ہاتھ پیر دل و دماغ بند کئے اور ان کے اندر روح پھونکی اور اس سے بھی لطیف الخلق جانور ہو سکتے ہیں خدا کی ذات کو کوئی مشکل نہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں بناتے ہیں خدا ہر چیز پر قادر ہیں۔

پندرھواں باب

جنات کے مکلف ہونے کے بیان میں

ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک جنات احکام شرعیہ کے مکلف ہیں قرآن کریم کا ارشاد ہے فبأی الذیاء یکسبوا تکذبان (نور مجید) اس آیت کے مخاطب بالاتفاق جن والنس ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ تمام علما کا اتفاق ہے کہ جنات احکام شرعیہ کے مکلف ہیں۔

قاضی عبدالجبار فرماتے ہیں کہ تمام ائمہ مجتہدین کا جنات کے مکلف ہونے پر اتفاق ہے۔ فرقہ والے کہتے ہیں کہ جنات اپنے افعال کے صادر کرنے میں مجبور ہیں مکلف نہیں ہیں ان کی یہ رائے باطل ہے کیونکہ قرآن کریم میں جا بجا شیاطین کی مذمت ہے افران پر لعنت کی ہے اور ان کے شر سے ڈرایا گیا ہے اور ان کے عذاب کا تذکرہ

کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی زبردستی ہی کو ہر ملکتی ہے جو محارم کا مرتکب ہو اور اوپر
 و نواہی کا منکر ہو۔ پس یہ صریح دلیل ہے ان کے مکلف ہونے کی نیز حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم نے شیاطین پر لعنت فرمائی اور لوگوں کو ہدایت کی کہ شیاطین معاصی کی طرف بلاتے
 ہیں اور دلوں میں برے دوسرے ڈالتے ہیں اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ جنات مکلف
 ہیں اور قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جنات نے آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 زبانی قرآن کریم سنا اور اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے اور کفر و شرک سے
 توبہ کی اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ احکام شرعیہ کے مکلف ہیں اور اس کے علاوہ
 بہت سی آیات میں ان کے مکلف ہونے کا ذکر ہے عرضیکہ جنات کا مکلف ہونا اس
 پر تمام علماء کا اجماع ہے کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

سولہواں باب

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل جنات میں
 کوئی نبی ہوا ہے

تمام متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہے کہ جنات میں سے کبھی کوئی نبی نہیں ہوا
 بلکہ ہمیشہ انسانوں ہی میں سے نبی اور رسول ہوتے ہیں۔ ابن عباس، ابن جریر، مجاہد
 وغیرہ سے بھی اسی طرح مروی ہے اور شروع کتاب میں دوسرے باب کے آخر میں گذر
 چکا ہے کہ جنات نے آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے قبل اپنے نبی بادشاہ یوسف
 کو قتل کر دیا تھا اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جنات میں سے جنات کی طرف نبی مبعوث
 کئے گئے ہیں حضرت فہماک سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث
 ہونے سے قبل جنات میں سے کوئی نبی جنات کی طرف مبعوث کیا گیا ہے آپ نے قرآن

کریم کی آیت پڑھی جس میں ذکر ہے کہ انسان اور جنات میں ان ہی جنس سے نبی بھیجے گئے ہیں۔ یا معشور الجن والانس الم یا تکم دسل منکم یقضون علیکم آیاتی۔ حضرت ضحاک نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جنات میں سے کچھ جنات نبی ہوتے ہیں جس طرح انسانوں میں سے ہوتے ہیں۔ ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ جن نبی انسانوں کی طرف بھی مبعوث کئے گئے ہوں جس طرح یہ ممکن ہے کہ انسان بھی جنات کی طرف بھیجے گئے ہوں مگر یہ احتمال فاسد ہے بلکہ اس آیت کا مفہوم یہی ہے کہ انسانوں کی طرف انسان نبی بھیجے گئے اور جنات کی طرف جنات نبی بھیجے گئے ابن حزم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی انسان نبی جنات کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوا کرتا تھا اور ظاہر ہے کہ جنات انسانوں کی قوم درجنس سے نہیں ہیں اس لئے یہ سب سے پہلے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی انسان نبی جنات کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا ابن حزم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم بالیقین جانتے ہیں کہ جنات نے بھی اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرایا ہے اور ان میں بھی نبی ہوتے ہیں قرآن کریم کی آیت یا معشور الجن والانس (الآیہ) دلالت کر رہی ہے اس سے بھی حضرت ضحاک کی رائے کو تقویت ملتی ہے کہ جنات میں بھی نبوت کا سلسلہ رہا ہے نیز حضرت ضحاک کی رائے کے موافق ابن عباس کی حدیث ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ومن الارض مثلہن اس سے مراد سات زمینیں ہیں ہر زمین میں تمہاری طرح نبی ہوتے ہیں اور تمہارے آدم کی طرح آدم ہوتے ہیں اور تمہارے نوح کی طرح نوح ہوتے ہیں اور تمہارے ابراہیم کی طرح ابراہیم ہوتے ہیں اور تمہارے عیسیٰ کی طرح عیسیٰ ہوتے ہیں۔ حافظ ذہبی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت اور ذکر کی ہے سبع مسؤلات
 ومن الارض مثلهم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مرزئین میں تمہارے جیسے ابراہیم
 آئے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث علی شرط الشیخین ہے
 اور اس کے تمام رجال آئمہ ہیں اور چھوڑ علماء نے اس آیت کی تفسیر جس میں جنات
 کے رسول ہونے کا ذکر ہے یہ کی ہے کہ انسانوں کی طرف اللہ نے رسول بھیجے ہیں
 اور جنات کے رسولوں سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے انسان رسولوں سے خدا کا کلام
 سنا اور اپنی قوم کو ڈرایا انسانوں کی طرح رسول ہونا مراد نہیں ہے۔ ابن عباس، مجاہد
 ابن جریج وغیرہ سے بھی اس کی تفسیر اسی طرح مروی ہے۔

سترہواں باب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ جنات کو بھی شامل ہے

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت جن وانس سب
 کی طرف ہوئی ہے صحیحین میں جابر بن عبد اللہ کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں جو کسی نبی کو نہیں
 ملی ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہلے نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کئے
 جاتے تھے اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اس حدیث شریف میں
 لفظ "ناس" واقع ہے۔ ناس کے معنی سمجھ دار اور صاحب فکر حیوان کے آتے
 ہیں آئمہ سنت کا اتفاق ہے کہ لفظ ناس کے عموم میں جنات بھی داخل ہیں۔
 صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسود اور احمر کی طرف اسود کے معنی

سیاہ کے آتے ہیں اور احمر کے معنی سرخ کے آتے ہیں۔ اسود احمر سے کیا مراد ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے کچھ علماء کی رائے ہے کہ اس سے مراد عرب اور عجم ہیں کیونکہ عجمی عربی سرخ اور سفید ہوتے ہیں اور عربی عجمی گندم گوں اور سیاہ ہوتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد جن وانس ہیں اور بعض نے کہا اس سے مراد سیاہ و سرخ ہیں البتہ اسود سے جنات مراد دنیا پر قریب قریب قیاس ہے چونکہ جنات ارجح کے مشابہ ہیں اور ارجح کو اسودہ کہتے ہیں جیسا کہ حدیث معراج میں ذکر ہے کہ آپ نے آدم علیہ السلام کو دیکھا اور ان کے دائیں بائیں اسودہ یعنی ارجح تھیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ اسودہ یعنی ارجح مراد جنات ہیں آئیں اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں صراحت جنات کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو جن وانس اور ہر سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔

ابن عبد البر نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جن وانس کی طرف بشیر و نذیر بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور منجملہ فضائل کے ایک فضیلت آپ کو تمام نبیوں پر یہ ہے کہ آپ کی بعثت عام ہوئی ہے اور آپ کو اپنی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔

اور ابن حزم نے فرمایا ہے کہ اکثر علماء نے اپنی تصانیف میں ہی ذکر فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں اور امام الحرمین نے اپنی کتاب ارشاد میں تحریر فرمایا ہے کہ ہم بالیقین اس بات کو جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن وانس کی طرف مبعوث کئے گئے تھے اور علامہ ابن تیمیہ نے

یہ ایک کتاب کا نام ہے۔

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد بنی اللہ علیہ وسلم کو جن دلائل کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور لوگوں پر واجب ہے کہ وہ ایمان لائیں اور آپ کی اطاعت کریں اور جس چیز کو آپ حلال کہیں اس کو حلال مانیں اور جس کو حرام کہیں اس کو حرام مانیں اور اللہ اور اس کے رسول جس چیز کو واجب قرار دیں اس کو واجب جانیں اور جس چیز کو وہ پسند کریں اس کو لوگ بھی پسند کریں۔ اور ان کی ناپسندیدہ چیزوں کو بُرا جانیں اور واضح رہے کہ جس آدمی کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی واضح دلیلیں اچکی ہوں اور پھر بھی وہ آپ پر ایمان نہ لائے چاہے وہ جن ہو یا انسان مستحق عذاب ہو گا اس پر تمام صحابہ تابعین اور آئمہ مسلمین اور تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ انتہی کلام قرآن کریم میں جنات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی قرآن پاک سننے کا واقعہ مذکور ہے اور اسی میں یہ بھی ہے کہ وہ جنات آپ پر ایمان لے آئے تھے سورۃ احقاف میں اس کی تفصیل ہے (جب یہ واقعہ آپ کو پیش آیا تو سبحان اللہ آپ کو حکم ملا کہ اس کو لوگوں کو سنا دیں چنانچہ آپ نے قل ادھی ایھا انہ السميع انہ یہ سورت تلاوت فرمائی تاکہ لوگ جان سکیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن دلائل سب کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں اور اس سورت میں تذکرہ ہے کہ تمام انسانوں پر اور تمام جنات پر واجب ہے خدا پر ایمان لانا اور آخرت کے دن پر ایمان لانا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا جب کہ اسی صورت میں ذکر ہے کہ کچھ انسان جنات کو خدا کے ساتھ شریک کیا کرتے تھے جن کی صورت یہ ہوتی تھی کہ بہت سے لوگ وادیوں میں آیا کرتے تھے چونکہ وہاں پر جنات کی کثرت ہوتی ہے بمقابلہ دیگر جگہوں کے پس یوں کہا کرتے تھے کہ میں اس وادی کے سردار کی پناہ چاہتا ہوں بیوقوفوں سے اور اس کے علاوہ بھی دیگر افعال شریک کیا کرتے تھے۔ جلال ابن علاط سمی کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ

وہ کسی قافلہ کے ساتھ مکہ میں آئے راستہ میں ایک پرخطر وادی میں پڑاؤ کیا جس میں کثرت سے درندے رہا کرتے تھے ان سے کسی سوار نے کہا کہ کھڑے ہو جائیے اور قافلہ کے واسطے جنات وغیرہ سے امن طلب کیجیے پس انہوں نے قافلہ کا چکر کاٹتے ہوئے ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے اس وادی کے جنات کی پناہ چاہتا ہوں تاکہ ہم صحیح سلامت واپس چلے جاویں پس اسی اثناء میں انہوں نے کسی پڑھنے والے کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا یا معشر العجن والانس - الایہ۔ پس جب وہ مکہ پہنچے تو کفار قریش کو اپنا واقعہ سنایا انہوں نے سن کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی محمد پر ایمان لا کر بدین ہو گیا ہے یہ کلام تو محمد پر اترا ہے انہوں نے کہا ہم سب نے سنا ہے اور وہ سچ ہے پس آپ ایمان لے آئے اور ہجرت فرما کر مدینہ منورہ چلے گئے اور وہاں جا کر ایک مسجد تعمیر کی جو ان ہی کے نام سے مشہور ہوئی اس واقعہ میں بھی ذکر ہے کہ بہت سے انسان جنات کی پناہ مانگا کرتے تھے جیسا کہ خود انہوں نے پناہ مانگی تھی۔

جب جنات دیکھتے ہیں کہ انسان ان کی پناہ مانگ رہا ہے اور ان کے سامنے اپنے کو ذلیل کر رہا ہے تو ان کی سرکشی اور بڑھ جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو آدمی ان کے بادشاہوں کے نام کی قسم کھا کر منتر کرتا ہے تو وہ اس کو پورا کر دیتے ہیں اور اس کو لوگوں میں کچھ برتری حاصل ہو جاتی ہے اور جنات خرب جانتے ہیں کہ انسان کا مرتبہ ان سے بلند ہے مگر جب وہ اس کے باوجود اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے تو وہ اس کی حاجت روائی کر دیتے ہیں جیسا کہ کوئی بڑا آدمی چھوٹے کے سامنے گر کر لائے اور وہ اس کی تنگ حالی دیکھ کر اس کی حاجت روائی کر دے۔ یہی حال جنات کا ہے کہ وہ انسان کی خستہ حالی دیکھ کر اپنی تعظیم کے گھنٹہ میں اگر اس کی حاجت روائی کر دیتے ہیں جنات کا جو وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا اور اس نے

ایمان قبول کیا تھا اور پھر جا کر اپنی قوم سے کہا تھا کہ خدا کے رسول کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ جنات کو بھی شامل ہے اور پھر جنات کا اپنی قوم سے یہ کہنا کہ جو خدا کے رسول کی بات نہیں مانتے گا وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بلکہ وہ خود ہی گمراہ ہو رہا ہے یہ واضح دلیل ہے اس بات کی جو بھی جن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاوے گا وہ کافر ہے۔

اٹھارہواں باب

جنات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور قرآن سننا

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل طائف سے واپس ہو کر مکہ واپس آ رہے تھے راستہ میں آپ نے ایک بھور کے باغ کے پاس قیام فرمایا پس جب رات ہوئی آپ نے تہجد کی نماز شروع فرمائی اسی اثناء میں نصیبین کے جنات کا دیاں سے گزرا ہوا انہوں نے قرآن کرم سنا اور وہ آپ پر ایمان لے گئے اور جا کر اپنی قوم کو ڈرایا اور ان کو دعوت دین پیش کی جس کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب میں ذکر فرمایا ہے صحیحین کی حدیث میں ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجنات کو قرآن سنایا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے بلکہ واقعہ یہ پیش آیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے چند اصحاب کے سوق موکاظ میں تشریف لے جا رہے تھے اسی اثناء میں شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا اور ان کے اوپر آگ کے تارے ٹوٹنے لگے پس جب شیاطین اپنی قوم کے پاس آئے اور انہوں

نے ایک جگہ کا نام ہے۔

نے فتنہ نہایا تو انہوں نے کہا یقیناً کوئی نئی بات دنیا میں پیش آئی ہے جس کی وجہ سے یہ معاملہ ہمارے ساتھ پیش آیا ہے پس وہ اس کی تحقیق کے لئے تمام دنیا میں پھیل گئے پس ان میں سے کچھ لوگ جو حجاز کی طرف آئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ان کا گذر ہوا اس وقت آپ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے پس جب ان کے کانوں میں قرآن کی آواز آئی تو انہوں نے غور سے سننا شروع کر دیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا کہ اس وجہ سے ہم کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا ہے جس کو قرآن کریم نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا منع فرمایا کہ حضورؐ نے جنات کے سامنے قرآن نہیں پڑھا ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے۔ اس شخص کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ میں آپ نے نہ قصداً ان کو سنایا ہے اور نہ دیکھا ہے بلکہ آپ تو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے بالکل ہی ان کو سنایا اور دیکھا نہیں ہے چونکہ ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ جنات ہی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تھا اور ان کے ذریعہ دعوت دین جنات کے پاس پہونچائی تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عباس کا یہ کہنا کہ آپ نے ان کو کلام نہیں سنایا اور نہ ان کو دیکھا کہ اس سے مراد نماز فجر ہے جب آپ نماز پڑھا رہے تھے اور نماز سے فراغت کے بعد بھی کلام نہ کرنا اس سے ثابت نہیں ہے بلکہ آپ کا ان کو قاصد بنا کر بھیجنا دلیل ہے کہ آپ نے ان سے کلام بھی فرمایا ہے اور ان کو دیکھا بھی ہے جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے کہ جب جنات اپنی قوم کے پاس پہونچے تو انہوں نے کہا کہ اسے قوم خدا کے داعی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ۔ تمہاری مغفرت کر دی جائے گی اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ نماز سے فراغت پر آپ نے جنات کو جمع کیا اور ان کو دعوت دین پیش کی اور وہ مشرف بالاسلام ہوئے اس کے بعد اپنی قوم کو جا کر ڈرایا۔ نیز حضرت عبداللہ ابن مسعود کے واقعہ سے بھی پتہ

چلتا ہے کہ حضرت ابن عباس کا انکار کرتا یہ مطلقاً نہیں ہے بلکہ اس خاص واقعہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود آپ کے ساتھ تھے آپ جنات کو دعوت دین دینے کے واسطے تشریف لے گئے اس وقت آپ نے ایک دائرہ بنایا کہ اسے ابن مسعود جب تک میں نہ آؤں تو یہاں سے نہ ہٹتا اس کے بعد آپ آگے تشریف لے گئے اور جنات کو قرآن سنایا اور ان کو دعوت دین پیش کی اس واقعہ کے باوجود ابن عباس کا منع فرمانا ظاہر ہے کہ وہ نماز کی حالت میں مطلقاً عدم کلام مقصود نہیں ہے۔ علامہ بیہقی نے فرمایا ہے کہ ابن عباس سے جو مروی ہے کہ آپ نے جنات کو قرآن نہیں سنایا اور نہ ان کو دیکھا اس سے مراد وہ پہلا واقعہ ہے جبکہ جنات کو آپ کی اطلاع ہوئی تھی اس وقت نہ آپ نے ان کے سامنے قرآن پڑھا اور نہ ان کو دیکھا جیسا کہ ابن عباس نے بیان فرمایا ہے پھر دوبارہ جنات کا قاصد آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ اس کے ساتھ تشریف لے گئے اور ان کو قرآن سنایا جیسا کہ عبداللہ ابن مسعود کی روایت میں ہے اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ان کے نشانات بھی دکھائے اور ان کے کھانے کے تیلہ کرتے وقت جو آگ کے نشانات رہ گئے تھے وہ بھی دکھائے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عباس کا وہ لگا ہوا ہتھ کے ساتھ متعلق ہے جبکہ آپ سوتی حفاظت تشریف لے جا رہے تھے جیسا کہ صحیحین کے حوالہ سے پر گزرتا ہے ابن مسعود کو دونوں قصے یاد تھے اس لئے وہ دونوں کی روایت کرتے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قصہ یہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولوی تخذ میں قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے جب جنات نے سنا تو آپ میں کہا کہ چپ ہو کر سنیو پس اس پر قرآن کی آیت واذا صوفنا الیک فنصرا من الجن الآتية۔ نازل ہوئی اور در سراقۃ مصیبن میں ہے کہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے آنے کی اطلاع ایک درخت

نے دی تھی اس کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ حدیث ابن عباس کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً جنات کو قرآن نہیں سنایا تھا بلکہ انہوں نے خود سنا تھا اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سننے کا علم نہ تھا اور نہ ہی آپ نے ان سے کلام فرمایا تھا بلکہ جب قرآن کریم کی سورت قل ادھی الی - الخ - نازل ہوئی اس وقت آپ کو خدا نے بتلایا کہ تمہاری زبانی جنات نے قرآن سنا تھا اور وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ علامہ قرطبی کی اس تحقیق کے ابن عباس کی اس روایت میں جس میں ذکر ہے کہ آپ نے ان کو قرآن سنایا اور نہ ان سے کلام کیا اور ان کی انبیاء میں جن میں ذکر ہے کہ آپ نے جنات کو قرآن سنایا اور ان سے کلام فرمایا جیسا کہ ابن مسعود کی حدیث میں گزر چکا تطبیق ظاہر ہے اور روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے جو کچھ بیان کیا وہ قرآن کریم کی روشنی میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے آنے کی خبر نہیں تھی اور نہ آپ نے ان کو قرآن سنایا تھا بلکہ آپ تو فجر میں نماز کے اندر تلاوت فرما رہے تھے اور جنات اس بات کی تحقیق کے لئے نکلے ہوئے تھے کہ آج ہمیں آسمان پر جانے سے کیوں روک دیا گیا اور ہمارے آگ کے انگارے کیوں مارے جا رہے ہیں اس وقت جنات نے قرآن سنا اور ایمان لاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر بذریعہ قرآن دی گئی قل ادھی الی - الخ - نازل فرما کر ابن عباس اسی واقعہ کو نقل فرماتے ہیں اور وہ اس طرح ہے جس طرح آپ نقل فرماتے ہیں کہ نہ آپ نے ان کو قرآن سنایا اور نہ ان سے کلام فرمایا اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ حضرات دوسرے واقعہ کو نقل فرماتے جو اس طرح پر ہے کہ اس کے بعد پھر دوبارہ جنات آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے ان کے سامنے سورۃ رحمن کی تلاوت فرمائی جب بھی آپ فیما بین الآءد یکسما تکذبان تلاوت فرماتے جس کا ترجمہ یہ ہے

کہ اے جن والن اپنے رب کی کس کس نعمت کی ناشکری کر دے گے تو وہ جنت کہتے کہ اے ہمارے رب تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں ہم آپ کی کسی نعمت کی ناشکری نہیں کرتے ان دونوں واقعوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں اور ابن عباسؓ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دونوں روایتوں کے عل الگ الگ ہیں ابن عباسؓ کا یہ فرمانا کہ آپ نے جنت سے کلام نہیں فرمایا اور نہ ان کو قرآن سنایا یہ بھی درست اور ابن مسعود کا یہ فرمانا کہ آپ نے جنت سے کلام فرمایا تھا اور ان کو قرآن بھی سنایا تھا یہ بھی درست یہ سب اس وقت ہے جبکہ دونوں واقعوں کو الگ الگ قرار دیا جائے اور اگر ایک ہی واقعہ قرار دیا جائے تو اس وقت ابن مسعود کی رائے زیادہ معتبر ہوگی کیونکہ ابن مسعود خود لیلۃ الجن کے واقعہ میں شریک تھے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچا تھا اور مجھ کو فرمایا تھا کہ میرے آگے تک اس سے مت نکلنا اور ابن عباسؓ اس وقت درودھ پیتے پیتے بچے تھے کیونکہ قصہ جن ایک قول کے مطابق ہجرت سے تین سال قبل پیش آیا اور واقعہ یمان نے فرمایا کہ نبوت کے گیارہویں سال میں پیش آیا اور ابن عباسؓ حجۃ الوداع کے سال میں بارہ تیرہ سال کی عمر میں تھے اس لئے ابن مسعود کی رائے زیادہ معتبر ہوگی۔ علامہ سیوطی نے فرمایا کہ وہ جنت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے تھے وہ قبل از اسلام یہودی تھے اسی لئے انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد وہ نبی آیا ہے یوں نہیں کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا ہے اور جنت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی مرتبہ آنا ہجرت سے تین سال کے قریب پہلے واقع ہوا ہے اور معراج سے پہلے ہوا ہے واقعہ یمان نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف دعوت دین کے لئے تائیس شوال کو تشریف لے گئے تھے اور آپ پچیس دن تشریف فرما رہے اور مکہ مکرمہ میں آپ کی واپسی تیسؓ ذی قعدہ بروز منگل کو ہوئی پھر آپ مکہ مکرمہ میں

تین ماہ رہے اور حجۃ کے جنات آپ کے پاس ربیع الاول سالہ نبوی کو آئے تھے۔

جو جنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایمان لائے تھے اور وہ
فصل ۱۰ پہلی مرتبہ آپ کے پاس آئے تھے ان کے اعداد میں علی کا اختلاف

ہے۔ ابن اسحاق نے فرمایا کہ وہ سات تھے حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ وہ سات تھے
 تین حوائج کے رہنے والے تھے اور چار نصیبین کے رہنے والے تھے اور حضرت
 ثور ی سے مروی ہے کہ وہ نو تھے اور حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ بارہ ہزار تھے
 علامہ بیہقی نے فرمایا کہ تفاسیر میں ان کے نام بھی ذکر کیے گئے ہیں یہ ہیں۔ شامرا
 ماصر، منتقی، ماشی، اسحق۔ ابن درید نے بھی انہیں پانچ کا تذکرہ کیا ہے۔ عمر ابن
 عبد العزیز کے فضائل میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ کسی جنگل میں جا رہے تھے
 پس انہوں نے ایک مراہو اسٹاپ دیکھا اور اس کو اپنی چادر کے ٹکڑے میں لپیٹ
 کر دفن کر دیا پس انہوں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اسے سرق میں گواہی دیتا ہوں
 کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سرق تو کسی جنگل میں
 مرسے گا اور تجھ کو ایک صالح آدمی دفن کرے گا پس حضرت عمر ابن عبد العزیز نے کہا کہ
 خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے اس نے کہا میں ان جنات میں سے ہوں جو حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سن کر ایمان لائے تھے ان میں سے میں اور یہ سرق زنا
 ہیں اب یہ بھی مرگیا ہے یہ روایت بہت ہی متعدد طرق سے مروی ہے جو سب
 کے سب قریب المعہوم ہیں نہایت لطیف فرق سے متعدد راویوں نے اس کا
 ذکر کیا ہے منساب کا ایک ہی ہے اس لئے ان متعدد طرق کو ترک کر دیا گیا۔

۱۰ ایک گھاٹی کا نام ہے۔

۱۱ ایک جگہ کا نام ہے۔

اہل علم اصل کتاب کی مراجعت فرمادیں۔

ابن اسحاق نے ان کے اسماء و نشان کر لئے ہیں۔ حامسا، شامرا، ماصرا،
زین، رھم، سرق، عمرو ابن الجومانتہ، عمرو بن جابر

انیسواں باب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاجنات کے سامنے قرآن کریم پڑھنا اور

ان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں جمع فرمانا

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ
کیا تم میں سے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ الجن میں تھا انہوں نے جواب
دیا کہ ہم میں سے کوئی آپ کے ساتھ نہیں تھا بلکہ حضرت حال یہ تھی کہ ایک مرتبہ ہم
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس اچانک ہم سے غائب ہو گئے پس ہم نے
آپ کو وادیوں میں گھاٹیوں میں تلاش کرنا شروع کر دیا جب آپ نہیں مل سکے تو ہم
نے سوچا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے نہ پکڑ لیا ہو اور ہماری پوری کرات
شدید اضطراب میں گذر چکی ہیں جب صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ آپ حرامی جانب
سے آ رہے ہیں پس ہم نے آپ سے سارا قصہ بیان کیا آپ نے فرمایا میرے پاس
جنات کا قاصد آیا تھا میں نے جا کر ان کو قرآن سنایا اور انہوں نے مجھے کھانے کے
بارے میں سوال کیا میں نے کہا کہ ہر مذہب و ہڈی تمہارے لئے پر گوشت کر دیا جلا کر
گی اور یہ تمہارے جانوروں کا چارہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ
ہڈی اور لیو سے استنجان کیا کریں یہ جنات کا کھانا ہے اور آپ نے ہم کو ان کے
نشانات اور ان کی آگ کے نشانات بھی دکھائے اور یہ جنات جزیرہ کے رہنے

دلے تھے۔ (مسلم ابوداؤد)

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ رات اس رات سے دوسری ہے جس میں ابن مسعود آپ کے ساتھ تھے اور آپ نے ایک دائرہ بنایا تھا اور ابن مسعود کو اس میں سے باہر نکلنے سے منع فرمایا تھا۔ ابن مسعود کا آپ کے ساتھ جانا اس کو علامہ بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوة میں بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ جنات کو دعوت دین دینے کے لئے میرے ساتھ کون چلے گا پس ابن مسعود کے علاوہ کوئی نہیں آیا اور ابن مسعود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی بلالی سمت کی طرف چلے گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدم مبارک سے ایک دائرہ بنایا اور ابن مسعود سے فرمایا کہ میرے آنے تک اس سے باہر نہ نکلنا پس آپ آگے چلے گئے اور آپ نے کھڑے ہو کر قرآن کریم کی تلاوت شروع فرمادی پھر آپ کے پاس بہت سے جنات جمع ہو گئے اور صبح تک آپ ان کے ساتھ مشغول رہے۔ جب آپ واپس تشریف لاتے تو آپ نے لید بڑی ان کے لئے بطور کھانا دی اور فرمایا کہ اس سے استنجاست کیا کرو اور بعض روایات میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کے رسول ہونے کی گواہی کون دے تاکہ ہم ایمان لے آویں آپ نے ان سے کہا کہ اگر یہ درخت گواہی دیدے تو تم ایمان لے آؤ گے انہوں نے کہا کہ بیشک ایمان لے آویں گے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا وہ آگیا آپ نے اس سے کہا کہ تو گواہی دے کہ میں رسول ہوں اس نے کہا کہ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں اس حدیث شریفہ سے پتہ چلتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں آپ کے ساتھ تھے پھر ابن مسعود کا یہ کہنا کہ آپ کے ساتھ ہم میں سے کوئی نہیں گیا غلط ہے کہ اس سے مراد کوئی دوسری لیلۃ الجن ہے کیونکہ لیلۃ الجن کا واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے اور یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ

آپ جس وقت قرآن سنانے کے لئے جنات کے پاس گئے تھے اور آپ ان کو قرآن سنارہے تھے اس خاص مجلس میں ہم میں سے کوئی نہیں تھا چونکہ آپ کا صحابہ میں اعلان فرمایا کہ میرے ساتھ کون چلے گا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا اور پھر صحابہ کا آپ کو تلاش کرنا جیسا کہ علقمہ کی حدیث میں گذر چکا ان دونوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے۔ ان دو متضاد باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں جس میں آپ نے صحابہ میں اعلان فرمایا کہ اگر کوئی جانا چاہے تو چل سکتا ہے اور صرف ابن مسعود آپ کے ساتھ گئے یہ اور ہے اور جس رات میں صحابہ نے آپ کو تلاش کیا اور یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ کہیں دشمنوں نے نہ آپ کو ادھر ادھر کر دیا ہو یہ اور ہے۔ اس کے بغیر کلام کے تعارض کو ختم نہیں کیا جاسکتا پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں ایک نہیں ہیں اگرچہ علامہ سیوطی نے لیلۃ الجن کا واقعہ ایک ہی بتلایا ہے مگر یہ درست نہیں بلکہ متعدد بار پیش آیا ہے۔ لیلۃ الجن کا واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جنات کا آپ کے پاس آنا اور آپ کا ان کو

دعوت دین پیش کرنا مکہ مدینہ میں متعدد بار پیش آیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ میں بھی لیلۃ الجن میں آپ کے ساتھ رہے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابو نعیم نے دلائل النبوة میں ابن مسعود کی حدیث سے ذکر کیا ہے کہ عمرو بن غیلان فرماتے ہیں کہ میں ابن مسعود کے پاس آیا اور ان سے معلوم کیا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ لیلۃ الجن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ذرا مجھ کو وہ فقہ سنا دیجئے کس طرح پیش آیا پس آپ نے فرمایا کہ ایک روز اصحاب صفہ میں سے ہر آدمی کو ایک ایک صحابی اپنے اپنے گھر کھانا کھلانے کے واسطے لے گئے اند میں رہ گیا مجھ کو کوئی نہیں لے گیا پس اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے آپ نے فرمایا یہ کون ہے میں نے کہا کہ ابن مسعود ہوں آپ نے فرمایا کہ تجھ کو کوئی نہیں لے گیا میں نے کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چل

کہ شاید میں تجھ کو کوئی چیز کھلا دوں پس میں آپ کے ساتھ چل دیا اور آپ حضرت ام سلمہ کے حجرہ کے پاس تشریف لائے مجھ کو باہر کھڑا کر دیا اور آپ اندر تشریف لے گئے چھڑی دیر بعد ایک سچی اندر سے آئی اس نے کہا کہ ابن مسعود گھر میں کوئی نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس جانے کے لئے فرما رہے ہیں پس میں واپس آگیا اور مسجد میں جا کر زمین پر لیٹ گیا چھڑی ابھی موصد گذرنا تھا کہ وہ سچی پھر آئی اور اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو یاد فرما رہے ہیں میں اس کے پیچھے چل دیا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا دیں گے جب میں اس پہلی جگہ پہنچ گیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لارہے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کی چھڑی ہے آپ نے اس کو میرے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میں جہاں جاؤں گا تو وہاں میرے ساتھ چلے گا۔ میں نے کہا حضور جلوس گا آپ نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا میں نے تینوں بار یہی جواب دیا اس کے بعد آپ چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چل دیا یہاں تک کہ ہم بقیع الغرقہ میں پہنچ گئے پس آپ نے اپنی چھڑی سے ایک دائرہ بنایا اور مجھ کو حکم فرمایا کہ اس میں بیٹھ جا اور میرے کتے تک اس سے مت نکلنا پس آپ آگے چلے گئے اور آپ مجھ کو نظر آ رہے تھے پس میں دیکھتا ہوں کہ ایک سیاہ منہاراڑا اور پھر ختم ہو گیا پس میں نے سوچا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا جاؤں ہو سکتا ہے کہ قبیلہ ہوازن آپ کو قتل کرنے کی کوشش کر رہا ہو اور میں جا کر آپ کی مدد کروں اور شور مچا دوں مگر ساتھ ہی مجھ کو آپ کی بات یاد آگئی کہ آپ نے اس سے نکلنے سے منع فرمایا ہے پس میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی چھڑی سے بھگا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ بیٹھ جاؤ پس وہ بیٹھ گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور وہ چلے گئے

۱۰ ایک جگہ کا نام ہے۔

پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھ سے دریافت کیا کہ تو میرے بعد میں سو گیا تھا میں نے کہا کہ نہیں بلکہ میں تو ڈر گیا تھا کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ ہوازن نے نہ بکڑ لیا ہو اور میں آپ کی مدد کے لئے آواز دیتے ہی والا تھا کہ اچانک مجھ کو آپ کی چھڑی کی آہٹ سنائی دی جبکہ آپ میں کو بھگا رہے تھے مجھ کو صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو اس دائرہ سے نکل جاتا تو کوئی نہ کوئی جن تجھے مزدور مزاحمت کرتا پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے کچھ دیکھا ہے میں نے کہا کہ ہاں سیاہ قسم کے گندہ بغل دو گئے تھے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ نصیبین کے جنات کا وفد تھا اور انہوں نے مجھے کھانے کے بارے میں بھی پوچھا تھا پس میں نے ان کو ہڈی اور لید بتلا دی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس سے کیا ہو گا آپ نے جواب دیا کہ جب وہ ہڈی اٹھائیں گے تو وہ ان کے ہاتھ میں پر گزشت ہو جاوے گی اور لید کے اوپر وہ دل سے پیدا ہو جائیں گے جو اس کے اندر اس دن تھے جس دن اس کو کسی جانور نے کھایا تھا پس تم ان سے استخامت کیا کرو یہ لیلۃ الجن کا قہر ہجرت کے بعد مدینہ کا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں بھی آپ کے ساتھ تھے اور بقیع الغرقہ میں آپ نے حلقہ بنایا تھا اور اس میں ابن مسعود بیٹھے تھے اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ الجن کا واقعہ متعدد بار پیش آیا تھا۔ امام احمد ابن حنبل نے ابن مسعود کی ایک اور روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیلۃ الجن میں تھا کہ اچانک آپ کا سانس پھرنے لگا میں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہوا آپ نے فرمایا کہ میری جان نکلنے کو ہو رہی ہے میں نے کہا کہ پھر آپ اپنا خلیفہ متعین فرمادیں۔

آپ نے پوچھا کہ کس کو؟ میں نے کہا کہ ابو بکرؓ کو۔ آپ نے سکون چھڑایا۔ اور کچھ دیر بعد آپ کی وہی حالت ہوئی۔ میں نے پھر کہا کہ آپ اپنا خلیفہ

متعین فرمادیں آپ نے فرمایا کس کو میں نے کہا عمر کو آپ نے پھر سکوت فرمایا اور کچھ دیر کے بعد آپ کی پھر وہی حالت ہوئی میں نے پھر کہا کہ اپنا خلیفہ متعین فرمادیں آپ نے پوچھا کس کو میں نے کہا علیؑ کو اس وقت آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر لوگ اس کی اطاعت کریں گے تو سب کے سب جنت میں داخل ہو جائیں گے اس حدیث شریف میں اگرچہ مدینہ کا ذکر نہیں ہے مگر ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ ہی میں پیش آیا تھا۔ اس لئے کہ جب لیلۃ الجن کا واقعہ مکہ میں پیش آیا تھا اس وقت حضرت علیؑ خلیفہ بننے کی عمر میں نہیں تھے اس لئے کہ حضرت علیؑ کا انتقال ۳۵ھ میں رمضان شریف میں ہوا تھا اور آپ کی کل عمر اٹھادس سال ہوئی ہے اور لیلۃ الجن کا واقعہ مکہ میں ہجرت سے تین سال قبل پیش آیا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا پس اس وقت حضرت علیؑ کی عمر چودہ پندرہ سال کے قریب ہو گی ایسی عمر میں خلافت کے بارے میں ان کا نام پیش کرنا بعید ہے پس معلوم ہوا کہ یہ مدینہ کا واقعہ ہے جبکہ آپ کی عمر کافی ہو چکی تھی اور آپ خلیفہ بننے کے لائق ہو چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لیلۃ الجن کا واقعہ مدینہ منورہ ہی میں پیش آیا نیز آپ کا یہ فرمانا کہ میری وفات کا وقت قریب آ رہا ہے اور میری جان نکلنے کو ہو رہی ہے جیسا کہ ابھی اس واقعہ میں گزر چکا ہے اس سے بھی لیلۃ الجن کے مدینہ میں واقع ہونے کی تائید ہوتی ہے اگرچہ حافظ البزعی نے ایک حدیث ذکر کی ہے جس کے اندر متغلب علیؑ کا ذکر ہے اور اس میں یہ ہے کہ یہ واقعہ مکہ کا ہے عنقریب اس کا ذکر آئے گا اس سے مذکور بالا تحقیق پر زور پڑتی ہے بہر حال جو بھی صورت حال ہو ہر ایک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنات کے وفود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں متعدد بار مکہ میں مدینہ میں آتے ہیں حضرت زبیر ابن العوام نے بھی ایک واقعہ لیلۃ الجن کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بھی مدینہ ہی میں پیش آیا تھا ابن مسعود کا واقعہ بقیع الفرقہ میں پیش آیا تھا اور ان کا واقعہ جبال مدینہ

سے دور کی جگہ میں پیش کیا تھا اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ متعدد بار جنات کو مکہ میں مدینہ میں آپ نے دعوت دین دی تھی۔

حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ جب ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو آپ کو کچھ پریشانی لائی ہوئی اور آپ تعاون کے لئے اہل طائف کے

دفعہ جنات کی توجیہ تطبیق روایات مختلفہ یقین دفعہ جنات -

پاس تشریف لے گئے پس انہوں نے آپ کے ساتھ مکہ والوں سے بھی زیادہ برا سلوک کیا اور آپ وہاں سے آزرہ خاطر ہو کر واپس لوٹے جبریل علیہ السلام ملک الجبال کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کی مدد کریں اور ان کو تباہ کر دیں آپ نے فرمایا کہ ان کو معاف کرتا ہوں شاید ان کی پشت سے کوئی دیندار موجد پیدا ہووے جب آپ واپس آ رہے تھے تو باذن خداوندی آپ کی خدمت میں کچھ جنات حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ اور دعوت دین انہوں نے اپنی قوم کو بھی پیش کیا یہ سب اس واسطے کیا گیا تاکہ آپ کو تسلی ہو کہ میری امت میں جنات بھی شامل ہیں اور وہ بھی دین کو قبول کرتے ہیں اور اہل طائف کا انکار کرنا دعوت کو قبول نہ کرنا اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرنا اس میں بھی آپ کے درجات بلند ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ خدا میری مدد کریں گے۔ مگر چونکہ انسانی طبیعتیں جلدی متاثر ہو جاتی ہیں اس لئے آپ کو ایک گونہ ان کے انکار سے اذیت ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ یہ دیا کہ آپ کے ہاتھ پر جنات کی ایک جماعت اسی وقت ایمان لائی جو آپ کی تسلی کا باعث بنا اور وہ تقریباً تین سو تھے پھر انہوں نے جا کر اپنی قوم کو ڈرایا اور آپ کے دین کی دعوت پیش کی اس کے بعد پھر تین ماہ کے بعد آپ کے پاس آئے اور آپ نے رات کو ان کو قرآن سنایا اور کھانے کے لئے بڑی اور لید بتلائی کہ اس میں تمہارے لئے گوشت اور دانے منجانب اللہ پیدا کر دیتے جائیں گے پس آپ کے اس معجزے

سے جنات کو یقین ہو گیا کہ یقیناً آپ سچے نبی ہیں اور آپ کا دین سچا دین ہے اور اسی طرح وہ واقعہ جس میں آپ نے عبد اللہ ابن مسعود کے لئے ایک دائرہ بنا کر ان کو اس میں ٹھہرایا تھا اور آپ جنات کو دعوت دینے کے لئے آگے تشریف لے گئے تھے اور اسی طرح زبیر ابن العوام کا واقعہ ان کو بھی ایک بار آپ اپنے ساتھ لیلۃ الجن میں لے گئے تھے اور ان کو ایک قسم کی دہشت طاری ہو گئی تھی یہ واقعات اس لئے پیش آئے تھے تا کہ آپ کو تسلی ہو جائے کہ اگرچہ انسانوں نے اس وقت میری دعوت پر لبیک نہیں کہا مگر جنات نے میری دعوت کو قبول کر لیا ہے اور وہ ایمان لے آئے ہیں۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ لیلۃ الجن میں تنہا نہیں تھے بلکہ آپ کے ساتھ صحابی بھی تھے جیسا کہ ان دونوں واقعوں سے معلوم ہو رہا ہے پھر حضرت علقمہ کا یہ کہنا کہ عبد اللہ ابن مسعود نے فرمایا تھا کہ آپ کے ساتھ لیلۃ الجن میں کوئی نہیں تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت آپ ان کے سامنے طاوت فرما رہے تھے اس خاص مجلس میں کوئی نہیں بلکہ آپ تنہا تھے کیونکہ ابن مسعود کو تو آپ ایک حلقہ بنا کر اس میں رہنے کے لئے فرما کر چلے گئے تھے یہ مطلب ہرگز نہیں ہے اس رات میں دائرہ کے اندر بھی کوئی نہیں رہا بلکہ دائرہ کے اندر خود ابن مسعود رہے اور ایک مرتبہ حضرت زبیر ابن العوام بھی رہے اور جنات کے دُور آپ کے پاس یکے بعد دیگرے آتے رہے اور مشرف باسلام ہوتے رہے اور جب بھی جنات کا کوئی وفد آپ کے پاس آتا آپ ان کو قرآن کریم سناتے اور ان کو کھانسنے کے لئے ہڈی اور لید فرمایا کرتے تاہم انسانوں کی طرح تمام جنات بھی مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ بہت سے اپنے کفر پر مصر رہے جیسا کہ بہت سے انسان بھی اپنے کفر پر مصر رہے اور یہ کافر جنات خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور مسلمانوں کو پریشان کیا کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات ایک عفریت بن میری نماز خراب

کرنی چاہتا تھا خدا تعالیٰ نے مجھے اس کے اوپر قابو دے دیا میں نے اسے پکڑ کر ایک ستون سے باندھنے کا ارادہ کیا تاکہ صبح کو آپ حضرات بھی دیکھ لیتے مگر مجھ کو اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کا خیال آگیا کہ انہوں نے دعا کی تھی کہ اسے رب مجھ کو ایسی حکومت عطا فرما کہ میرے بعد اس جیسی کسی کو نہ ملے پس میں نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا اور اس جیسی احادیثِ اکسدہ ابواب میں آ رہی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ مدینہ کے علاوہ دیگر مواقع میں بھی جنات کے دفود آئے تھے جیسا کہ بلال ابن حارث سے مروی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے آپ جنگل میں تشریف لے گئے میں پانی لے کر آپ کے ساتھ چل پڑا پس دیکھتا کیا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قسم کا شور ہو رہا ہے پس آپ نے مجھ کو آواز دی اور مجھ سے پانی طلب فرمایا اس کے بعد میں نے آپ سے اس شور کے بارے میں دریافت کیا آپ نے جواب دیا کہ مسلم اور کافر جنات کا جھگڑا ہو رہا تھا میں نے مسلم جنات سے کہا کہ تم آبادیوں کے پاس رہا کرو اور کافر جنات سے کہا کہ تم پہاڑوں کی وادیوں میں رہا کرو یہ حدیث جنات کے مکانات کے باب کے تحت گذر چکی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں حجرات کے علاوہ دوسری رات میں بھی آپ کے ساتھ رہے ہیں جیسا کہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اپنے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ کی جانب لے گئے آپ نے ایک دائرہ بنایا اور مجھ کو اس میں بیٹھنے کے لئے فرما دیا کہ جب تک میں نہ آؤں اس سے مت نکلنا اس کے بعد آپ پہاڑ کے پاس چلے گئے پس پہاڑ کے اوپر سے لوگ اترنے شروع ہوئے میں نے سوچا کہ کہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مار دیں اور میں نے اپنی تلوار سونت

لے ایک پہاڑ کا نام ہے اس کے پاس سب سے پہلے جنات کو دعوت دین دینے کا واقعہ پیش آیا تھا۔

لی پھر مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آگیا اور میں وہیں رک گیا جب صبح ہوئی آپ واپس تشریف لائے اور مجھ کو وہیں پایا پھر میں نے اپنا گذرا ہوا حال بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو اس سے نکل جاتا تو قیامت تک میں تجھ کو نکلتا پھر آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں ڈال کر فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ تجھ پر جہنم والوں ایمان لائیں گے انسان تو ایمان لا چکے اور جنات کو تو دیکھ ہی رہا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا وقت قریب آگیا میں نے کہا کہ آپ ابو بکر کو خلیفہ بنادیں آپ نے سکوت فرمایا پھر میں نے کہا کہ عمرؓ کو خلیفہ بنادیں آپ نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا میں نے کہا کہ علیؓ کو خلیفہ بنادیں اس وقت آپ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کا کوئی شریک نہیں ہے اگر تم اس کے ہاتھ پر بیعت کر لو گے اور اس کی اطاعت کرو گے تو وہ تم سب کو جنت میں داخل کر دے گا۔

امام بیہقی نے ابن مسعودؓ کی ایک روایت اس طرح ذکر کی ہے اور اسی طرح عباس دوری نے ابن مسعودؓ کی ایک روایت اس طرح ذکر کی ہے حضرت ابو عبیدہؓ نے ابن مسعودؓ کو خط لکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ جنات کو قرآن سنایا انہوں نے جواب دیا کہ جوں کے پاس ہیں ان احادیث کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ الجن کا واقعہ چھ مرتبہ پیش آیا۔

- ۱۔ جس میں صحابہ کو یہ اندیشہ لاحق ہو گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں نے ادھر ادھر نہ کر دیا ہو جیسا کہ شروع باب میں گذر چکا۔
- ۲۔ جوں کے پاس۔
- ۳۔ اعلام مکہ میں جبکہ آپ پہاڑوں میں چلے گئے تھے۔
- ۴۔ بقیع الفرقہ میں ان تینوں راتوں میں ابن مسعودؓ ہی آپ کے ساتھ تھے جیسا کہ روایات میں گذر چکا۔

۵۔ عینہ۔ اس میں زہیر ابن العوام آپ کے ساتھ تھے۔

۶۔ کسی سفر میں جبکہ جوں ابن الحارث آپ کے ساتھ تھے۔ واللہ اعلم

حضرت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ رحمان کی تلاوت کی اور اس کو پورا پڑھ دیا پھر فرمایا کہ تم سب خاموش ہو تم سے اچھے جنات تھے جب میں نے ان کے سامنے اس کو پڑھا تھا جب میں خباہی الآء ربکما تکذبان کہتا تھا تو جنات کہتے تھے اے رب ہم آپ کی کسی نعمت کی ناشکر نہیں کرتے تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں۔

۲۰واں باب

جنات کے مسلک کا بیان

قرآن کریم نے بتلوا ہے کہ خود جنات نے کہا تھا کہ ہم میں کچھ لوگ نیکو کار ہیں اور کچھ بدکار ہیں یعنی مختلف مذاہب ہیں کافر بھی ہیں مسلمان بھی ہیں اہل سنت بھی ہیں بدعتی بھی ہیں اور جنات میں مسلمان بھی ہیں اور ظالم بھی ہیں۔ مسلمان رشد و ہدایت والے ہیں اور ظالم جہنم کا ریند صن ہیں اور پہلے گزر چکا ہے کہ نصیبین کا وفد جنات مسلکاً یہودی تھا جیسا کہ خود انہوں نے کہا تھا ایسی کتاب ہم نے سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی ہے اور ایک مرتبہ ایک جن مرابوا ملا تھا آپ نے فرمایا تھا کہ یہ عکروہ ابن البرمانہ ہے اس کو محض ابن جوشن نصرانی جن نے قتل کیا ہے۔

امام احمد نے اپنی کتاب النسخ والمسنوخ میں نقل کیا ہے کہ جنات میں تعدد بھی ہیں مرعیہ بھی ہیں شیعہ بھی ہیں۔ اور حضرت تادہ سے کناط اتق قسدا کی نصیر میں مروی ہے کہ ان کے مختلف مذاہب ہیں۔

۲۱واں باب

جنت کا انسانوں کے ساتھ مل کر عبادت کرنا اور خیرات کرنا

یزید رقاشی فرماتے ہیں کہ صفوان مرزنی ابن حمزہ جب تہجد کے لئے کھڑے ہو کر تھے تو ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہنے والے جن بھی کھڑے ہوتے تھے اور ان کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور قرآن سُنتے تھے۔ اس روایت کے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے یزید سے پوچھا کہ ان کو اس کا علم کیسے ہوا انہوں نے کہا کہ ایک روز صفوان ابن حمزہ نے ایک شور مچا جس سے ان کو گھبراہٹ ہوئی پس ان کو آواز آئی کہ اے بندہ خدا ڈرنا تم ہم تو تیرے جن بھائی ہیں تیرے ساتھ اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد اس حرکت سے وہ مانوس ہو گئے اور وہ گھبراہٹ جاتی رہی۔

اسی طرح ایک قصہ عبداللہ ابن صفوان کا ہے کہ وہ بیت اللہ کے قریب تھے اچانک باب عراق کی جانب سے ایک سانپ آیا اور اس نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کیا پھر حجر اسود کا استلام کیا پس اس کو عبداللہ ابن صفوان نے کہا کہ اے جن تو نے عمرہ کر لیا ہے ہمارے پتے تجھ سے ڈرتے ہیں اب تو چلا جا پس وہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص خیر سے تنہا چلا اور اس کے پیچھے دو آدمی ہو گئے اور ان دو آدمیوں کے پیچھے ایک آدمی اور ہو گیا وہ ان دو کو کہہ رہا تھا کہ واپس چلو واپس چلو یہاں تک کہ ان کے آگے ہو کر ان کو واپس کر دیا پھر وہ آدمی اس خیر والے کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ یہ دونوں شیطان تھے اس لئے میں نے ان کو جگایا ہے اور جب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاوے

تو میرا سلام کہنا اور میری طرف سے یہ عرض کرنا کہ میں اپنے صدقات کو جمع کر رہا ہوں اگر آپ کے مناسب ہوں تو میں بھیج دوں پس جب وہ آدمی مدینہ آیا اس نے قصہ سنایا اس کے بعد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا چلنے سے صحابہ کو منع فرما دیا۔ واللہ اعلم

۲۲ واں باب

جنت کو اعمالِ حسنہ کے ثواب ملنے کے بیان میں

عسل مے اس بارے میں در قرآن میں اول یہ کہ ان کو آگ سے نجات دیکر کہہ دیا جائے گا کہ مٹی بن جائے جیسا کہ بہائم کے ساتھ بھی اسی طرح کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہؒ کی بھی یہی رائے ہے جسکو ابن حزم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ لیث ابن ابی سلیم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنت کا ثواب یہ ہے کہ ان کو جہنم سے نجات دے کر کہہ دیا جائے گا کہ مٹی بن جاؤ۔ ابن شامین نے کتاب العجائب والغرائب میں ابو الزناد کی روایت نقل کی ہے کہ جب جنتی جنت میں چلے جاویں گے اور جہنمی جہنم میں تو اللہ تعالیٰ مومن جنت کو اور باقی جانوروں کو کہیں گے کہ تم سب مٹی ہو جاؤ تو اس وقت کافر کہیں گے کہ کاش ہم بھی مٹی بن جاتے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ طاعت کا ثواب ملے گا اور مصیبت کا عذاب ابن ابی لیلیٰؒ امام مالکؒ امام روزیؒ امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے متبعین ان سب حضرات کی یہی رائے ہے۔ ابن عباس سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا جنت کو ثواب ملے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ان کو ثواب و عذاب دونوں ہوں گے۔ یزید ابن ارقاط فرماتے ہیں کہ میں نے حمزہ ابن عقیب سے دریافت کیا کہ کیا جنت کو ثواب ملے گا انہوں نے کہا کہ ہاں اور دلیل میں "لَمْ يَلْبِسْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ ثَوْبًا وَلَا جَنَّةً" تلاوت فرمائی۔ ابن ابی لیلیٰؒ فرماتے ہیں

کہ جنات کو ثواب ملے گا اور اس کی دلیل قرآن کریم کی آیت ہے ”وَلِكُلِّ دَرَجَةٍ مِّنْهَا عَمَلٌ مُّسْكُوًّا“ یعنی ہر شخص کو اس کے عمل کے مناسب درجات ملیں گے ابن صلاح فرماتے ہیں کہ زیات مالکی سے کسی نے پوچھا کہ کیا جنات کو ثواب ملے گا انہوں نے کہا کہ ہاں اور دلیل میں یہی آیت اوپر والی تاکید کی ہے صراحۃً فرماتے ہیں کہ ابن وہب سے لوگوں نے جنات کے ثواب کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا کہ ثواب ملے گا اور دلیل میں یہی آیت تاکید کی ہے ابن صلاح کہتے ہیں کہ ابن القاسم کہتے تھے کہ جنات کو ثواب ملے گا اور دلیل قرآن کی آیت ہے ”وَأَنَّا مَنَّا الْمُسْلِمُونَ وَبَيْنَا الْقَاسِطُونَ“ الخ اس آیت میں مسلم جنات کے لئے رشد و ہدایت کی خوشخبری دیتے ہیں اور کافر جنات کے لئے جہنم کا ارشاد ہونے کا تذکرہ ہے۔ ابن رشد کہتے ہیں کہ ابن القاسم کے استدلال میں کوئی شبہ نہیں بالکل ظاہر ہے قاسطون کے معنی راہ حق سے ہٹا ہوا اور جنات میں کافر و مشرک یہود و نصاریٰ بتوں کے پوجنے والے ہر قسم کے لوگ ہیں۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ ”وَأَنَّا مَنَّا الْقَاسِطُونَ“ اس سے مراد مسلم جنات ہیں اور ”وَمِنَّا ذَا الْکُفْرِ“ سے مراد کافر و مشرک جنات ہیں۔ اور طرائق قدوٰ کے معنی مختلف مذاہب ہیں یعنی یہود و نصاریٰ مجوسی بتوں کے پوجنے والے۔ معین بن سنی فرماتے ہیں کہ خدا کی ہر مخلوق جن والنس کے علاوہ جہنم کی بیخ و بکار کو سستی ہے اور جن والنس پر ثواب و عتاب ہے۔

۲۳واں باب

کافر جنات کا جہنم میں جانا

تمام علما کا اتفاق ہے کہ کافر جنات آخرت میں معذب ہوں گے جیسا کہ قرآن کریم کی آیت میں ہے ”النار مثویٰ لهم“ یعنی جہنم ان کا ٹھکانا ہے اور سورۃ

بن میں آیت ہے ”وَالْأَنْفُسُ ظُلُمٌ لَّنَا لَنَجْزِيَ الْكَافِرِينَ فِيهَا جَزَاءً“ یعنی کافر و مشرک جنات جہنم کا ایندھن ہے۔

۲۴واں باب

مومن جنات کا جنت میں جانا

علمائے اس بارے میں چار اقوال ہیں اول یہ کہ وہ جنت میں جائیں گے مہرور علم کا مسکد بھی ہے ابن حزم نے اسی قول کو مل میں نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہمارا بھی یہی رائے ہے اس کے بعد علمائے اس میں اختلاف ہے کہ وہ جنت میں جا کر وہاں کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوں گے یا نہیں۔ حضرت مجاہد سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا جنات جنت میں جائیں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ جائیں گے لیکن وہ کھائیں گے نہیں بلکہ ان کو تسبیح و تقدیس الہام کی جائے گی اور اس میں ان کو وہ مزا آئے گا جو کھانے میں آتا ہے۔ حارث محاسبی فرماتے ہیں کہ جنات جنت میں جائیں گے ہم ان کو دیکھیں گے وہ ہم کو نہیں دیکھ سکیں گے جیسا کہ وہ دنیا میں ہم کو دیکھتے ہیں ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ جنت کے فناء میں رہیں گے انسان ان کو دیکھیں گے وہ انسانوں کو نہیں دیکھ سکتے امام مالک و شافعی و احمد و ابو یوسف و محمد رحمہم اللہ سے بھی یہی قول منقول ہے ابن تیمیہ نے بھی اس کو نقل کیا ہے ابن حزم نے امام ابو یوسف سے جو قول نقل کیا

ہے اس باب کے شروع میں یہ قول گذر چکا۔

ہے یہ اس کے خلاف ہے لیث ابن ابی سلیم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنات نہ جنت میں جائیں گے نہ جہنم میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابوالحسن کو جنت سے نکال دیا تھا دوبارہ نہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے نہ اس کی ذریت کو تیسرا قول یہ ہے کہ وہ اعراف میں رہیں گے اس میں ایک حدیث بھی ثابت ہے جس کا ذکر عنقریب آ رہا ہے چوتھا قول اس بارے میں توقف کرنا "قول اول کے قائلین نے چند طریقوں سے استدلال کیا۔

۱۔ قرآن وحدیث کی تصریحات جیسا کہ قرآن کریم کی آیت ہے "وازلفت الجنة للمتقين غیر بعید" یعنی جنت متقیوں کے قریب کر دی گئی ہے دوسری آیت میں ہے کہ متقیوں کے واسطے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جس کی سعادت زمین و آسمان کے برابر ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے جس نے خالص دل سے کلمہ توحید پڑھا وہ جنت میں جائے گا کیونکہ جنات جس طرح دعویداروں کے مخاطب ہیں اس طرح دعوہ دہ کے بھی بطریق اولیٰ مخاطب ہوں گے اور رب سے واضح دلیل قرآن کی آیت ہے "ولمن خاف مقام ربہم جنتان" (الحج) اس آیت میں جن و الن کو خطاب ہے اور اللہ تعالیٰ نے بطور احسان اس کا ذکر فرمایا ہے کہ ہم تم کو ایسی ایسی صفت کی جنت دیں گے پس یہ بات یقینی ہے کہ جب وہ ایمان لائیں گے تو یقیناً ان کو بھی بطور احسان جنت ضرور ملے گی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ رحمن صحابہ کے سامنے تلاوت فرمائی اور وہ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا کہ تم سے اچھا جواب جنات نے دیا تھا۔ جب میں نے ان کے سامنے اس کی تلاوت کی تھی جب بھی "فباي الا و ربكم" اکلہ زبان "کہا تھا تو وہ کہتے تھے کہ اے رب تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں ہم تیری کسی نعت کی نا شکری نہیں کرتے (ترمذی)

۲۔ ابن حزم نے استدلال کیا ہے قرآن کریم کی آیت ”اعدت للمتقين“ یعنی متقیوں کے واسطے جنت تیار ہے اور قرآن نے مومن جنات کا مقولہ ذکر کیا ہے ”واعمالنا معنا اھدیٰ امسنا بہ“ یعنی جب ہم کو ہدایت کی خبر ملی تو ہم ایمان لے آئے اور اس طرح ”قل اوحی الی“ الخ اور اسی طرح قرآن کی آیت ”ان الذین امنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ“ الخ اس آیت میں جنتیوں کی صفات ذکر کی ہے اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ ہے اور یہ وصف جن والوں سب کو شامل ہے اس سے ایک قسم مراد لینا ہرگز ممکن نہیں ہے اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی عام خبر بیان فرمادیں اور اس سے خاص مراد لیں اور اس کو بیان نہ فرمادیں یہ ایک گونہ تضاد بیانی ہے خدا تعالیٰ اس سے بری ہیں نیز اس کی تصریح کردی گئی ہے کہ جنت میں جانے والوں میں سے مومن جنات بھی ہیں۔

۳۔ ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ضمروہ ابن حبیب سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا جنات جنت میں جاویں گے آپ نے فرمایا کہ ہاں اور استدلال میں قرآن کی آیت ”لم یطمئن النّس قبلہم ولا جان“ تاوہ فرمائی جنیات جنوں کے لئے ہیں النیات انسانوں کے لئے ہیں اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ جنات بھی حوروں سے جماع کریں گے اور حوروں سے جماع کرنا جنت کے علاوہ ناممکن ہے پس ثابت ہو گیا کہ جنات جنت میں جاویں گے۔

۴۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مخلوق چار ہیں ایک مخلوق پوری جنتی ہے اور ایک پوری جہنمی ہے اور دو مخلوق جنتی و جہنمی ہیں پوری جنتی مخلوق ملائکہ ہیں اور پوری جہنمی شیاطین ہیں اور جنتی و جہنمی جن والوں ہیں۔ ان کے لئے ثواب و عتاب ہے۔

۵۔ عقلی طور پر بھی یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کفار جنات کو ڈرایا ہے

تو پھر کیا وجہ ہے کہ مومن جنات جنت میں نہ جاویں حالانکہ خدا تعالیٰ عادل و منصف ہیں
 علیم و کبیر ہیں اس پر اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ قرآن کریم میں ان ملائکہ کو بھی ڈرایا گیا ہے
 جو یوں کہیں کہ ہم خدا میں حالانکہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے اس کے چند جوابات
 دیئے گئے ہیں۔ اول یہ کہ اس سے مراد ابلیس ملعون ہے۔ ابن جریر نے ”وَنُفُلُ
 مَغْنَمِ الْاِیْمَنِ وَوَنَمِ“ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہ بات علاوہ شیطان کے کسی فرشتے
 نہیں کہی اس نے لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دی ایسے ملعون کے بارے میں یہ آیت
 نازل ہوئی ہے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خدا کا دشمن شیطان ہے۔ جب اس نے
 آدم کو سجدہ کرنے کے بارے میں حجت کی تھی تو اللہ نے اس کو مردود و شیطان قرار دے
 دیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم اس کو جہنم میں ڈالیں گے ملائکوں کا بدلہ یہی ہے (طبری)
 دوسرے یہ کہ اس آیت سے عموم بھی مراد لیں تو اس طرح کی بات ملائکہ سے صادر نہیں
 ہو سکتی بلکہ یہ تو شرط ہے اور شرط کا وقوع ضروری نہیں ہے اور یہ ایسے جیسا جیسا
 کہ قرآن کی آیت ”لَعَنَ الشَّرْكَ لَیْسَ بِطَیِّعٍ عَمَلُکَ“ اور جنات میں کافر ہیں اور جہنم
 میں ضرور جائیں گے۔

تیسرے اگرچہ ملائکہ علیہم السلام کو جنت نہیں ملے گی مگر ایک صحیح قول کی مطابقت
 ان کے مناسب ان کو نعمتیں ضرور ملیں گی۔ قول ثانی کے قائلین نے قرآن کے اس جملہ سے
 استدلال کیا ہے ”وَفِيْهِمْ لَهُمْ مِنْ عَذَابِ الْاِیْمِ“ اس میں دخول جنت کا ذکر نہیں ہے
 حالانکہ مقام کا تقاضا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جنت میں نہیں جائیں گے اس
 استدلال کے علمائے چند جوابات دیئے ہیں۔

۱۔ سکوت و عدم علم نفی کی دلیل نہیں ہے اگرچہ ان کے دخول جنت کے بارے میں
 سکوت کیا ہے اور کوئی اطلاع نہیں دیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جنت

میں نہیں جاتیں گے۔

۲۔ ”وَبِجُرْمِ مَنْ عَذَابُ الْعِیم“ یہ انہوں نے اس وقت کہا تھا جب اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرا رہے تھے اور جنت کا ذکر مقام بشارت میں آیا کرتا ہے۔

۳۔ یہ عبارت دخول جنت کی نفی کی مقتضی نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں جا بجا ہے کہ پہلے رسولوں نے اپنی قوم کو ڈرایا اور ان کے سامنے جنت کا تذکرہ نہیں کیا جیسا کہ حضرت نوح کے قصہ میں ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ تمہارے اوپر ایک دردناک بات کا اندیشہ کر رہا ہوں اور اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ انہوں نے بھی اپنی قوم کو خدا کے عذاب سے ڈرایا تھا اور بہت سے رسولوں کے قصوں میں ہے نیز تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ مومن جنات جنت میں جائیں گے

۴۔ ”وَبِجُرْمِ مَنْ عَذَابُ الْعِیم“ سے ہی پتہ چل رہا ہے کہ وہ جنت میں جاتیں گے کیونکہ جس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اس کو عذاب سے رہا کر دیا جائے گا اور وہ رسولوں کی شریعت کو ماننا ہوگا وہ بیشک جنت میں جائے گا۔ قون ثالث کے قائلین نے اس حدیث شریفہ سے استدلال کیا ہے جس کے راوی حضرت انس ہیں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن دو کافر جنات کو ثواب و عتاب ہوگا ہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ان کو ثواب کس طرح ملے گا آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ وہ اعراف میں رہیں گے۔ پھر ہم نے اعراف کے بارے میں دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اعراف جنت کی دیوار ہے اس میں نہریں جاری ہیں اور درخت وغیرہ بھی ہیں۔ حافظ ذہبی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا ہے کہ (هذا منكر جدا)

۲۵واں باب

مومن جنات کو جنت میں دیدار خداوندی کا حاصل ہونا

ابن عباسؓ نے اپنی کتاب قواعد صغرا میں تحریر فرمایا ہے کہ مومن جنات کو جنت میں دیدار خداوندی نصیب نہ ہوگا اور جنت میں رویت باری الانوں کے لئے خاص ہے۔ چونکہ جب ملائکہ علیہم السلام کو بھی دیدار باری تعالیٰ جنت میں نصیب نہ ہوگا تو یقیناً جنات کو بدرجہ اولیٰ نصیب نہ ہوگا ابن عبدالسلام نے بطور استدلال فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو معارف و علوم سے نوازا اور ان کو ایمان عطا فرمایا اپنی طاعت کی توفیق دی اور اس پر اپنی رضا مندی اور جنت کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا اور جبکہ قرآن میں ایسے لوگوں کو بشارتیں دیں اور اس قسم کی کسی چیز کا وعدہ ملائکہ سے نہیں فرمایا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ملائکہ علیہم السلام کے اجسام بشری اجسام سے بدرجہ اعلیٰ ہیں اور ان کی ارواح اگر معرفت خداوندی میں انسانی ارواح سے اکمل و اشرف ہوں تب تو یقیناً ان کا مرتبہ بڑا ہوگا اور اگر انسانی ارواح کے مساوی ہیں تو پھر ملائکہ کی فضیلت انسان پر صرف جسمانی ہوگی چونکہ ان کے اجسام نور سے بنائے گئے ہیں اور انسانی اجسام گوشت و خون کا مجموعہ ہیں اور چونکہ انسان سے خدا تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا اور اپنے دیدار کا وعدہ فرمایا اور اپنی قربت کا وعدہ فرمایا ہے تو اس حیثیت سے انسان ملائکہ سے افضل ہے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ کسی انسان کو معرفت خداوندی میں بھی ملائکہ سے فضیلت حاصل ہو جلتے تو وہ ملائکہ سے دونوں اعتبار سے افضل ہوگا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کی طاعات ملائکہ سے بڑھی ہوئی ہیں جیسا کہ جہاد کرنا، صبر کرنا، انقضی سے مجاہدہ کرنا امر بالمعروف

ہیں عین اللہ کرنا، امامت کافرین کا انجام دینا مصائب پر صبر کرنا، مشقتوں کو برداشت کرنا اور مشقت آمیز عبادات کرنا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بطور جزا ان کو خوشخبری دی اور اپنے دیدار کی خوشخبری دی اور اپنی رضا مندی کی خوشخبری دی اور یہ چیزیں ملائکہ کے لئے ثابت نہیں ہیں اگرچہ ملائکہ رات دن تسبیح کرتے رہتے ہیں چونکہ بعض مرتبہ ہلکا سا عمل بڑی سے بڑی تسبیح سے افضل بن جاتا ہے بعض سوتے ہوئے نماز پڑھنے والوں سے افضل ہوتے ہیں۔ نیز ارشاد خداوندی ہے کہ جو لوگ ایمان لاتے اور انہوں نے نیک کام کئے وہ بہترین مخلوق ہیں اور ملائکہ بھی مخلوق ہیں لہذا ان سے بھی بہتر ہوں گے۔ پس اگر کوئی یہ کہے کہ شاید ملائکہ خدا تعالیٰ کو دیکھ لیں گے جیسا کہ نیک لوگ دیکھیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ عامۃً ہی دیدار سے بہرہ اندوز نہیں ہونگے اس سے ثابت ہو گیا کہ دیدار خداوندی سے بہرہ اندوز ہونا یہ بشر ہی کا خاصہ ہے جنات ملائکہ اس سے مستثنیٰ ہیں بشر نام ہے اولاد آدم کا اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابو البشر ہیں۔ جیسا کہ صحیح حدیث شفاعت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ابو البشر ہیں۔ قرآن کریم کی آیت ”لا تدركه الابصار“ اس سے مومنین مستثنیٰ ہیں اور اس میں ملائکہ داخل ہیں اور یہ اپنے عہد کے اعتبار سے جنات کو بھی شامل ہے پس ثابت ہو گیا کہ جنات کو بھی جنت میں دیدار نہ ہوگا۔

۲۶واں باب

کیا جن کے پیچھے نماز ہو جائے گی
ابن ابی العیر فی حنبلی حراتی نے اپنے شیخ ابوالبقاء سے نقل کیا ہے کہ ان

سے کہہ رہے تھے، کیا کہ کیا جن کے پیچھے نماز ہو جائے گی انہوں نے کہا کہ ہاں کیونکہ وہ بھی مکلف ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف بھی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے جنہی حضرات کے نزدیک جن کے پیچھے نماز ہو جاتے گی۔

۲۷واں باب

جنات کے ساتھ جماعت منعقد ہونے کے بیان میں

امام احمد نے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ میں ہم چند آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا آج میرے ساتھ جنات کی تبلیغ کے لئے کون چلے گا۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا اور اپنے ساتھ ایک پانی کا برتن اٹھایا پس جب ہم مکہ کے باہر پہنچ گئے تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے جنات آگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک دائرہ بنادیا اور مجھے کم دیا کہ میرے آئے تک۔ اسی جگہ کھڑا رہنا اور آپ آگے تشریف لے گئے اور وہ جنات بھی آپ کے ساتھ ساتھ چل دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رات تک ان سے گفتگو میں مشغول رہے اور فجر کے وقت میرے پاس واپس تشریف لائے جب آپ نے مجھے کھڑا ہوا پایا تو فرمایا کہ اے ابن مسعود تو اس وقت کھڑا ہی ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ہی تو فرما کر گئے تھے کہ میرے آئے تک کھڑے رہنا پھر آپ نے دریافت کیا کہ کیا تیرے پاس پانی بھی ہے میں نے کہا کہ ہے جب برتن کھول کر دیکھا تو اس میں نمید تھی آپ نے فرمایا کہ کھجور طیب ہے اور پانی پاک ہے یعنی اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے آپ نے اسی سے وضو فرمایا جب اب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ کے پاس دو شخص آئے تو انہوں

نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہیں آپ نے ان کی صفیں بیٹھا کر اٹھیں اور ان کو نماز پڑھائی جب وہ نماز پڑھ کر چلے گئے میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! یہ کون تھے آپ نے جواب دیا کہ نصیبین کے جنات تھے ان میں آپس میں کچھ نزاع تھا اس کے لئے میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے کھانے کے بارے میں سوال کیا تھا میں نے انہیں لید اور ہڈی بتا دی ہے اور کہہ دیا ہے کہ ہر ہڈی تمہارے لیے پُر گوشت کر دی جائے گی اور ہر لید پر دانے پیدا کر دیئے جائیں گے اور اس وقت سے آپ نے ہم کو لید اور ہڈی سے استغنا کرنے سے منع فرما دیا یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اصل حدیث مشہور ہے اس میں کوئی نکارت نہیں ہے پہلے بھی گذر چکی ہے۔ سفیان ثوری نے سعید ابن جبیر سے ”وإن المساجد للثقلات عوا مع اللہ احدا“ کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ جنات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ کی مسجد میں کس طرح آسکتے ہیں اور کس طرح آکر آپ کے ساتھ نماز پڑھ سکتے ہیں حالانکہ ہم آپ سے دور رہتے ہیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کی ہیں ابن الصیرفی نے فرمایا ہے کہ جنات کے ساتھ جماعت منع ہو جاتی ہے۔

۲۸ واں باب

شیطان جن کے گزرنے سے نماز کا ٹوٹ جانا

جب جن نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز کے ٹوٹنے کے بارے میں امام احمد بن حنبل سے مختلف روایتیں ہیں ایک روایت میں ہے کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سیاہ کتے کے نماز کے سامنے سے

گزر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ سرخ سفید میں کیا فرق ہے ان کے گزرنے سے نہیں ٹوٹتی اور سیاہ کے گزر جانے سے ٹوٹ جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے اور جنات عموماً سیاہ کتے کی شکل میں ہی متشکل ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹتی اور یہ دونوں روایتیں ابن حامد نے نقل کی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ ایک جن آپ سے تعریف کرنے لگا تا کہ آپ کی نماز خراب کر دے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے آپ کی جمعیت غلط کو مشغول کرنا چاہا تھا یا یہ مطلب ہے کہ اس نے ایسی حرکتیں شروع کر دی تھیں کہ ان کو دفع کرنے کے لئے ایسے افعال کرنے پڑتے جو نماز کی حالت کے منافی تھے اور وہ افعال قطع صلوة کا سبب بنتے۔

۲۹واں باب

الان کا جنات کو مار دینے کا حکم

ابن ابی یلیک سے مروی ہے کہ ایک جن حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں دکھائی دیا کرتا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اس کو مروا دیا۔ پس خواب میں کسی نے کہا کہ اسے عائشہؓ تو نے ایک مومن بندہ کو مار دیا حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اگر مومن ہوتا تو ازواج مطہرات کے سامنے نہ آتا اس نے کہا کہ وہ تو اس وقت آتا تھا جب آپ لباس میں مستور ہوتیں اور وہ صرف قرآن سننے کی غرض سے آیا کرتا تھا جب صبح ہوتی تو حضرت عائشہؓ نے بارہ ہزار درہم مسکین کو تقسیم کئے (رواہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ)۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ایک سانپ نکلا آپ نے اس کو مار دیا پس خواب میں وہ جن آیا

اور اس نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سنا تھا۔ صبح کو حضرت عائشہ نے یمن سے چالیس غلام منگائے اور ان سب کو آزاد کر دیا۔ حضرت ابوسعید سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں کچھ مومن جنات بھی ہیں جب تم کسی کیرے کوڑے کو دیکھو تو اس کو تین بار آگاہ کر دو اگر پھر بھی نہ جلتے تو مار ڈالو (ترمذی، اسانی) مسیح مسلم میں ایک نوجوان کا واقعہ ہے کہ اس کی نئی شادی ہوئی تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خندق کھودانے میں شریک ہوتا تھا اور دوسرے کو اپنے گھر آجایا کرتا تھا ایک روز جب گھر آیا اور اپنی بیوی کو گھر کے دروازے پر پایا اس کو غیرت آئی اور بیوی کو نیزے سے مارنا چاہا بیوی نے کہا کہ میرے مارنے سے پہلے گھر میں جا کر دیکھ لیا ہے وہ گھر میں گیا جا کر دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ بستر پر پڑا ہوا ہے اس پر نیزے سے حملہ کیا اور اس کو نیزے کی نوک پر اٹھا کر باہر لا کر مارنا شروع کیا اس نے مضطرب ہو کر اس جوان کے کاٹ لیا اور اسی موقع پر دونوں مر گئے۔ ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ ناحق جن کو مارنا جائز نہیں ہے جس طرح کہ انسان کو ناحق مارنا جائز نہیں ہے ظلم ہر حال میں حرام ہے کسی کو کسی پر ظلم کرنے کا حق نہیں ہے اگرچہ مظلوم کافر ہو۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تم کو نا انصافی پر آمادہ نہ کر دے انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے (الخ)۔ جنات مختلف صورتوں میں آتے ہیں گھروں میں نکلنے والے سانپ بعض مرتبہ جنات میں سے ہوتے ہیں ان کو تین مرتبہ اطلاع کر دی جلتے اگر چلے جائیں تو بہتر ورنہ مار دیا جائے کیونکہ اگر وہ حقیقی سانپ ہے تو اس کا مارنا بہتر اور اگر وہ جن ہے تو اس نے ظلم پر اصرار کیا کہ انسان کے سامنے ایسی صورت میں آیا جس سے وہ خوف کرتا ہے۔ ظالم کے ظلم کو اس طرح پر ختم کیا جائے کہ آئندہ اس کو ظلم کا موقع نہ ملے اگرچہ وہ اس کے قتل کرنے کی صورت میں ہو اہل البتہ باوجود ان کو قتل کرنا مکرر جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۳۰واں باب

جنات کے نکاح کا بیان

شروع میں گذر چکا ہے کہ جنات نکاح کرتے ہیں اس میں انسان کا جنات کے ساتھ کرنا اس کو بیان کرنا مقصود ہے یہاں پر دو باتیں ہیں اول انسان کا نکاح جنات کے ساتھ ممکن ہے یا نہیں اور اس کا وقوع بھی ہوا ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں جنات کا انسان کے ساتھ نکاح کرنا یا انسان کا جنات کے ساتھ نکاح کرنا یہ ممکن ہے۔ ثلثی نے فرمایا ہے کہ علمائے کبار نے کہا ہے کہ نکاح و جماع جن والسن کے درمیان واقع ہو جاتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کہا کہ تو ان کے اسواں و اولاد میں شریک ہو جا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا اور خدا کا نام نہیں لیتا تو شیطان اس کے آئہ تناسل سے جمٹ کر اس کے ساتھ اس کی بیوی سے جماع کرتا ہے اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی سے حالت حیض میں جماع کرتا ہے تو شیطان اس سے سبقت لے جاتا ہے اور وہ حاملہ ہو کر مخنث اولاد جننی ہے اور مخنث اولاد شیطان میں سے ہوتے ہیں (ابن جریر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح جنات سے منع فرمایا ہے۔ فقہا کرام کا ارشاد ہے کہ جن والسن میں مناکحت جائز نہیں ہے اور بہت سے تابعین نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔ ان سب سے پتہ چلتا ہے کہ جن والسن میں مناکحت ممکن ہے تب ہی تو اس پر شرعی حکم لگایا گیا ہے ورنہ ناممکن چیز پر شرعی حکم جواز و عدم جواز کے بارے میں نہیں لگتا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جنات کا عنصر تخلیقی ناز ہے اور انسان عناصر اربعہ سے پیدا ہوا ہے پس جب صلب انسان سے نطفہ انسانی نکل کر رحم جنیہ

میں پہنچے گا تو وہ حرارت ناریہ کی شدت سے مضمحل ہو کر رہ جائے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نطفہ انسانی رحم جنینہ میں ایک آن بھی نہیں رہ سکتا پس مضمحل انسان جنینہ سے مجامعت کس طرح کر سکتا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ سوال مجھ سے کیا گیا تھا اس کی وجہ سے مجھ کو یہ تالیف کرنی پڑی جیسا کہ شروع مقدمہ میں گذر چکا ہے اس کے جواب کے چند طریقے ہیں۔

۱۔ اگرچہ جنات کا حقیقی عنصر تخلیقی ناریہ ہے مگر وہ اکل و شرب اور تولد و تناسل کی وجہ سے حقیقت ناریہ سے ظاہری طور پر منتقل ہو گئے ہیں جیسا کہ انسان اس کا حقیقی عنصر تخلیقی مٹی ہے مگر وہ بھی اوصاف مذکورہ کی وجہ سے ظاہری طور پر حقیقت ناریہ سے منتقل ہوں گے علاوہ ازیں صرف ابوالحسن ناریہ سے پیدا ہوا ہے جیسا کہ ابوالاس مٹی سے پیدا ہوئے ہیں لیکن دیگر جنات وہ حقیقتاً آگ سے پیدا نہیں ہوئے جیسا کہ دیگر انسان حقیقتاً مٹی سے پیدا نہیں ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک شیطان نے آپ کی نماز خراب کرنی چاہی آپ نے اس کو پکڑ کر اس کا گلہ گھونٹ دیا اور آپ نے اس کے لعاب دہن کی بردت اپنے ہاتھ پر محسوس فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں برابر اس کا گلہ گھونٹے رہا یہاں تک کہ اس کا تھوک ٹھنڈا میں نے محسوس کیا اس میں صریح دلیل ہے کہ ان کا عنصر ناری مقبل ہو گیا چونکہ عنصر ناری کے ہوتے ہوئے بردت کہاں سے آتی تیسرے باب میں اس کا تفصیلی بیان گذر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جاوے۔ جب کسی پر جنات آتے ہیں تو اس کے بدن میں داخل ہو کر اثر کرتے ہیں اسی طرح شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح دوران کرتا ہے اگر ان کا عنصر ناری مقبل نہ ہوتا تو یہ دونوں قسم کے آدمی جل کر خاک ہو جاتے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ایک جن ہماری لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ شرعی

شرعی اعتبار سے تو کوئی حرج نظر نہیں آتا لیکن میں اس کو اس وجہ سے ناپسند کرتا ہوں کہ جب اس قسم کی عورت حاملہ ہو جاتے گی اور لوگ اس سے دریافت کریں گے کہ تیرا شوہر کون ہے تو وہ یوں کہے کہ جن تو اس سے اسلام میں فساد پیدا ہو جاتے گا۔ امام مالکؒ کا یہ ارشاد ابو عثمان سعید ابن العباس رازیؒ نے اپنی کتاب مکتب الامہام والوسوسۃ فی باب نکاح الجن میں نقل کیا ہے۔

۲۔ ہم مانتے ہیں کہ علق ناممکن ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وطی بھی ناممکن ہو حقیقی اعتبار سے اور شرعی اعتبار سے کیونکہ مغیورہ (جسے عین آنا ہو چلے کہ جب) اور باخجوان سے علق نہیں ہوتا اور اس طرح بانجھ مرد سے اطلاق ممکن نہیں مگر نکاح ان سب کیلئے مشروع ہے کیونکہ نکاح اگرچہ تکثیر نسل کے لئے کیا جاتا ہے مگر کبھی یہ عرض حاصل نہیں بھی ہوتی۔

۳۔ قائل کا یہ قول کہ اگر وطی ممکن ہو تو نکاح جائز ہو یہ لازم نہیں کیونکہ وغیبات اور مجربات ان سے وطی کرنا ممکن ہے مگر نکاح حلال نہیں اسی طرح محارم اور ممنوعات ان سے وطی کرنا ممکن ہے مگر نکاح حلال نہیں اور مانع ہو جزیرہ کا اسی کے اعتبار سے ہوتا ہے جن دالہ کا آپس میں نکاح کرتا اس کے ممنوع ہونے کی وجہ یا تو اختلاف جنس ہے یا مقصد کا حاصل نہ ہونا جیسا کہ مضرب آراء ہے یا شریعت کی طرف سے اجازت کا نہ ہونا اختلاف جنس تو ظاہر قطع نظر کرتے ہوئے جماع و علق سے (جنات کے نکاح سے مقصد حاصل نہ ہونا) اللہ تعالیٰ نے ہم پر ہماری ہی جنس سے ازواج پیدا فرما کر احسان فرمایا ہے تاکہ اس سے ہم کو سکون حاصل ہو اور ہمارے درمیان الفت و رحمت پیدا فرمادی ہے جیسا کہ سورۃ نسا میں اور سورۃ اعراف میں اسی کا تذکرہ ہے اور قرآن کریم میں چند جگہ اور اس کا تذکرہ موجود ہے کہ ہم نے تمہارے ہی اندر سے تمہاری ہی جنس سے تمہارے سکون کے لئے تمہاری بیویاں پیدا کی ہیں اور ظاہر ہے کہ جنات

زنجاری جنس سے ہیں اور نہ ہمارے اندران کا شمار ہے لہذا ان کی عورتیں ہماری بیویاں نہیں بن سکتیں عرض کے قوت ہونے کی وجہ سے یعنی سکون کا حاصل نہ ہونا چونکہ ان کے بیویاں بنانے کی عرض بھی ہے کہ ابن آدم آپس میں سکون سے رہیں پس مانع شرعی جن و انس کے نکاح سے وہ عدم سکون ہی ہے ہاں اگر کوئی جہنہ کسی انسان پر فریفتہ ہو جائے اور اس کی طرف اس کا میلان بڑھ جاتے اور وہ انسان اس سے شادی کرنے پر آمادہ ہو جائے تو اس وقت اس کا نکاح کرنا خوف کی وجہ سے ہوگا کیونکہ اگر وہ شادی نہیں کرے گا تو وہ اس کو ستائے گی اور بعض مرتبہ ہلاک بھی کر دیتی ہے انسان اگرچہ اس سے شادی کرے گا مگر پھر بھی ہمیشہ اس سے ہراساں ہی رہے گا اور اس کو سکون نہیں مل سکتا اور یہ حالت مقصد نکاح کے بالکل منافی ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے زوجین میں مودت و الفت پیدا کی ہے اور جب زوجین جن و انس میں سے ہوں گے تو سکون نہیں مل سکتا کیونکہ جن و انس میں دشمنی رہتی ہے اتفاق و مودت قائم نہیں ہو سکتی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ تم زمین پر اترو تم میں آپس میں دشمنی و عداوت رہے گی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے طاعون کے بارے میں کہ یہ دشمن شیطان کا نیزہ مارنا ہے۔ اور چونکہ جنات کی پیدائش آگ سے ہوتی ہے لہذا وہ تو اپنی اصل ہی کے تابع رہیں گے۔ صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کی حدیث ہے کہ ایک رات مدینہ میں کسی کے گھر میں آگ لگ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری دشمنی ہے جب تم سویا کر د آگ بجھا دیا کرو پس جب آگ ہماری دشمن ہوئی تو جو چیز اس سے پیدا ہوگی وہ بھی اپنی اصل کے تابع ہو کر دشمن ہی رہے گی۔ لہذا جب نکاح کا مقصد منتفی ہو گیا یعنی زوجین میں سے ایک کا دوسرے سے سکون حاصل کرنا اور مودت و رحمت کا حاصل ہونا پس اس کا وسیلہ یعنی جواز نکاح خود بخود منتفی ہو جائے گا اور شرعی اعتبار سے نکاح بین الجن والانس کا جائز

نہ ہونا قرآن کریم کی آیت ہے کہ تم کو جو عورت پسند ہو اس سے شادی کر دو قرآن کریم نے لفظ "نساء" استعمال کیا ہے جیسا کہ "فانکحوا مطاب لکم من النساء مثنیٰ" (النح) اور لفظ نساء صرف بناتِ آدم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور لفظ رجال جو سورہ جن میں بتایا کے لئے بولا گیا ہے وہ صرف صفتِ مشاکلتہ کی وجہ سے ورنہ یہ بنو آدم کے لئے خاص ہے اور بھی چند جگہ قرآن کریم میں لفظ ازواج بولا گیا ہے اور بنو آدم کی ازواج وہی ہیں جو ان کی جنس سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے نکاح کی اجازت ہے اور ان کے علاوہ زندہ ازواج بنی آدم ہیں اور نہ ان سے نکاح کی اجازت ہے۔

فصل

جن والوں کے نکاح کا وقوع ہوا ہے۔

شروع باب میں ذکر کیا تھا کہ اس باب میں درجہ کلام ہے اول جن والوں کا نکاح ممکن ہونا اور اس کا واقع ہونا اس فصل میں چند حکایات ہیں کہ جنات کا انسان سے نکاح واقع ہوا ہے۔

عثمان ابن سعید داری نے قصہ نقل کیا ہے کہ ایک جن کسی لڑکی پر عاشق ہو گیا اور اس نے اس کے اولیاء سے نکاح کی درخواست کی پس انہوں نے اس کی شادی کر دی اور وہ ان کے سامنے آکر باتیں کرتا تھا لوگوں نے اس سے معلوم کیا کہ تم کیسے ہو اس نے کہا کہ تم جیسے ہی ہیں اور تمہاری ہی طرح قبیلے ہیں۔ لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم میں اہل بدعت بھی ہیں اس نے کہا کہ ہاں قدر یہ بھی ہیں شیعہ بھی ہیں مرتبہ بھی ہیں۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو کس جماعت سے ہے اس نے کہا کہ میں مرجئہ میں سے ہوں۔

ابو معاویہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے امش کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہماری ایک

لڑکی سے ایک جن نے شادی کی ہم نے اس سے معلوم کیا کہ تمہیں کیا کھانا پسند ہے اس نے کہا کہ چاول ہم اس کے سامنے چاول بنا کر لائے پس ہم کو لقمے اٹھتے نظر آ رہے تھے اور کوئی نظر نہیں آ رہا تھا ہم نے معلوم کیا کہ کیا تم میں اہل بدعت بھی ہیں اس نے کہا کہ ہاں ہم نے پوچھا کہ شیعہ کو کیسے سمجھتے ہو اس نے کہا کہ سب سے بڑے سمجھتے ہیں۔ علامہ حنفی نے فرمایا کہ اس قصہ کی سنجیدہ ہے حضرت امش سے یہی قصہ دوسری سند سے بھی مروی ہے۔ ابو یوسف مروی فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت ایک مرد کے آئی اور آکر کہا کہ ہم نے تمہارے قریب ہی پڑاؤ کیا ہے تو مجھ سے شادی کر لے پس اس نے اس سے شادی کر لی پھر دوبارہ اس کے پاس آئی اور کہا کہ ہمارے چلنے کا وقت قریب ہے تو مجھ کو طلاق دے دے یہ عورت اس کے پاس رات کو آیا کرتی تھی ایک روز وہ شخص کسی راستہ پر جا رہا تھا اس نے دیکھا کہ وہی عورت گرتے ہوئے دانے اٹھا رہی ہے اس مرد نے کہا تو ہی دانے تلاش کر رہی ہے یہ سن کر اس عورت نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھا پھر اپنی آنکھ اس کی طرف کی اور اس نے پوچھا کہ کون سی آنکھ سے دیکھا ہے تو نے مجھ کو اس نے ایک آنکھ کی طرف اشارہ کیا اس عورت نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اس کی آنکھ جاتی رہی۔ جہاں الدین رازی حنفی فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ اپنے سسرال جا رہا تھا جب ہم بصرہ کو عبور کر لیا تو بارش شروع ہو گئی اور ہم ایک غار میں چلے گئے اور میں سو گیا پس اچانک مجھ کو ایسا لگا کہ کوئی مجھ کو بیدار کر رہا تھا میری آنکھ کھل گئی دیکھتا کیا ہوں کہ ایک عورت ایک آنکھ والی کھڑی ہوتی ہے میں اس کو دیکھ کر لرزہ بر اندام ہو گیا اس نے کہا کہ ڈر دست میں اس لئے آئی ہوں کہ میری ایک لڑکی نہایت حسین ہے تو اس سے شادی کر لے میں نے اس سے ڈرتے

لے ایک جگہ کا نام ہے۔

ہوئے کہا کہ مجھ کو منظور ہے اس وقت بہت سے لوگ اسی جیسے آتے ان میں قاضی بھی تھا گواہ بھی تھے خطبہ پڑھ کر میرا عقد کر دیا اور چلے گئے وہ عورت ایک نہایت حسین لڑکی کو لے کر حاضر ہوئی مگر اس کی آنکھ اس کی ماں کی طرح تھی اور میرے پاس چھوڑ کر چلی گئی میری وحشت اور خوف بڑھتی جا رہی تھی اور شرم کی وجہ سے کنکریاں پھینک رہا تھا جب میرے ساتھی بیدار ہوئے سب نے بل کر دعا کی پھر ہمارے چلنے کا وقت قریب آگیا اور وہ لڑکی بھی میرے ساتھ چل دی اور میں دن تک رہی جب چوتھا روز ہوا پھر اس کی ماں آئی اور اس نے کہا کہ شاید تجھ کو یہ لڑکی پسند نہیں ہے اور تو اس سے الگ ہونا چاہتا ہے میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اس کو طلاق دیدے میں نے طلاق دیدی اور وہ دونوں چلی گئیں اور پھر مجھ کو نظر نہیں پڑیں یہ حکایت بھی صحیح الاسناد ہے صاحب کتاب نے ہی تحقیق کی ہے۔

بلقیس کے والدین کے بارے میں کہا گیا کہ ان میں سے کوئی ایک جنات میں سے تھا کبھی نے فرمایا ہے کہ اس کا باپ بڑے بادشاہوں میں سے تھا اور اس کے بھائی یمن کے بادشاہ تھے وہ خود کہا کرتا تھا کہ میرے مقابلہ کا بادشاہ آس پاس میں نہیں ہے اس نے ایک جن عورت سے شادی کی تھی جس کا نام ریحانہ تھا اس کے بطن سے بلقیس پیدا ہوئی تھی اور اس نے اس کا نام بلقرہ رکھا تھا بلقیس کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ایڑی پیچھے سے جانوروں کے کھڑی طرح تھی اسی واسطے سلیمان علیہ السلام نے شیشے کا عمل بنوایا تھا جب وہ اس میں داخل ہوئی تو اس نے سمجھا کہ یہ پانی ہے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں ان پر ہلکے ہلکے بال کھڑے تھے سلیمان علیہ السلام نے اس کی عقل آزمانے کے لئے ہی اس کا تخت منگایا تھا پھر وہ اسلام لے آئی سلیمان علیہ السلام نے اس سے شادی کا ارادہ فرمایا شاپین کو حکم دیا کہ انہوں نے حمام تیار کیا اور بالصفائیاری اور اس نے پنڈلیاں اس سے صاف کر دیں اور وہ

چاندی کی طرح چمکنے لگی پس آپ نے اس سے شادی کر لی اور اس کو اس کا ملک واپس لینے کا ارادہ فرمایا اور واپس کر دیا اور شیاطین کو حکم دیا انہوں نے بے نظیر محل تیار کئے۔ جن میں سے عثمان اور عتیق بھی ہیں اور آپ ہر ماہ اس کے پاس جایا کرتے تھے اور آپ کے مرنے تک اس کا ملک باقی رہا پھر ختم ہو گیا۔ ابو منصور فقہ اللفقیہ میں فرماتے ہیں کہ انسان اور جنیہ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو خنس کہتے ہیں اور انسان اور چڑیل سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو مخلوق کہتے ہیں۔

فصل

جن دانس کے نکاح کا شرعی حکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح جنات سے منع فرمایا ہے اور تابعین کی ایک جماعت سے اس کی کراہت مروی ہے۔ امام زہری سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح جنات سے منع فرمایا ہے یہ حدیث مرسل ہے حضرت حکم تابعی نکاح جنات کو مکروہ کہتے ہیں حضرت قتادہ بھی جنات سے نکاح کو مکروہ کہتے ہیں اور حضرت حسن بصری بھی مکروہ کہا کرتے تھے۔ عقبہ بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حسن بصری کے پاس آیا اور کہا کہ ایک جن ہماری لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہ کرنا اور اس کا اکرام مت کرنا پھر اس آدمی نے حضرت قتادہ سے ذکر کیا انہوں نے بھی کہا کہ مت کرنا اور جب وہ تمہارے پاس آتے تو اس سے کہو کہ تو ہم کو اگر کیوں پریشان کرنا ہے اگر تو مسلمان ہے تو ہرگز نہ مت آنا پس جب رات ہوئی وہ جن آیا اور اس نے حضرت حسن اور حضرت قتادہ کا جواب دہرایا اور گھر والوں نے اس کو دہی بات کہا وہ چلا گیا پھر نہیں آیا۔ سعید بن عباس رازی حجاج ابن ارطاة اور ابو حمزہ ثقفی ان تینوں حضرات نے بھی حکم سے کراہت کا قول نقل کیا ہے۔ عرب نے حضرت اسحاق سے

دریافت کیا کہ ایک آدمی دریا میں کشتی پر جا رہا تھا اس کو جنات نے پریشان کیا اس نے جہنہ سے نکاح کر لیا آپ نے جواب دیا کہ جن سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔ ابن ابی الدینا نے بھی عقبہ اہم اور قتادہ سے کراہت کا قول نقل کیا ہے شیخ جمال الدین سمجستانی ائمہ حنفیہ میں سے ہیں اپنی کتاب منیۃ المقلی میں فتاویٰ سراجیہ سے نقل کیا ہے کہ جن والنس میں مناکحت اور اس طرح پانی کے انسان سے مناکحت جائز نہیں ہے اختلاف جنس کی وجہ سے۔

شیخ نجم الدین زامہ ہی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ جن بصری سے کسی نے دریافت کیا کہ جہنہ سے نکاح جائز ہے آپ نے کہا کہ دو گواہوں کی موجودگی میں جائز ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہرگز جائز نہیں۔ علامہ فرماتے ہیں کہ یہ مسائل ہی اجماع ہے حضرت جن ایسی غلط بات کبھی نہیں فرما سکتے مگر ان سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح جنات ممکن ہے تب ہی تو علمائے اس کے احکامات ذکر کیے ہیں۔ کتب ابن مالک انصاری فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک شیخ نے کہا آدمی کو دیکھا اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا اس نے اس لڑکے کو دھکیلا اور ماں کی گالی دیا اس آدمی نے کہا کہ ایسا مت کہو میں تم کو اس کا اور اس کی والدہ کا قصہ سناتا ہوں ایک مرتبہ میں کشتی میں جا رہا تھا اتفاقاً وہ کشتی ٹوٹ گئی میں ایک تختے پر بیٹھ کر ایک جریر سے میں جاتا رہا اور وہاں کچھ مدت گذری ایک رات کو نہ کھتا کیا ہوں کچھ لڑکیاں دریا سے نکلیں ان کے پاس ایک ایک موقی تھا وہ اس کو پھینکتی تھیں اور اس کی روشنی میں دوڑتی تھیں اور ان کی عجیب و غریب گنگناہٹ تھی میرے دل میں دوسرے پیدا ہو کہ ان میں سے کسی کو پکڑ لوں جب دوسری رات کو آئیں میں ایک درخت کی جڑ میں چھپ کر بیٹھ گیا جب انہوں نے کھیل شروع کیا میں نے ان میں سے ایک کے بال پکڑ لیے اور اس کے بال جھول کی طرح اس کو ڈھانپے ہوئے تھے اور میں نے لاکر اس کو درخت سے بانڈھ دیا۔

اور اس سے وطن کی اور وہ حاملہ ہو گئی اور میں اس کو برابر پکڑے رہا یہاں تک کہ اس نے اس بچے کو ایک سال تک دودھ پلایا پھر اس کو چھوڑنے کا ارادہ کیا مگر یہ سوچا کہ کہیں یہ بچہ ضائع نہ ہو جائے اور جب دودھ چھوڑنے کا وقت ہو گیا اور وہ بچہ کھانے لگا اس وقت اس کو رہا کیا اور اس نے اس مدت میں نہ میرے سے کلام کیا اور نہ مجھ کو کوئی تکلیف دی بلکہ خوشی بچہ کی پرورش کی جب میں نے اس کو رہا کر دیا وہ فوراً دریا میں کود پڑی اور میں بہت جلدی سے اسی تختہ پر بیٹھ کر اپنے وطن واپس آ گیا وہ بچہ بھی ہے اور یہ قصہ ہے اس کی ماں کا۔

شیخ جمال الدین عبدالرحیم نے قاضی ابوالقاسم سے جنات کے بارے میں چند سوالات کئے تھے وہ سوال و جواب درج ہیں

۱۔ جنات سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں بر تقدیر جواز اس سے چند سوالات متفرع ہوتے ہیں۔ کیا اس کو اپنے ہی گھر میں رہنے کی تاکید کرنی جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس کو مختلف صورتوں میں مشکل ہونے سے روک سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا صحت نکاح کے لئے اس کے ولی کی اجازت مشروط ہے یا نہیں؟ اور کیا قاضی جنات میں سے ہونا، ضروری ہے یا نہیں؟ اور جب وہ دوسری شکل میں آوے اور یوں کہے کہ میں تیرا بیوی ہی ہوں اس پر اعتماد کر کے اس سے وطن کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا اس کے فقے کے لئے ان کا کھانا ہڈی وغیرہ مہیا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ جبکہ وہ دوسری چیزیں بھی استعمال کر لیتی ہو۔ یہ چند سوال بر تقدیر صحت نکاح جنات پر متفرع ہوتے ہیں۔

جواب :- کسی جہنہ سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ ہم نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے ازواج پیدا کی ہیں۔ سورۃ روم میں ہے کہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے ازواج تمہاری ہی جنس سے پیدا کئے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری جنس و نوع سے

تم جیسے نقشے والی یعنی آدمیوں میں سے عورتیں بنائی ہیں۔ اور جیسا کہ قرآن کریم کی ایک اور آیت میں ہے کہ ہم نے تم ہی میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی آدمیوں میں سے اور عقلی طور پر بھی یہ بات واضح ہے کہ جس قسم کی عورتوں سے نکاح جائز ہے وہ نسبی اعتبار سے درہن جیسا کہ پھوپھی کی لڑکی اور ماموں کی لڑکی اور جو عورتیں نسبی اعتبار سے قریب ہیں ان سے نکاح جائز نہیں ہے جیسا کہ زوجہ کے اصول و فروع اور یہ حرمت قربت نسب کی وجہ سے ہے اور ظاہر ہے کہ جن و انس میں نہ جنسی اعتبار سے اتحاد ہے اور نہ نسبی اعتبار سے قرب و بعد ہے بلکہ دونوں کی جنس بالکل علیحدہ ہے لہذا ان کی عورتیں انسان کے نکاح میں اور انسان کی عورتیں ان کے نکاح میں شرعی اعتبار سے ہرگز نہیں آسکتیں البتہ جنات کے وجود پر ایمان لانا واجب ہے اور یہ بھی صحیح روایات سے ثابت ہے کہ وہ کھاتے بھی ہیں پیتے بھی ہیں اور آپس میں نکاح وغیرہ بھی کرتے ہیں اور یہ پیچھے گزر چکا ہے کہ بلقیس کی ماں جنات میں سے تھی اور جب آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیاطین اس کے ساتھ شریک جماع ہو جاتے ہیں یہی مراد ہے قرآن کریم کے ارشاد کی کہ شیطان ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ جنات و شیاطین جماع کرتے ہیں اور عورتوں کی محنت قرآن کریم نے بیان کی ہے کہ ان کو کسی جن و انس سے مس نہیں کیا ہوگا اس سے بھی اسی طرف اشارہ ہے ابو داؤد و شریف میں حدیث ہے کہ جنات کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے محمد اپنی امت کو منع کرو کہ وہ ہڈی اور لید یا کوئلہ سے استنجانہ نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے اندر ہماری روزی پیدا فرماتے ہیں اور سلم شریف میں ہے کہ جس ہڈی پر خدا کا نام لیا جاتا ہے وہ ان کے لئے پر گوشت کر دی جاتی ہے اور لید ان کے جانوروں کا چارہ ہے لہذا تم لید اور ہڈی سے استنجاست کیا کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کا کھانا ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ہڈی میں کیا بات ہے کہ اس سے استغفار
 کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ یہ جنات کا کھانا ہے اور میرے پاس نصیب
 کے جنات کا وہ کیا تھا وہ اچھے جن تھے مجھ سے انہوں نے کھانے کی درخواست کی میں نے خدا
 تعالیٰ سے دعا کی پس ان کے لئے ہر ہڈی میں گوشت پیدا کر دیا جاتا ہے۔ پہلے حضرت عائشہ
 کا ارشاد گزر چکا ہے کہ ان کے خاندان کی کسی لڑکی سے کسی جن نے شادی کی تھی اور ایک
 روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ اس شادی میں شریک بھی ہوتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ ان کے نزدیک جنات سے شادی کرنا جائز ہے کیونکہ اگر حرام ہوتا تو آپ کیوں شریک ہوتے
 ظہار اعلیٰ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے کوئی جہنم عورت دیدے تاکہ اس سے نکاح کر لوں۔
 لوگوں نے کہا کہ اس سے کیا ہوگا آپ نے جواب دیا کہ سفر میں میرے ساتھ رہا کرے گی اور
 میری رہنمائی کیا کرے گی اور شروع میں حضرت امام مالک کا ارشاد گزر چکا ہے کہ آپ نے
 کہا تھا کہ کچھ حرج نہیں مگر فساد فی الاسلام کی وجہ سے میں پسند نہیں کرتا اس سے بھی معلوم
 ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی جائز ہے مگر وہ فساد فی الاسلام کی وجہ سے مکروہ کہتے ہیں

۳۱ واں باب

جنات کا انسانی عورتوں سے تعرض کرنا

جویر ابن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب قسطنطینؓ برا اس وقت میں ایک راستہ میں
 جا رہا تھا۔ میں نے ”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ پڑھا ایک آتش پرست نے سن کر کہا
 کہ میں نے جب یہ کلمات آسمان سے سنے تھے اس وقت سے آج سن رہا ہوں میں
 نے اس سے کہا کہ یہ کیسے اس نے کہا کہ میں بادشاہوں کے پاس جایا کرتا تھا ایک مرتبہ
 میں کمری کے پاس گیا جب وہاں سے واپس گھر آیا تو میری بیوی کو میرے آنے کی کوئی

خوشی نہیں برتی جیسا کہ شہر کے آنے سے ہوا کرتی ہے میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے اس نے کہا کہ تو میرے پاس سے گیا کب تھا روز ہمیں رہتا ہے جب ہمارے درمیان یہ بات ہو رہی تھی اس وقت ایک جن آیا اور اس نے کہا کہ یہ عورت ایک دن تیرے پاس رہے گی اور ایک دن میرے پاس رہے گی ایک روز وہ آیا اور اس نے کہا کہ میں ان جنات میں سے ہوں جو آسمان پر فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے چڑھتے ہیں اور آج میرا نمبر ہے اگر تو میرے ساتھ چلنا چاہتا ہے تو چل میں نے کہا کہ چلوں گا جب رات ہوتی وہ آیا اور مجھ کو اپنی پیٹھ پر لا کر چل دیا اور مجھ کو کہا کہ میری پیٹھ سے چمٹ جا اور تجھ کو بہت سی خوفناک چیزیں نظر آئیں گی مگر مجھ کو چھوڑنا مت ورنہ ہلاک ہو جائے گا پس وہ آسمان پر چڑھے اور آسمان سے بل گئے اس وقت کسی کہنے والے نے کہا "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" اس کے سننے ہی وہ جنگلوں میں اور پہاڑوں میں جا پڑے اور میں نے یہ کلمات یاد کر لئے جب صبح ہوئی میں اپنے گھر آیا اس کے بعد وہ جن آیا میں نے بھی یہی کلمات پڑھ دیئے ان کے پڑھنے ہی وہ کانپنے لگا اور گھر سے بھاگ گیا پس جب وہ آتا میں ان کلمات کو پڑھ دیتا پھر اس نے آنا بند کر دیا اس قصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین انسان کی عورت سے تعرض کرتے ہیں اور جب یہ آدمی چلا جائے تو وہ شیطان اس کی شکل بنا کر اس کی بیوی کے پاس رہا کرتا تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا تھا اچانک میری بیوی نے آواز دی میں گیا اس نے ایک سانپ کی طرف اشارہ کیا اور اس سانپ کو میں نے ایک مرتبہ جنگل میں بھی دیکھا تھا اور یہ بعینہ وہی تھا میں نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ اگر آئندہ تجھ کو میں نے یہاں دیکھا تو تجھ کو مار ڈالوں گا یہ سننے ہی وہ چلا گیا میں نے ایک آدمی کو اس کے پیچھے لگا دیا کہ دیکھنا یہ کہاں جانے گا پس

وہ سانپ مسجد میں گیا اور منبر پر چڑھ کر اڑ گیا اور پھر غائب ہو گیا۔ اس قسم کے اور بھی بہت سے قصے ہیں جو متفرق الاباب میں آئیں گے۔

۳۲واں باب

بعض جنات کا بعض کو انسانی خورتوں کے تعرض سے روکنا

حسن ابن حسن فرماتے ہیں کہ ربیع بنت معوذ بن غفرار کے پاس کوئی بات معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوا انہوں نے ایک قصہ سنایا کہ میں اپنی قیامگاہ میں بیٹھی ہوئی تھی اچانک میرے مکان کی چھت ٹٹ ہوئی اور اس میں سے ایک سیاہ فام گدھے کی شکل کا جن نوردار ہوا اسی جیسا ڈراؤنا اور بد صورت میں نے کوئی نہیں دیکھا پس وہ برسے ارادے سے میرے قریب ہونے لگا اسی اثناء میں اس کے پیچھے سے ایک چھوٹا سا پرچہ آیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ نیکوں کی نیک بیٹی سے تعرض ہرگز مت کر اس کو پھر کروہ واپس چلا گیا۔ حسن ابن حسن فرماتے ہیں کہ وہ پرچہ ان کے پاس تھا انہوں نے مجھ کو بھی دکھلایا تھا۔ یحییٰ ابن سعید فرماتے ہیں کہ عمرہ بنت عبدالرحمن کے انتقال کے وقت بہت سے تابعین ان کے پاس موجود تھے ان کو اچانک غشی طاری ہو گئی ان کی چھت میں سرسراہٹ سی محسوس ہونے لگی پس اچانک ایک سیاہ فام اڑدھا کھجور کے تنے کی طرح موٹا اس میں سے گرا اور ان کی طرف چلنے لگا اسی وقت ایک سفید کاغذ گرا جس میں لکھا تھا کہ عکب کی طرف ہے تجھ کو نیک لوگوں کی بیٹی کے بارے میں کوئی حق نہیں ہے جب اس نے وہ پرچہ پڑھا فوراً واپس ہو گیا۔

انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ عوف ابن غفرار کی بیٹی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی

ہیں ان کو محسوس ہوا کہ کوئی سیاہ نام آدمی ان کے سینے پر گر رہا ہے اور اپنا ہاتھ ان کے حلق پر رکھ رہا ہے اسی وقت ایک پیلا پرچہ اوپر سے گرا اس کو اس نے لے کر پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ نیک بندے کی لڑکی سے الگ رہو تم کو کوئی حق نہیں ہے اس کو پڑھ کر وہ بھاگ گیا اور چلتے وقت میرے گھٹنے پر اپنا ہاتھ مارا پس وہ متورم ہو گیا اور بکری کے سر کی طرح پھول کر موٹا ہو گیا میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو قصہ سنایا انہوں نے فرمایا کہ اسے بیٹی جب تو ڈرا کرے تو اپنے کپڑے درست کر لیا کہ انشاء اللہ تجھ کو کوئی نقصان نہ ہوگا اللہ نے ان کے باپ کی وجہ سے ان کی حفاظت کر دی کیونکہ وہ ہمارے شہید ہو گئے تھے۔

۳۳واں باب

جن کسی عورت سے جماع کرے اس پر غسل واجب ہو گیا یا نہیں

فتاویٰ ظہیر بہ میں لکھا ہے کہ ابن عبدک کی کتاب "الصلاة" میں ہے کہ کسی عورت نے کہا کہ میرے پاس جن آسمان ہے اور دن میں کئی کئی بار مجھ سے جماع کرتا ہے اور مجھ کو رہ نہ سکے محسوس ہوتا ہے جو میرے شوہر کے جماع کرنے سے محسوس ہوتی ہے اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

ابوالمعالی ابن المنجب حنبلی ابن خطاب کی ہادیہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ کسی عورت نے کہا کہ میرے پاس جن اگر جماع کرتا ہے کیا اس پر غسل واجب ہوگا انہوں نے کہا کہ بعض حنفیہ کا راتے یہ ہے کہ اس پر غسل واجب نہیں سبب وجوب غسل کے معلوم ہو جانے کی وجہ سے یعنی ایلاج و احتلام کا نہ پایا جانا بلکہ یہ تو ایسا ہے جیسا کہ کوئی خواب میں یہ حالت دیکھ لے اور انزال نہ ہو جس طرح یہاں غسل واجب نہیں اسی طرح جن

کے جماع کرنے میں غفلت واجب نہیں مولفؒ فرماتے ہیں کہ اس تعلیل میں نظر ہے کیونکہ جب اس عورت نے بیان کیا تھا کہ مجھ سے اس طرح جماع کیا جس طرح میرا شوہر کرتا ہے اور مجھ کو اس جیسی لذت محسوس ہوتی ہے تو پھر ایلا ج واجتلام کے معدوم ہونے کے کیا معنی اور اگر ان کو معدوم مان لیا جاتے تو پھر جماع کے کیا معنی۔

۳۴واں باب

مخنث اولاد جنات ہوتے ہیں

علامہ طبرسی نے اپنی کتاب ”تحريم الفواحش“ میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مخنث اولاد جن ہوتے ہیں ان سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیسے آپ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہے کہ حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع مت کرو مگر کوئی باز نہیں آتا اور اس حالت میں جماع کرتا ہے تو شیطان اس سے پہلے اس کی بیوی سے جماع کر لیتا ہے اگر وہ حاملہ ہو جاتی ہے تو اس سے مخنث پیدا ہوتے ہیں۔

۳۵واں باب

حکم اس عورت کا جس کے شوہر کو جن اٹھا کر لے گئے ہوں

حضرت عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کا ایک شخص عشار کی ناز پرہنے کے لئے گیا اور گم ہو گیا اس کی بیوی عمر بن الخطابؓ کے پاس آئی اور اس کے گم ہونے کے بارے میں اطلاع دی آپ نے اس کے خاندان والوں سے تصدیق

فرمانی انہوں نے کہا کہ واقعہ گم ہو گیا ہے آپ نے اس کو حکم فرمایا کہ چار سال تک انتظار کر دہ چلی گئی اور چار سال کے بعد پھر آئی اور کہا کہ ابھی تک میرا شوہر نہیں آیا آپ نے اس کو جواب دیا کہ اب تو دوسرا نکاح کر سکتی ہیں اس نے دوسرا نکاح کر لیا اس کے بعد اس کا پہلا شوہر آ گیا وہ پھر حضرت عمر ابن الخطابؓ کے پاس اپنا مقدمہ لے گیا آپ نے فرمایا کہ تم عجیب ہو ایک طویل زمانے تک غائب رہے ہو اور گھر والوں کو موت و حیات کا کچھ علم نہیں ہے اس نے کہا کہ حضرت میرا غائب رہنا مجبور کی وجہ سے تھا آپ نے دریافت فرمایا کہ مجبور کی کیا تھی اس نے کہا کہ میں عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا اور مجھ کو جنات اٹھا کر لے گئے تھے ایک حصے تک میں ان کے پاس رہا۔ پھر ان میں اور مومن جنات میں جنگ ہوئی اور مومن جنات ان پر غالب آ گئے اور ان میں سے کچھ جنات قید کر لئے گئے قید ہونے والوں میں سے میں بھی تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا دین کیا ہے میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں انہوں نے سن کر کہا کہ تیرا قید کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے تو آزاد ہے تیری مرضی ہے چاہے تو یہیں رہ اور چاہے چلا جا میں نے کہا کہ میں تو جانا چاہتا ہوں پس وہ مجھ کو لے کر جبل دینے رات کو انسانی شکل میں مجھ سے باتیں کرتے چلتے تھے اور دن میں بگو کہ بن جاتے تھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے رہا کرتا تھا آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تو کیا کھایا کرتا تھا اس نے جواب دیا کہ جس ہڈی پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا ہے اس سے گوشت کھایا کرتا تھا۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ جس ہڈی پر خدا کا نام لیا جاتا ہے وہ مومن جنات کا کھانا ہے اور جس پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا وہ کافر جنات کا کھانا ہے یہ اس وقت کی حالت ہے جب وہ کافر جنات کے قبضے میں تھا آپ نے اس سے معلوم کیا کہ اور کیا پیا کرتا تھا۔

سے از مترجم

اس نے جواب دیا کہ غیر مسکر شراب حضرت عمر ابن الخطابؓ نے فرمایا کہ تجھ کو اختیار ہے چاہے اس عورت کو لے لے اور چاہے اس کا ہر رکھ لے۔ حضرت عمر ابن الخطابؓ کے زمانے کا ایک اور واقعہ اسی جیسا مذکور ہے اس میں بھی آپ نے یہی فیصلہ فرمایا تھا۔ واللہ اعلم

۳۶واں باب

جنات کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانور کا حکم

سیحی ابن یحییٰ فرماتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے پانی کا چشمہ تیار کر لیا جب تیار ہو چکا تو اس کے افتتاح کے موقع پر جنات کے نام جانور ذبح کئے کہ کہیں وہ اس پانی کے سوت کو نہ بند کر دیں اور اس کو پکا کر لوگوں کو کھلایا جب ابن شہاب زہری کو خبر ہوئی انہوں نے فرمایا کہ نہ اس کا ذبح کرنا جائز ہے اور نہ اس کا کھلنا جائز ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانوروں کے کھلنے سے منع فرمایا ہے علامہ طلیطلی نے بھی اس روایت کو ابن شہاب سے اسی عنوان سے ذکر فرمایا ہے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ علامہ شمس الدین محمد ابن ابی بکر حنبلی کی تحریرات میں بھی یہ واقعہ اس طرح درج ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ چشمہ جاری ہونے کے وقت مکہ میں اسی طرح پیش آیا تھا اور یہ چشمہ خلیفہ نعم الدین ابن محمود کیلانی نے بنوایا تھا اور وہ خود اس کے افتتاح میں شریک تھا۔ تفصیلی واقعہ اس طرح پر ہے کہ جب اس کو کھودنے والے ایک خاص مقام پر پہنچے تو ان میں سے ایک پر جنات کا اثر ہوا وہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور بہت دیر تک پڑا رہا جس وقت وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ اے مسلمانوں تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم ہم

بظلم کر دہم نے کہا کہ ہم نے تمہارے اوپر کس طرح ظلم کیا ہے اس جہن نے کہا کہ ہم اس زمین میں رہتے ہیں اور میرے سوا کوئی بھی ان میں مسلمان نہیں ہے اگر میں چلا گیا تو وہ تم کو بہت پریشان کر دیں گے انہوں نے مجھے یہ کہلوا کر بھیجا ہے کہ اس وقت تک ہم پانی نہیں نکھنے دیں گے جب تک تم ہمارا حق ادا نہ کر دہم نے کہا کہ تمہارا حق کیا ہے اس نے کہا کہ ہمارا حق یہ ہے کہ ایک بیل خریدو اور اس کو خوب مزین کرو اور لباس پہناؤ اور اس کو مکہ میں گھما کر یہاں لاؤ اور ہمارے نام پر ذبح کرو اور اس کا خون اور سری پائے ہمارے لئے بیر عبد الصمد میں ڈال دو اور باقی کو تم کھا لو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہم کبھی بھی پانی نہیں نکھنے دیں گے ہم نے کہا کہ ضرور کریں گے یہ کہتے ہی وہ آدمی صحیح ہو گیا اور اس کو افاقہ ہو گیا اور اس نے کلمہ پڑھا اور پوچھا کہ میں کہاں ہوں اور اس کو کوئی پریشانی نہیں رہی۔ اس قصہ کے راوی کہتے ہیں کہ جب میں اس قصہ کو دیکھ کر گھر آیا تو میں صبح کی نماز کے لئے جا رہا تھا اچانک ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ غلیف کہاں ہیں میں نے کہا کہ کیا بات ہے اس نے کہا کہ ان سے ایک بات کرنی ہے میں نے کہا کہ وہ تو مشغول ہیں مجھے کہہ دے میں ان کو بتلا دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے کہ لوگ ایک بیل کو مزین کر کے بادشاہ کے مکان پر لائے ہیں۔ بادشاہ نے دیکھ کر کہا ہے کہ ٹھیک ہے پھر بادشاہ خود ہی اس کو دمک کر جل دیا اور لوگ اس کے پیچھے چلے گئے یہاں تک کہ مکہ سے باہر جا کر اس کو ذبح کیا اور اس کے سری پائے بیر عبد الصمد میں ڈال دیئے مجھ کو اس کا خواب سن کر تعجب ہوا اور میں نے یہ خواب بھی اور اس آدمی کا واقعہ بھی جس بد جن آئے تھے اور انہوں نے اس سے بھی اس سب طرح کہا تھا کہ بڑے بڑے لوگوں کو سنا یا انہوں نے جمع ہو کر ایک بیل خرید کر اسی طرح کیا اس سے پہلے اس چٹے میں بالکل پانی نہیں تھا جب ہم نے یہ کر دیا اور پھر تھوڑا سا کھوڑا تو پانی ٹھاٹھیں مار کر جاری ہو گیا جب پانی جاری ہو گیا

تو پہاڑوں کے درمیان ایک راستہ تھا ہم نے وہ درست کیا اور اس کو صاف کیا اور پانی اس میں چلنے لگا اور چار ہجرتوں میں پانی مکہ میں آ گیا۔ اور اس کے آس پاس والے کنوئیں بھی جاری ہو گئے۔ ہم سے لوگوں نے بتلایا کہ ان کنوئوں میں بالکل پانی نہیں تھا اور اچانک پانی سے لبریز ہو گئے اور خوب پانی آ گیا۔ علامہ شمس الدین نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا ہی ہوا تھا جیسا کہ دریائے نیل میں لوگ ایک حسین لڑکی کو ڈالا کرتے تھے اور وہ جاری ہو جایا کرتا تھا پھر اس رسم بد کو حضرت عمرؓ نے منقطع فرمایا۔ ختم کیا تھا کیونکہ جنات ان سے بہت ڈرتے تھے اگر آج بھی عمرؓ جیسا کوئی آدمی ہوتا تو یہ فوج ہرگز نہ آتی کیونکہ شیاطین ان سے بہت بھاگتے تھے اور بیل تو کیا ایک چڑیا کے ذبح کرنے کی بھی فوج نہ آتی مگر ہر زمانے میں کچھ خاص ہی لوگ ہوتے ہیں۔ علامہ شمس الدین نے فرمایا کہ جس آدمی نے مجھ کو یہ قصہ سنایا وہ میرا لڑکا تھا نہایت سچا، دیاندار اور متدین آدمی تھا تمام شہر کے لوگ اس کے اس واقعے کے بارے میں تصدیق کرتے تھے اور مکہ کے تمام لوگوں نے اسی واقعہ کو بحکم خود دیکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

۳۷ واں باب

جنات کا روایت حدیث کرنا

ابن ابی کعب سے مروی ہے کہ ایک جماعت مکہ کے لئے روانہ ہوئی اور راستہ بھول گئی جب وہ لوگ مشقت سفر سے اور راستہ بھول جانے کی وجہ سے پریشان ہو گئے اور مرنے کے قریب ہو گئے انہوں نے اپنے اپنے کھن پہن لئے اور زمین پر لیٹ گئے پس ان کے پاس ایک جن آیا اور اس نے کہا کہ میں ان جنات میں سے ہوں

جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سنی ہیں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور مرد گارو معین ہے اور مسلمان مسلمان کو رسوا نہیں کرتا اور اس جن نے انہیں پانی بتلایا اور راستہ بتلایا۔ عبد الرحمن ابن بشر فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں حج کے لئے روانہ ہوتے راستہ میں ان کو پیاس لگی پس ان کو ایک شور چشمہ ملا ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ پانی نقصان دہ ہے آگے چلو وہاں پانی بیلے گا وہ آگے چلے مگر شام تک کہیں پانی نہیں ملا پھر ان میں سے کسی نے کہا اس شور چشمے کے پاس چلو جب وہ واپس چلے تو ان کو کافی رات ہو گئی وہ ایک کیلکر کے درخت کے پاس ٹھہر گئے ان کے پاس ایک نہایت سیاہ قام شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے قافلہ والو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مسلمانوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مسلمانوں کے لئے وہی ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے تم آگے چلو اور جب تم مکہ کے پاس پہنچ جاؤ تو اس کے بائیں جانب چلو وہاں تم کو پانی بیلے گا ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ شیطان معلوم ہوتا ہے دوسرے نے کہا کہ شیطان اس طرح کبھی نہیں بتلا سکتا یہ تو موسیٰ جن ہے پس وہ وہاں گئے اور ان کو وہیں پانی ملا۔ باب نمبر ۲۱ میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمر ابن عبد العزیزؓ نے ایک مردہ جن کو دفن کیا تھا اور آپ نے سنا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تو امرا مردہ جن ہے (سفر میں مرے گا اور تجھ کو ایک نیک صالح مومن دفن کرے گا۔

۵ ایک جگہ کا نام ہے۔

۳۸ واں باب

جنات کا انسان سے علم حاصل کرنا اور ان کا انسان کو فتویٰ دینا

دہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ میں اور جن بصری ہر سال حج کے موقع پر مسجد خیف میں ملا کرتے تھے اور جب سب لوگ سو جایا کرتے تھے تو ہم اپنے ساتھیوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور ایک رات ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک پرندہ اڑتا ہوا آیا اور دہب کے حلقہ میں جا پڑا اور دہب کو سلام کیا دہب نے اس کو جواب دیا اور جان گئے کہ یہ کوئی جن ہے پھر وہ آگے بڑھا اور باتیں کرنے لگا دہب نے معلوم کیا کہ تو کون ہے تو اس نے کہا کہ میں ایک مسلمان جن ہوں دہب نے کہا کہ کیوں آیا ہے اس نے کہا کہ کیا آپ ہمارے آپ سے علم حاصل کرنے سے اور آپ کے پاس بیٹھنے سے ناخوش ہیں ہمارے بہت سے لوگ آپ سے حدیثیں روایت کرتے ہیں اور ہم لوگ جہاد میں نماز میں اور رمضان کی عبادت میں اور جنازوں میں اور حج و عمرہ میں آپ کے ساتھ شریک رہتے ہیں ہم لوگ آپ سے علم حاصل کرتے ہیں اور قرآن سُننے ہیں۔ حضرت دہب نے اس سے معلوم کیا کہ تمہارے کون سے راوی افضل ہیں اس نے کہا کہ حضرت حن بصری سے روایت کرنے والے راوی افضل ہیں جب حضرت حن بصری نے حضرت دہب کو دوسری جانب مشغول دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ آپ کسی سے باتیں کر رہے ہیں حضرت دہب نے پوری گفتگو دہرائی اور یہ بھی بتلایا کہ آپ سے روایت کرنے والے جنات کو جنات سب سے افضل مانتے ہیں۔ حضرت حن نے مسکے فرمایا کہ تجھے قسم ہے یہ بات کسی سے ذکر نہ کرنا ورنہ لوگ اس کو خود ساختہ بات کہیں گے۔ حضرت دہب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے وہ جن ہر سال حج کے

موقع پر مجھ سے ملتا تھا اور حدیثیں سناتا تھا ایک مرتبہ وہ مجھے طواف کرتے ہوئے ملا جب ہم طواف سے فارغ ہو گئے تو مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھ گئے میں نے اس جن سے کہا کہ اپنا ہاتھ دکھا اس نے اپنا ہاتھ میری طرف کر دیا میں نے اس کا ہاتھ بلی کے پنجے کی طرح پایا اس پر مال تھے پھر اس نے کہا کہ آپ بھی اپنا ہاتھ دکھائیے جس طرح میں نے دکھایا ہے میں نے اس کو اپنا ہاتھ دے دیا اس نے اس زور سے دبا یا کہ خدا کی قسم میری چیخ نکلنے کو ہو گئی اور وہ ہنسنے لگا حضرت وہ بے فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد میری اس سے ملاقات نہیں ہوئی شاید وہ مر گیا ہو یا اس کو قتل کر دیا گیا ہو آپ نے اس سے یہ بھی دریافت کیا کہ تمہارے نزدیک کون سا جہاد افضل ہے۔ اس نے کہا کہ سلم جنات کا کافر جنات سے جہاد کرنا یہ افضل ہے۔

سیحی ابن ثابت فرماتے ہیں کہ میں حفصی طائفی کے ساتھ منیٰ میں تھا ہم نے ایک سفید ڈاڑھی والا بوڑھا دیکھا کہ وہ لوگوں کے سامنے فتوے دے رہا ہے مجھ کو حفصی نے کہا کہ اسے ابوالیوب اس کو دیکھ رہے ہو یہ عفریت جن ہے ہم دونوں اس کے قریب پہنچے جب اس نے حفصی کو دیکھا اپنا ہاتھ ان کے پیروں پر رکھ دیا آپ نے اس پر غصہ کیا اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے آپ نے کہا کہ لوگو یہ عفریت جن ہے پھر وہ بھاگ گیا۔

۳۹ واں باب

جنات کا انسان کو وعظ و نصیحت کرنا

ابن الاسود فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ عبدی کو یہ بیان کرتے سنا ہے کہ میرا ایک چھوٹا بچہ مر گیا تھا مجھ کو اس کی وجہ سے سخت رنج ہوا حتیٰ کہ میری نیند اڑ گئی

ایک رات میں چار پائی پر بیٹھا ہوا تھا اور اپنے بیٹے کی فکر میں تھا اور گھر میں میرے علاوہ کوئی نہیں تھا کہ اچانک مجھے گھر کے کونے میں سے سلام کی آواز آئی میں نے جواب دیا مگر مجھ کو سخت اندیشہ لاحق ہوا پھر اسی سلام کرنے والے نے سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں پڑھیں پھر مجھے مخاطب ہو کر کہا کہ اے خلیفہ تو اپنے بیٹے کو ہمیشہ رکھنا چاہتا تھا خدا کے ہاں تیرا مرتبہ بڑا ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تھا آپ فرما رہے تھے کہ آنکھیں رو رہی ہیں اور دل مغموم ہے مگر ہم ایسی بات زبان سے نہیں نکالیں گے جس سے خدا ناراض ہو اور اے خلیفہ تو اپنے بچہ سے موت کو کس طرح ٹال سکتا تھا جبکہ سب کو آخر مرنا ہی ہے کیا تو خدا کے فیصلہ سے ناراض ہے اور اس کی تدبیر پر اشکال کرتا ہے۔ اگر موت نہ ہوتی تو زمین تنگ ہو جاتی اور اگر زندگی میں رنج نہ ہوتا تو لوگوں کو عیش کی قدر نہ ہوتی پھر اس نے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے میں نے کہا کہ خدا تجھ پر رحم کرے تو کون ہے اس نے کہا کہ میں تیرے پڑوس کا رہنے والا بن ہوں۔
واللہ اعلم۔

۴۰واں باب

جنت کا حکمت کی باتیں کرنا اور شعراء کی زبان
پر شعر القام کرنا۔

ابن ابی الدین نے فرمایا ہے کہ اسحاق ابن عبداللہ نے فرمایا کہ کچھ جنت انسانی شکل بنا کر ایک آدمی کے پاس آئے اور اس سے معلوم کیا کہ تو کس چیز کے مالک ہے کو پسند کرتا ہے اس نے کہا کہ میں اونٹ چاہتا ہوں اونٹ مجھ کو پسند ہے انہوں

نے کہا تو نے شفقت و پریشانی کو پسند کیا ہے یہ تیرے ترکِ وطن کا سبب بنیں گے اور تجھ کو دوستوں سے دور کر دیں گے پھر وہ جنات وہاں سے ایک دوسرے آدمی کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی دریافت کیا اس نے کہا کہ مجھ کو غلام پسند ہیں انہوں نے کہا کہ یہ فائدہ مند عزت ہے مگر اس کے نتائج نہایت سنگین ہیں اور یہ مالِ قبضہ سے باہر ہوتا ہے پھر اس کے پاس سے بھی چلے گئے اور ایک دوسرے کے پاس جا کر اس سے بھی اسی طرح سوال کیا اس نے کہا کہ مجھ کو بکریاں پسند ہیں انہوں نے کہا کہ یہ تو کھانے والے کا نعمت ہیں اور فقیر کا دامن ہیں جنگ کے موقع پر سواری کا کام نہیں دے سکتیں اور نہ غنیمت کے وقت کام دے سکتیں ہیں اور نہ تجھ کو پریشانی سے بچا سکتیں ہیں پھر ایک دوسرے کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ مجھ کو جڑ والی چیز ہے پسند انہوں نے کہا کہ تین سو ساٹھ کھجور کے درخت سب سے بڑی مالدار کی ہے اور نہایت ہی مرغوب مال ہے پھر اس کے پاس سے بھی چلے گئے اور ایک دوسرے کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی سوال کیا اس نے کہا کہ مجھ کو کھیتی پسند ہے انہوں نے کہا کہ یہ آدھا عیش ہے اگر کھیتی کر دے تو کچھ ملے گا ورنہ نہیں پھر اس کے پاس سے ایک دوسرے کے پاس آئے اور اس سے بھی یہی سوال کیا اس نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ میں تمہارے لئے کھانا لے آؤں وہ روٹی لے کر آیا انہوں نے کہا کہ اس کی اصلاح کے لئے بھی تو کچھ لاؤ وہ گوشت لے کر آیا انہوں نے کہا کہ جی جی کو کھاتا ہے یہ تو تھوڑا بھی کافی ہے پھر وہ دودھ اور کھجور لے کر آیا انہوں نے کہا کہ کھجور کے پھل اور گائے کا دودھ خدا کا نام لے کر کھانا شروع کرو وہ کھانے لگے اور اس سے کہا کہ تو ہم کو یہ بتلا کہ کون سی چیز سب سے زیادہ تیز ہے اور کون سی چیز سب سے زیادہ حسین ہے اور کون سی چیز سب سے زیادہ خوشبودار ہے اس نے کہا کہ بھوکے آدمی کی ڈاڑھ سب سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

اور صبح کے وقت اونچی زمین پر برسنے والا بادل سب سے زیادہ حسین منظر ہوتا ہے اور سب سے زیادہ خوشبودار وہ پھول ہوتا ہے جو بارش کے بعد کھلتا ہے پھر انہوں نے کہا کہ اب بتلاؤ کہ کو کیا چیز پسند ہے اس نے کہا کہ مجھ کو موت پسند ہے انہوں نے کہا کہ تیرے سے پہلے آج تک کسی نے موت کو پسند نہیں کیا اس نے کہا کہ کیوں اگر میں نیکیوں کا رہوں تو میری نیکی میری ذمہ دار ہے اور اگر میں بدکار ہوں تو موت میری بدکاری کو ختم کر دے گی اور اگر میں غنی ہوں تو میری غربت ثابت ہو جائے گی اور اگر میں فقیر ہوں تب تو مجھ کو کوئی فکر نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم کو وصیت کر اور ہمارے لئے زادراہ کا انتظام کر اس نے ایک مشکیزہ دودھ کا بھرا ہوا پیش کیا کہ یہ تمہارا زادراہ ہے اور وصیت یہ ہے کہ تم کلمہ "لا الہ الا اللہ" پڑھ لو تمہارے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے وہ جنات اس کے پاس سے لوٹے اور اس کو تمام جن دانس سے بڑا عطا کیا کہ رہے تھے۔ ہاشم ابن قاسم نے فرمایا ہے کہ یہ آخری آدمی جس نے یہ باتیں کہیں عمر ابو الدرداء تھا۔

فصل ۱۰۔ عرب والے شاعروں کو کلاب الجن یعنی جنات کے کہتے ہیں جیسا کہ عمرو بن کلثوم کے شعر میں ہے۔

ترجمہ ۱۔ کہ ہم کو جنات کے کہتے بھونکتے ہیں (مراد شعراء ہیں) اور ہم اپنے پاس سے کانٹے دودھ کرتے رہتے ہیں۔

شعراء کو عرب والے جنات کے کہتے اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا گمان یہ ہے کہ شیاطین ان کی زبانوں پر شعر القاء کرتے رہتے ہیں اور اس قسم کے شیاطین کو وہ تابع اور ربا کہتے ہیں جیسا کہ جریر نے کہا ہے کہ میرے اوپر ایک ادھیڑ عمر کا شیطان شعر القاء کرتا رہتا ہے جو شیطانوں کا شیطان ہے۔ اہل عرب نے اس قسم کے شیاطین کے نام بھی بتلائے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے کہ: "شاعر کے القاء کرنے والے شیطان کا نام محل تھا اور عمرو بن قطن کے شیطان کا نام جھمام اور بشار اور سفیان تھا اور بادشاہوں

کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جنات والہیں بھی ان کے لشکر میں ہوتے ہیں جیسا کہ اس شعر میں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ :- میں شیطان کے لشکر کا جوان تھا میری حالت یہاں تک بدلی کہ شیطان ہی میرے لشکر کا جوان بن گیا۔

اور اہل عرب اشعار کو شیطانی منتر کہتے ہیں جیسا کہ اس شعر میں ہے۔

ترجمہ :- میں دیکھ رہا ہوں کہ شیطانی منتروں نے اس کا کچھ نہیں بگاڑا حالانکہ میرا جن شیطان منظر تھا۔

اور اسی طرح فریب آمیز کلمات کو بھی اہل عرب شیطانی منتر کہتے ہیں جیسا کہ اس شعر میں ہے کہ۔

سہمی کے بارے میں کیا گمان کیا جاتے جبکہ اس کے پاس خوبصورت لباس والا حسین مانگ نکالے ہوئے آتے جن کا عامہ ریشمی ہو اور گفتگو شیریں ہو اور اس کے ہاتھ شیطانی منتروں کی تالی ہو۔ واللہ اعلم

۴۱واں باب

جنات کا انسان کو طب سکھانا

نفر این عمر حارثی کا قصہ نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جاہلیت میں ہمارے یہاں ایک پانی کا تالاب تھا میں نے اپنی لڑکی کو پانی لانے کے لئے بھیجا جب کافی دیر تک وہ واپس نہیں آئی ہم نے اس کو تلاش کیا مگر وہ کہیں نہیں مل سکی بہت عرصے کے بعد میں ایک دن میں اپنے صحن میں رات کے وقت بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک بوڑھا آیا اور تھوڑی دیر بعد میری لڑکی آگئی میں نے اس سے پوچھا کہ بیٹی تو اب تک کہاں تھی اس نے کہا کہ

لبان جب آپ نے مجھ کو پانی کے لئے بھیجا تھا تو ایک جن مجھ کو اٹھا کر لے گیا تھا میں انہیں کے پاس رہتی رہی یہاں تک کہ ان جنات کے درمیان اور دوسرے جنات کے درمیان لڑائی ہوتی انہوں نے عہد کیا کہ اگر ہم کامیاب ہو گئے تو اس لڑکی کو رہا کر دیں گے پس ان کو کامیابی ہو گئی انہوں نے مجھ کو رہا کر دیا۔ نضر ابن عمروؓ نے فرمایا کہ اس لڑکی کا رنگ مصلح ہو گیا تھا اور بال خواب ہو گئے تھے اور یہ بہت دہلی ہو گئی تھی ہم نے اس کا علاج معالجہ کر لیا اور وہ تندرست ہو گئی پھر ہم نے اس کی شادی کر دی اور وہ جن اس لڑکی کو ایک نشان بتلا کر گیا تھا کہ جب تجھ کو پریشانی ہو کر سے تو دو دھواں کر دینا میں تیری مدد کے لئے حاضر ہو جایا کروں گا ایک روز اس کے شوہر نے غصہ میں ہو کر اس کو جفیہ اور شیطانہ کہہ دیا اور اس کو عار دلائی کہ تو انسان نہیں ہے۔ اس نے دھواں کر دیا اچانک کسی پکارنے والے نے کہا کہ تو اس لڑکی کو پریشان کیوں کرتا ہے اگر اس کو کچھ کہا تو تیری آنکھیں پھر ڈروں گا میں نے جاہلیت میں اپنے حب سے اس کی پردریش کی اور اسلام میں اپنے دین سے اس کی حفاظت کی اس کے شوہر نے کہا کہ تو ظالم کیوں نہیں ہوتا تاکہ ہم تجھ کو دیکھ لیں گے اس نے کہا کہ ہمارے باپ نے ہمارے لئے تین باتوں کا خدا سے سوال کیا تھا۔

۱- ہم سب کو دیکھ لیں ہم کو کوئی نہ دیکھ سکے

۲- اور ہم تحت الشریٰ میں رہا کریں۔

۳- اور ہماری عمریں لمبی ہو کر لیں۔

پھر اس آدمی نے کہا کہ مجھ کو چوتھے دن آنے والے سنار کی دو ابتلا دے اس کا علاج کیا ہے اس نے کہا کہ کٹری کی طرح جو کھیرے ہوتے ہیں ان کو پکڑ کر ان کے پیروں میں ایک سوت گا دھاگہ باندھ دو پھر اس کو اپنے بائیں بازو پر باندھ لو اس آدمی نے اسی طرح کیا فوراً ہی اس کا سنار اتر گیا اور وہ تندرست ہو گیا اور پھر اس نے اس سے کہا کہ

عورتوں کو مائل کرنے کا کوئی طریقہ بتلا اس نے کہا کہ کیا تو ان کے شومہروں کو دکھی کرے گا اس نے کہا کہ ہاں جن نے کہا اگر تو ایسا نہ کرتا تو میں ضرور بتلا دیتا۔ زیاد ابن نضر حارثی سے بھی بعینہ اسی طرح کا قصہ منقول ہے اس میں بھی اس جن نے بخار کا یہی علاج بتلایا تھا حضرت شعبی سے نقل کیا گیا ہے کہ کسی آدمی پر جن آئے اس کا علاج کیا گیا وہ ہٹ گئے ان سے لوگوں نے بخار کا علاج دریافت کیا انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اور یہی علاج بتلایا حضرت زیاد ابن وہب فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں گئے ہوئے تھے جب ہم ایک جزیرے پر پہنچے تو ہم نے آگ روشن کی ہم نے وہاں ایک بہت بڑا حجرہ دیکھا ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ اس کے پاس سے اپنی آگ دور کر لیں کہ کہیں ہماری وجہ سے اس میں رہنے والی مخلوق پریشان نہ ہو جب ہم نے اپنی آگ وہاں سے ہٹائی تو ایک آواز سنائی دی جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ تم نے اپنی آگ ہم سے دور کر لی اور ہم تم کو ایک بہترین علاج بتلاتے ہیں تم کو اس سے بڑا نفع ہوگا وہ یہ کہ جب تمہارے سامنے کوئی مریض اپنا مرض ذکر کرے اور اس کو سنتے ہی فوراً تمہارے دماغ میں کوئی علاج آتے ہیں وہی اس کا علاج ہے اسی میں اس کی شفا ہے۔ زیاد ابن وہب کے ایک اور قصہ میں مروی ہے کہ ایک روز وہ کوفہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس ایک آدمی آیا اس کا پیٹ بڑھا ہوا تھا اس نے کہا کہ مجھ کو کوئی علاج بتلاتے میرا پیٹ ایسا ہی رہتا ہے چاہے میں کھاؤں یا نہ کھاؤں اس نے کہا کہ علاج معلوم کر رہا ہے حالانکہ آنے والے سال میں آج کے دن یہ مرجائے گا وہ آدمی چلا گیا اور آئندہ اسی دن آیا ان کے پاس آدمی بیٹھے ہوئے تھے ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اس نے ایسے ایسے کہا تھا اور میں نہیں مرا انہوں نے کہا تیری بیماری یعنی پیٹ کا زیادہ موٹا ہونا یا ب بھی ہے یا نہیں اس نے کہا یہ تو ختم ہو گئی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے تجھ کو اسی

لے ڈرایا تھا۔ ابولسین فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حن بصری کی مجلس میں مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے آپ اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور ہم باتیں کرتے رہے ایک دیہاتی آدمی قبیلہ بنو سلیم کا آیا اور اس نے حضرت حن بصری کا دریافت کیا میں نے کہا یہیں بیٹھ جاوہ بیٹھ گئیں میں نے اس سے معلوم کیا کہ تجھ کو کیا ضرورت ہے اس نے کہا کہ میں ایک گاؤں کا آدمی ہوں اور میرا ایک بھائی تھا نہایت عقلمند اس کو کوئی بلا چٹ گئی اور وہ اتنا پریشان ہوا کہ ہم کو وہ لوہے کی زنجیروں میں باندھنا پڑا۔ جب ہم بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ ہم کو کسی نے عیب سے آواز دی اور سلام کیا ہم نے اس کا جواب دیا مگر ہم کو کچھ نظر نہ آیا پھر اس نے کہا کہ ہم تمہارے پڑوسی ہیں اور تمہاری پریشانی نہیں دیکھنا چاہتے ہمارے ایک بیوہ وقف نے تمہارے اس آدمی کو پریشان کر رکھا ہے ہم نے بار بار اس کو سمجھایا بھی ہے مگر وہ نہیں مانا۔ اب ہم آپ سے معذرت کرتے ہیں اور جب فلاں دن آوے (کوئی دن معین کیا ہوگا) تو تم لوگ جمع ہو کر اس کو باندھ دو کیونکہ اگر وہ غالب آگیا تو پھر تم کبھی بھی اس کو قابو نہیں کر سکتے اور اس کو اونٹ پر سوار کر کے فلاں وادی میں لے جاؤ وہاں سے گھاس لے کر اس کا چورا کر کے اس کو اس کے منہ میں ڈیکھاؤ اور اس سے ہرگز پیچھے نہ ہٹنا اگر پیچھے ہٹے تو ہرگز اس کو قابو میں نہ کر سکو گے میں نے کہا اس وادی اور گھاس کی طرف رہنمائی کون کرے گا۔ اس جن نے جواب دیا کہ جب وہ دن آجائے (جو اس نے بتلایا تھا) تو تجھ کو ایک آواز سنائی دے گی اس کے پیچھے پیچھے چلنا جب وہ دن آیا میں نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اپنے بھائی کو باندھ کر اونٹ پر سوار کر کے لے کر چل دیئے مگر اس میں اب وہ شدت و قوت نہیں رہی تھی جو پہلے تھی ہم کو اپنے آگے آگے یہ آواز سنائی دے رہی تھی کہ آتے رہو آتے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو ہرگز پیچھے نہ ہٹنا اگر پیچھے ہٹے تو یہ قابو میں نہیں آسکتا پس جب ہم اس وادی میں پہنچ گئے اس نے کہا کہ اونٹ کو بٹھا دو اور اس کو مضبوط پکڑے رکھو اب ہمارے اس بھائی

شدت و قوت اور کم پڑ گئی پھر اس نے ایک گھاس کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو لے کر اور اس کے منہ میں اس کا عرق چوڑو ہم نے ایسا ہی کیا وہ جن کہہ رہا تھا کہ مضبوط پکڑے رکھو اب ہمارے بھائی میں اتنی قوت پیدا ہوئی کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہونے کو ہو گیا اس جن نے پھر کہا کہ ہرگز مت چھوڑنا درنہ پھر قابو میں نہیں آسکتا جب وہ دوا اس کے پیٹ میں پہنچی وہ بالکل ٹھیک ہو گیا اور اس نے آنکھیں کھولیں اور پوچھا کہ مجھ کو کیا ہو گیا تھا ہم نے کہا کہ کچھ مدت پوچھ بڑی پریشانی ہو رہی تھی اس جن نے کہا کہ اب اس کو ان زنجیروں میں سے کھول دو میں نے اس جن سے کہا کہ کہیں یہ دوبارہ نہ آجاوے اس نے کہا کہ اب قیامت تک نہیں آسکتا میں نے اس جن سے کہا کہ تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا مگر ایک بات یہ ہے کہ جب تم نے شروع میں ہم سے یہ باتیں بتلائی تھیں اس وقت میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے بھائی کو شفا ہو گئی تو میں اپنے منہ میں لگام دیکر پیدل حج کروں گا اس جن نے کہا کہ اس بارے میں ہم کو کوئی علم نہیں ہے مگر تیری رہنمائی کر سکتا ہوں تو بھر جا دہاں ایک نیک صالح آدمی ہے جن بھری اس سے اس بارے میں معلوم کرنا اس دیہاتی نے ابولیسین سے بتا دیا کہ میں اس واسطے حاضر ہوا ہوں۔

ابولیسین اس کو لے کر جن بھری کے دروازے پر چلے گئے اور اجازت چاہی اندر سے ایک باندی آئی اس نے جاکر خبر دی جن بھری نے ابولیسین کو داخل ہونے کھ اجازت دے دی جب وہ اندر گئے جن بھری نے فرمایا کہ میں تو آنے ہی والا تھا تم نے کیوں زحمت کی ابولیسین نے کہا کہ اس آدمی کو کچھ کام ہے اس آدمی نے پورا تفصیل قصہ سنایا جب اس نے یوں کہا کہ اس جن نے آپ کو نیک صالح آدمی بتلایا ہے حضرت جن رو پڑے پھر آپ نے فرمایا کہ لگام دینا تو شیطانی عبادت ہے ہرگز لگام مت دو اور اس کی طرف سے کفارہ ادا کر دو اور پیدل حج کرنا اس کو پورا کر دو۔ اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا۔

۴۲ واں باب

انسان جنات کا جھگڑا انسان کے پاس

احمد ابن علی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو میرہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک انسان اور جن کا جھگڑا تھا مدائن کے کنوئیں سے بارے میں وہ قاضی محمد ابن عمارہ کے پاس اس کے فیصلے کے لئے گئے احمد ابن علی نے ابو میرہ سے دریافت کیا کہ کیا وہ جن ان کے سامنے ظاہر ہو گیا تھا انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ انہوں نے اس کا کلام سنا پس قاضی صاحب نے انسان کے لئے حکم دیا کہ تم طلوع شمس سے لے کر غروب شمس تک پانی لیا کرو اور رات میں جنات لیا کریں اس کے بعد سے اگر کوئی انسان مغرب کے بعد چلا جاتا تو اس کے پتھر لگتے۔

۴۳ واں باب

جنات کا انسانوں سے ڈرنا۔

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ وہ ایک روز رات میں نماز پڑھ رہے تھے ان کے سامنے اڑکے کی شکل کا کوئی آیا انہوں نے اسے پکڑنے کے لئے اس پر حملہ کیا وہ دیوار سے کود کر بھاگ گیا آپ نے اس کے گرنے کی آواز سنی اس کے بعد پھر کبھی نہیں آیا۔ حضرت مجاہد نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس طرح تم جنات سے ڈرتے ہو اسی طرح جنات تم سے ڈرتے ہیں۔ ابو شراہ فرماتے ہیں کہ میں رات کو گلیوں میں چلنے سے ڈر کر تاتا تھا۔ سیدی ابن جزار کو اس کی خبر ہوئی انہوں نے فرمایا جس چیز سے تو ڈرتا ہے وہ انسان سے تیرے سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ شیطان انسان سے زیادہ ڈرتا ہے اگر تم کو شیطان نظر پڑے اس سے ڈر کر

میت بھاگو در زدہ تم پر غالب ہو جائے گا بلکہ اس پر سختی کر دو وہ بھاگ جائیگا۔

۴۴واں باب

جنات کا انسان کی تابعداری کرنا اور اس کی فرمانبرداری کرنا

تسار آن کرلم کا ارشاد ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لئے بہت سے شیاطین دریا میں سے جہر نکالنے کے لئے غوطہ لگایا کرتے تھے اور اس کے علاوہ بہت سے کام انجام دیتے تھے۔ دوسری جگہ ذکر ہے کہ سلیمان کے لئے جن دالوں کا لشکر جمع کر دیا گیا تھا۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ بعض جنات خدا کے حکم سے ان کی ماتحتی میں کام کیا کرتے تھے اور جو ہمارے حکم سے اعراض کرے گا اس کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا اور وہ جنات سلیمان کے لئے بڑی بڑی عمارتیں اور تعمیریں اور تالاب کے برابر بڑے بڑے پیالے اور بڑی بڑی مضبوط دیگیں بنایا کرتے تھے ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے کہ بہت سرکش جنات عمارتیں بنایا کرتے تھے اور بہت سے نافرمان بیڑیوں میں باندھ کر ڈال دیئے گئے اور جس طرح کے عفریت نے بلقیس کا تخت اٹھا کر لائے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ بہت سے شیاطین عمارتیں بنایا کرتے تھے۔ علامہ مری نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ بہت سے شیاطین دریا میں سے زیورات، ہیرے، جواہرات نکالا کرتے تھے خواص وہ کہلاتا ہے جو پانی میں کچھ دیر رہ سکے نافرمان جنات کو پانی میں قید کر دیا گیا تھا حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنات کو بیڑیوں میں باندھ کر ڈالا گیا تھا۔ حضرت قتادہ سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ ان کے ہاتھ پیر باندھ کر پانی میں ڈال دیئے گئے تھے قرآن کریم کی آیت ”هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ“ کی تفسیر کے بارے میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار

دے دیا گیا تھا کہ جس جن کو چاہیں قید کریں اور جس کو چاہیں رہا کریں ان سے اس کے بارے میں کوئی حساب نہ ہو گا۔ حضرت قتادہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ کتاب العجائب میں مذکور ہے کہ عمر ابن عبدالعزیز نے مغربی ممالک کے گورنر ابن یحییٰ ابن نصیر سے دریافت کیا کہ آپ نے دریا میں کیا عجائب دیکھے ہیں کیونکہ وہ عموماً لشکروں میں رہا کرتے تھے اور بعض مرتبہ پورا پورا دن دریا کے سفر میں گزار دیتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم ایک جزیرے میں پہنچے وہاں ایک مکان بنا ہوا تھا اور اس میں سترہ گھڑے سبز رنگ کے رکھے ہوئے تھے جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر لگی ہوئی تھی میں نے ان میں سے چار گھڑے اٹھانے کا حکم دیا اور ایک گھڑے میں جب ہم نے سوار کیا فوراً اس میں سے ایک جن یہ کہتا ہوا نکلا قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھ کو مکرم نبی بنایا ہے میں آئندہ زمین میں فساد نہیں کروں گا پھر جب اس نے ہم کو دیکھا تو کہا کہ نہ یہاں پر سلیمان ہیں اور نہ ان کی حکومت ہے یہ کہہ کر وہ زمین میں گھس گیا اور چلا گیا میں نے وہ باقی گھڑے وہیں رکھوا دیئے

عباس ابن ولید فرماتے ہیں کہ مولیٰ ابن نصیر شروع میں نصرانی تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اس کو ممالک مغرب کا گورنر بنا دیا گیا تھا ایک مرتبہ وہ جہاد کرتا ہوا ایک تاریک دریا پار پہنچا سب غازیوں نے اپنی سواریاں چرنے کے لئے اس کے کنارے پر چھوڑ دیں ان کو آہٹ ہی محسوس ہوئی کہ کوئی چیز ہماری سواریوں کو ہانک رہی ہے جب وہ واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ سبز قسم کے گھڑے رکھے ہوئے ہیں اور ان پر سلیمان علیہ السلام کی مہر لگی ہوئی ہے آپ نے ان کی مہر توڑنی مناسب نہیں سمجھی بلکہ ایک گھڑے میں نیچے سے تیر کے ذریعہ سوار کیا اس میں سے ایک شیطان چیتا ہوا یہ کہتا ہوا نکلا کہ خدا کی قسم اسے اللہ کے نبی میں آئندہ فساد نہیں

کروں گا۔ موسیٰ ابن نصیر نے فرمایا کہ یہ وہ شیاطین ہیں جن کو سلیمان علیہ السلام نے قید کر رکھا تھا پھر آپ نے ایک دوسرے گھرے میں سوراخ کرایا اس میں سے بھی ایک اسی طرح کا شیطان نکلا جب اس نے ان کو دیکھا تو یہ کہا اگر تمہارا یہ مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں تم کو تباہ کر دیتا (از مؤلف)۔

موسیٰ ابن نصیر حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں بحری فوج کے گورنر تھے اور اندلس کو انہوں نے ہی فتح کیا تھا اور ان کے عجائبات بہت ہی مشہور ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ موسیٰ ابن نصیر کے برابر مسلمانوں میں کسی نے ان سے زیادہ قیدی نہیں کئے۔ واللہ اعلم

۲۵ واں باب

جنات کا انسان کو یہ بتلانا کہ کس چیز سے جنات کے شر سے بچا جاسکتا ہے

ابوالاسود دمی فرماتے ہیں کہ میں نے معاذ ابن جبلؓ سے عرض کیا کہ جس وقت آپ نے جن کو پکڑ لیا تھا وہ قصہ کس طرح ہوا تھا مجھ کو بتلا دیجئے آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مصافات کانگراں بنایا میں نے صدقے کے کھجور اپنے ایک بالائخانے میں لا کر جمع کر دیئے ان میں سے کم ہونے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ شیطان نے چراتے ہیں میں رات کو بالائخانے میں چھپ کر بیٹھ گیا اور دروازہ بند کر دیا پس اچانک ایک شدید قسم کی تاریکی ہوئی اور وہ دروازہ کے اندر داخل ہو گئی پھر اس نے دوسری شکل بدلی اور دروازے کے سوراخ سے داخل ہو گیا میں نے جب اس کو دیکھا تو میں تیار ہو کر

بیٹھ گیا اس نے کھجور کھانے شروع کیے ہیں نے ایک دم اس کو پکڑ کر اپنے قبضہ میں کر لیا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دیجئے میرے بال بچے بہت زیادہ ہیں اور میں فقیر محتاج ہوں ہم پہلے اس بستی میں رہا کرتے تھے جب تمہارے صاحب مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں رسول بنا کر بھیجے گئے ہم کو یہاں سے بھگادیا گیا اور میں اب نصیبین میں رہتا ہوں آئندہ ہرگز نہیں آؤں گا آپ مجھ کو چھوڑ دیں میں نے اس کو چھوڑ دیا حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ قصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیا جب میں واپس آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قصہ دہرایا اور مجھے پوچھا کہ تیرا قیدی کیا ہوا میں نے آپ کو بتا دیا کہ وہ معذرت کرنے لگا میں نے چھوڑ دیا اور وہ وعدہ کر کے چلا گیا ہے کہ آئندہ نہیں آئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ باز آئے گا میں پھر چھپ کر بیٹھ گیا وہ پھر آیا اور اس نے کھانا شروع کر دیا میں نے پھر اس کو پکڑ لیا اس نے پھر محنت کی میں نے کہا کہ ہرگز نہیں چھوڑوں گا اس نے کہا چھوڑ دو پھر نہیں آؤں گا۔ اور اگر کوئی انسان سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں کسی مکان میں رات کو پڑھ دے تو ہم اس مکان میں اس رات کو داخل نہیں ہوتے۔ مکائد الشیطان میں بھی اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک برتن میں کھجور رکھے ہوئے تھے وہ روزانہ کم ہو جایا کرتے تھے ایک رات میں بیٹھ گیا پس اچانک ایک جوان لڑکے کی شکل کا آدمی آیا میں نے اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا میں نے اس سے معلوم کیا کہ تو جن ہے یا انسان اس نے کہا کہ جن ہوں میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ دکھلا اس نے اپنا ہاتھ دکھلایا میں نے اس کا ہاتھ گتے کے ہاتھ کی طرح بالوں والا پایا میں نے اس سے کہا کہ جنات کی خلقت ایسی ہی ہوتی ہے۔ اس نے کہا کہ جنات میں مجھ سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں ہے میں نے اس سے کہا کہ تجھ کو

یہاں آنے کی اور کھجور اٹھانے کی جرأت کیسے ہوئی اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو خیرات کو پسند کرتا ہے میں نے چاہا کہ میں ہی تیری خیرات سے کھاؤں میں نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے شر سے کس طرح بچا جائے اس نے کہا کہ جو آدمی صبح کو آیت الکرسی پڑھ لے شام تک ہمارے شر سے محفوظ رہے اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک محفوظ رہے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ اس خبیث نے سچ کہا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث صحیح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حدیث فطر کا نگران بنایا ایک جن آیا اور اس میں سے کھانے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجاؤں گا اس نے کہا کہ میں تجھ کو ایسے کلمات سکھلا دوں گا جو تجھ کو نفع دیں گے میں نے کہا کہ سکھلا اس نے کہا کہ جب تو سونے لگے یا سونے کے لئے بستر پر آوے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر اور اس نے پڑھ کر بتلانی صبح تک ایک فرشتہ خدا کی جانب سے تیری حفاظت کے لئے مقرر ہو جائیگا جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے پوچھا وہ قیدی کہاں ہے میں نے آپ کو قصہ سنایا اور بتلایا کہ وہ مجھے آیت الکرسی سکھلا کر گیا ہے اور اس کا یہ فائدہ بتلایا ہے۔ آپ نے کہا کہ اس نے تجھ سے سچ کہا ہے مگر وہ خود جھوٹا ہے کہ ایمان نہیں لایا۔

حضرت زید ابن ثابتؓ ایک مرتبہ اپنے باغ میں تشریف لے گئے آپ نے کسی کے آنے کی آہٹ محسوس کی پوچھا کون ہے اس نے کہا میں بن ہوں مم قحط سالی میں مبتلا ہیں کیا ہم تمہارے پھلوں سے کچھ لے سکتے ہیں میں نے کہا کہ لے لو دوسری رات کو پھر ایسا ہی ہوا اس نے کہا کہ میں بن ہوں قحط سالی میں مبتلا ہوں تمہارے پھل لے سکتا ہوں میں نے کہا کہ لے لو پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ ہم تمہارے شر سے کس طرح بچ سکتے ہیں اس نے کہا کہ آیت الکرسی پڑھ لیا کر۔

عبد بن بنت ولید فرماتی ہیں کہ میرے والد نے ذکر کیا کہ ایک آدمی اپنے باغ میں گیا اس نے کسی کے آنے کی آہٹ سنی اس نے آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی اتنے ہی میں درخت سے ایک شیطان اُتر اس نے اس شیطان سے کہا ہمارا ایک مریض ہے اس کا کس چیز سے علاج کریں اس نے کہا کہ جس چیز سے تو نے مجھے درخت سے نیچے اُتار دیا ہے (امرواۃ الکرسی ہے)

حبیب زیات فرماتے ہیں کہ میں شہر حلوان کے سرائے خانہ میں تنہا تھا تو شیطان اُنے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ آدمی لوگوں کو قرآن سکھاتا ہے اُو اس کو مار دیں دوسرے نے کہا کہ تیرا اس ہو کیا کہہ رہا ہے جب وہ ان کے قریب گئے انہوں نے "مُشْهِدُ الْفِرَاقِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ" الخ پڑھنی شروع کر دی یہ سن کر ایک نے کہا کہ خدا تیرا نہیں کرے میں تو اس کی صبح تک حفاظت کروں گا۔

ابوالختم عبد فرماتے ہیں کہ ایک شخص رات کے وقت کوڑے سے باہر آیا اس نے کوئی چیز دیکھی جھونپڑی نما اس کے چاروں طرف کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ آدمی چھپ کر بیٹھ گیا اور ان کو دیکھنے لگا پس ایک شخص آیا اور اس جھونپڑی میں بیٹھ گیا اور اس نے کہا کہ عروہ بن مغیرہ کو بھگانے چاہیے ان میں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے کہا کہ میں بھگاؤں گا یہ کہہ کر مدینہ کی طرف چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد آکر کہا کہ مجھے کوئی راستہ اس کے بھگانے کا نہیں مل سکا وہ شخص جو جھونپڑی پر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ کیوں اس نے جواب دیا کہ وہ صبح و شام ایک دعا پڑھتا ہے اس کی وجہ سے مجھے راستہ نہیں ملا اس کے بعد وہ جمع منتشر ہو گیا اور یہ آدمی واپس آگیا اور ایک اونٹنی خرید کر مدینہ کو روانہ ہو گیا اور عروہ ابن مغیرہ کو یہ قصہ سُنایا اور ان سے دریافت کیا کہ وہ کوئی دعا ہے جسکو آپ صبح و شام پڑھتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں "اَمْنَتُ بِالْعَدَدِ وَكَفَرْتُ بِالْحُبِّبِ وَالطَّلُوحُوتِ وَاسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا"

انفصام لہا واللہ سمیع عظیم، صبح و شام تین بار پڑھتا ہوں۔
 زید ابن اسلم سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو اشجع کے دو شخص اپنی بیویوں کے
 پاس جا رہے تھے ان کو راستہ میں ایک عورت ملی اس نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو انہوں
 نے کہا کہ اپنے گھر جا رہے ہیں اس نے کہا کہ جب تم واپس آؤ میرے سے مل کر جانا میں
 تم کو ایک بات سکھادوں گی جب وہ فارغ ہو کر واپس ہوتے وہ ان کو ملی انہوں نے
 اسی کو ایک اونٹ پر سوار کر دیا کچھ دور چلنے کے بعد ایک ٹیلہ آیا اس نے کہا کہ مجھ کو یہاں
 ایک کام ہے وہ اتر کر چلی گئی جب کافی دیر تک نہیں آتی ان میں سے ایک آدمی اس کو تلاش
 کرنے چلا گیا وہ بھی لوٹ کر نہیں آیا پھر وہ ان دونوں کو تلاش کرنے گیا جا کر دیکھا کہ وہ
 عورت اس پہلے آدمی کا کلیہ چبا رہی ہے اور مڑا ہوا پڑا ہے یہ دیکھ کر وہ واپس آ گیا
 اور سوار ہو کر چلے آیا وہ عورت پھر اسی کو آگے ملی اس نے کہا کہ تو مجھ کو چھوڑ کر آ گیا تھا
 اس آدمی نے کہا کہ نہیں تو نے ہی میری تھی وہ سوار ہو گئی اور مجھ کو غمگین دیکھ کر کہنے
 لگی کہ کیا بات ہے میں نے کہا آگے ایک ظالم بادشاہ ہے اس سے ڈر رہا ہوں اس
 عورت نے کہا کہ میں تجھ کو اس سے بچنے کے لئے ایک دعا سکھا دوں گی وہ تجھ کو کچھ
 نہیں کہہ سکتا اس نے کہا کہ سکھا اس نے کہا کہ پڑھ

”اللھم رب السموات وما اظلمت ورب الارضین وما اظلمت
 ورب الیریاح وما اذرت ورب الشیاطین وما اظلمت
 انت المسمان بدیع السموات والارض والجلال والاكرام
 نحن للمظلوم من الظالم حقہ فحق لی حقی من فلان فائدہ
 فسلمنی“

اس نے یہ دعا بار بار کہہ کر یاد کر لی اور اس کے لئے پد دعا کی کہ اے اللہ اس نے
 میرا بھائی لکھا ہے پس اسی وقت آسمان سے ایک آگ اُتری اور اس کی شرمگاہ میں

داخل ہو کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ یہ چڑیل تھی لوگوں کو کھایا کرتی تھی اور بھوت یہ لوگوں کو پریشان کرتی ہے ان سے کھیل کو د کرتی ہے، مارتی نہیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکایت کی کہ ایک بھوت میرے درندہان میں سے میرے گھر آتی ہے آپ نے فرمایا کہ جب تو اس کو دیکھے تو اس سے کہنا کہ تجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں میں نے اسے دیکھا اور پکڑ لیا اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دے میں تجھ کو ایک چیز بتاؤں گی میں نے اسے چھوڑ دیا اس نے کہا کہ آیت الکرسی پڑھ لیا کہ تیرے پاس کوئی شیطان نہیں آ سکتا۔ میں نے اس کا تذکرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ بولا مگر وہ خود کاذب ہے کہ مومن نہیں ہے (ترمذی، مسند احمد)

بھوت اس جن کو کہتے ہیں جو رات میں دکھائی دے۔ ابواسید فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باغ کے کھجور توڑ کر ایک کمرہ میں جمع کر دیئے ایک بھوت نے اس میں سے چرانے شروع کر دیئے اور ان کو خراب کرنے لگی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکایت کا آپ نے فرمایا کہ جب تو اس کے آنے کی آہٹ سے قویوں کہہ ”بسم اللہ اے جی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“ انہوں نے ایسے ہی کہا۔ اس نے کہا کہ اے ابواسید مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیجانے سے معاف کر دے اور میں عہد کرتی ہوں کہ ائمہ نہ آپ کے مکان میں آؤں گی اور نہ تمہارے کھجور چراؤں گی اور میں تجھ کو ایک آیت بتاؤں گی جب تو اس کو اپنے گھر میں پڑھے گا تیری بیوی تجھ سے احتساب نہیں کر سکتی اور جب تو اس کو برتن پر پڑھے گا تو کوئی اس کو کھول نہیں سکتا میں نے اس سے کہا کہ تلا اس نے کہا کہ آیت الکرسی میں نے اس کو رہا کر دیا اور وہ ریح خارج کرتی ہوئی بھاگی اور حضور کے پاس جا کر یہ قصہ آپ سے عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا مگر وہ خود کاذب ہے اور ۱۲۶ ویں باب میں آ رہا ہے کہ حضرت

حضرت عمرؓ نے ایک شیطان کو زیر کر دیا تھا اس نے بتلایا تھا کہ سورہ بقرہ کے پڑھنے سے شیاطین بھاگتے ہیں اور جس گھر میں یہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیاطین داخل نہیں ہو سکتے۔ ابو منذر فرماتے ہیں کہ ہم حج کے لئے روانہ ہوتے راستہ میں ایک پہاڑ کے نیچے پڑاؤ کیا لوگوں میں تذکرہ ہوا کہ اس پہاڑ میں جنات رہتے ہیں اسی اثناء میں ایک بوڑھا دیکھا کہ چشم کے پاس سے آ رہا ہے میں نے کہا کہ تم نے کوئی چیز دیکھی ہے ایک مرتبہ میں تیرا کان لے کر شکار کے لئے ڈرتا ہوا اس پہاڑ پر گیا اور چھوٹے چھوٹے درختوں کے پیچھے چھپ گیا ایک پہاڑی بکریوں کا ریوڑ آیا اس نے پانی پیا اور چشے کے چاروں طرف پھرنے لگیں میں نے ان میں سے ایک پر تیر چلایا اور اس کو شکار کر لیا جب وہ گر پڑی تو ایک چیخ کی آواز اس قدر زور سے آئی کہ پہاڑ پر کوئی بکری نہیں بچی سب بھاگ گئیں اس کے بعد ایک آواز آئی کہ ایک شکاری نے ہم کو دہشت زدہ کیا ہے اور ہمارے ایک شخص کو مار دیا ہے جو نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل تھا اس کو بھی مارنا چاہیے کسی نے کہا کہ کس طرح مارا جائے میرا مھ چمت اس کو مارنے کی نہیں ہو رہی ہے کیونکہ اس نے پہاڑ پر چڑھتے وقت ”بسم اللہ“ پڑھی تھی جب اس نے یہ بات سنی اس کو اطمینان ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۶ واں باب

جنات کے شر سے کس طرح بچا جائے

جنات کے شر سے بچنے کے دس طریقے ہیں۔

۱۔ ”أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم“ پڑھنا جیسا کہ قرآن کریم میں

ارشاد ربانی ہے ”و اما یسئرن عنک من الشیطن نزع فاستعد بالقرآن فاعوذ بالاسمیع
الحلیم“ یعنی اگر کوئی شیطان آپ کو درغلالتے تو خدا کی پناہ مانگو بیشک وہی سننے
والا جاننے والا ہے۔ اور ایک اور آیت میں اس قسم کا مضمون ہے نیز حدیث صحیح میں
وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دو شخصوں میں جھگڑا ہوا اور انہوں نے
بڑا جھگڑا کرنا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اس کے پڑھنے سے غصہ
جاتا رہے گا۔ پھر آپ نے ”اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم“ پڑھا

۲۔ معوذتین کا پڑھنا یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس
ترمذی شریف میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم پناہ مانگا کرتے تھے جنات سے اور نظر بد سے جب سورۃ فلق اور ناس
نازل ہوئیں آپ نے ان کو پڑھنا شروع فرما دیا اور ان کے علاوہ باقی اوراد کو ترک
فرما دیا جن کو آپ ان کے نازل ہونے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

۳۔ آیت الکرسی پڑھنا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اس
کے پڑھنے والے کے لئے خدا کی جانب سے ایک محافظ فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے
جو صبح سے شام تک شام سے صبح تک حفاظت کرتا رہتا ہے۔

۴۔ سورۃ بقرہ کا پڑھنا حدیث صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ جس گھر
میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے شیطان اس کے قریب نہیں جاتا۔

۵۔ سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھنا ابو سعود انصاری سے حدیث صحیح میں مروی
ہے کہ جس گھر میں سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھی جائیں وہ اس گھر والوں کی کفایت
کرتی ہیں۔ ترمذی شریف میں نعمان ابن بشیرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل لوح محفوظ میں

قرآن متعین فرمادیا تھا سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اگر کسی مکان میں تین رات تک مسلسل پڑھی جائیں اس میں شیطان نہیں آسکتا۔

۷۔ سورہ حم مومن کے اقل کی آیتیں ”الہیہ المصیبتکم مع آیتہ الکرسی کے ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی حم مومن کے اقل کی آیتیں مع آیتہ الکرسی کے صبح کو پڑھ لے شام تک اس کی حفاظت ہوگی اور جو شام کو پڑھ لے صبح تک اس کی حفاظت ہوگی۔
۸۔ ”لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدير“ سو مرتبہ پڑھ لے اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور سونکیاں اس کے لئے بکھ دی جائیں گی اور سو گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کی جائے گی اور اس سے بہتر کسی کا عمل نہ ہوگا وہ آدمی جو اس سے زیادہ مرتبہ پڑھ لے۔

۸۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا۔ ترمذی شریف میں حارث اشعری کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم دیا کہ وہ خود بھی اس پر عمل کریں اور بنی اسرائیل سے بھی عمل کرادیں پس ان سے دیر ہونے کو بھی کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یا تو آپ کریں اس کام کو یا میں کروں یحییٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ سبقت لے گئے تو مجھ کو اندیشہ ہے کہ میں عذاب دیا جاؤں گا یا میری صورت مسخ کر دی جائے گی۔ پس یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع فرمایا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ کلمات پر عمل کرنے کا مجھ کو اور تم کو حکم دیا ہے۔

”اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شریک مت ٹھہراؤ۔ مشرک بندہ کی مثال ایسی ہے کہ کسی نے غلام خریدا اور اس سے کہا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام

ہے اور تو کام کرتا رہ اور میری طرف ادا کرتا رہ اور وہ دوسروں کا کام کرنے لگے اپنے مولیٰ کا کام نہ کرے ایسے غلام کو کوئی پسند کر سکتا ہے۔

(iii) اللہ نے نماز کا حکم دیا ہے کہ جب تم نماز پڑھو ادھر ادھر مت دیکھو کیونکہ اللہ کی توجہ بندہ کی طرف نمازیں اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ ادھر ادھر نہ دیکھے۔

(iii) اللہ نے روزہ کا حکم دیا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی جماعت میں کسی آدمی کے پاس ٹشک ہو سب کو اس کی خوشبو اچھی لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

(iv) اللہ نے صدقہ کا حکم دیا ہے۔ صدقہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے کہ کسی کو لوگوں نے مارنے کے لئے پکڑ لیا ہو اور وہ یوں کہے کہ مجھ کو چھوڑ دو میں اپنا سارا مال تم کو دیتا ہوں وہ اپنا مال دے کر اپنے نفس کو بچالے۔

(v) اللہ کا ذکر کمزرت سے کیا کرو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی آدمی کو دشمن نے گھر لیا ہو اور وہ اس کے پیچھے بھاگ رہا ہو اور وہ بھاگ کر کسی مضبوط قلعہ میں چھپ جاتے اس طرح سے شیطان سے اپنے نفس کو خدا کے ذکر سے بچاؤ۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو بھی اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کا حکم کرنے کے لئے کہا ہے۔

۱۱) صوم ۱۲) طاعت ۱۳) جہاد ۱۴) ہجرت

جماعت کے ساتھ رہنا جو آدمی ایک بالشت بھی جماعت سے الگ ہو گیا اس نے اسلام کی ساری اپنے گلے سے نکال دی جب تک وہ توبہ نہ کرے جاہلیت کا دعویٰ کرنے والا جہنمی ہے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ وہ نماز روزہ بھی کرے آپ نے فرمایا کہ ہاں اگرچہ نماز روزہ بھی کرے۔ اللہ کے نیک مسلمان بندے ہونے

کا دعویٰ کرو۔

۹۔ وضو کرنا نماز پڑھنا غیظ و غضب کے وقت وضو کرنا نہایت نافع ہے کیونکہ یہ ایک قسم کی آگ ہوتی ہے جو ان کے دل میں اٹھتی ہے۔ جیسا کہ ترمذی نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا غصہ یہ ایک چنگاری ہوتی ہے انسان کے دل میں کیا تم نے غصہ دالے کی آنکھوں میں سرخی نہیں دیکھی اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں جس کو غصہ آئے وہ زمین پر تھوک دے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ غصہ شیطان کی جانب سے ہوتا ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے اور آگ پانی سے ختم ہو جاتی ہے۔ جب تم کو غصہ آئے وضو کرو۔

۱۰۔ نظربے پچے اور قلت کلام اور قلت طعام کا التزام کرے اور اخلاط مع الناس سے بچے کیونکہ شیطان انہیں چار چیزوں میں سے کسی ایک سے انسان پر مسلط ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں حدیث ہے کہ نظر شیطان کے نہ ہر آؤد تیروں میں سے ایک تیر ہے جو آدمی اپنی نظریں نہیں رکھے اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں ایک علامت پیدا فرمادیں گے جن کا وہ مرنے تک احساس کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۷ واں باب

قرآن ذکر تعویذات کا جنات کے جسم میں اثر کرنا اور

ان کا بھاگنا

قیس ابن حجاج فرماتے ہیں کہ مجھے میرے شیطان نے کہا کہ جب میں تیرے اندر داخل ہوا تھا اونٹ کی طرح تھا اور اب میں چڑیا کی طرح ہو گیا ہوں میں نے کہا کہ کیوں

اس نے جواب دیا کہ تو مجھے کتاب اللہ کے ذریعے پگھلا دیتا ہے حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کا شیطان پتلا دہلا ہوتا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اپنے شیطان کو اس طرح دہلا پتلا کر دیتا ہے جس طرح تم اپنے اونٹ کو سفر میں دہلا کر دیتے ہو۔ ابو خالد والسی فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیوی بچوں کیسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے پاس جلا رہا تھا ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا میرے بیوی بچے پیچھے رہ گئے تھے میں نے لوگوں کی آواز سنی اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا مجھ کو کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہوا تھا انہوں نے کہا کہ شیاطین ہم کو پکڑ کر ہم سے کھیل رہے تھے جس وقت آپ نے قرآن زور سے پڑھا وہ چھوڑ کر بھاگ گئے

ابن عقیل فرماتے ہیں کہ بغداد میں ایک ہمارا مکان تھا اس میں جو بھی رہتا وہی صبح کو مرجلا ایک قرآن پڑھنے والے نے وہ مکان کرایہ پر لے لیا اور اس میں رہنے لگا ہم منتظر رہے کہ وہ بھی مارجائے گا مگر صبح تک وہ نہیں مارجا بلکہ صبح سالم رہا۔ ہمارے پڑوسیوں کو تعجب ہوا وہ آدمی ایک مدت تک رہا پھر وہاں سے منتقل ہو گیا اس سے لوگوں نے دریافت کیا اس نے کہا کہ جب میں عشا کی نماز سے فارغ ہو گیا میں نے کچھ قرآن کزلم کی تلاوت کی اچانک ایک نوجوان کنویں سے برآمد ہوا اور اس نے مجھ کو سلام کیا میں ششدر رہ گیا اس نے کہا کہ دردمت مجھ کو کچھ قرآن کھلا دو میں نے اس کو کھانا شروع کر دیا پھر میں نے اس سے معلوم کیا کہ اسی مکان کا کیا قصہ ہے اس نے کہا کہ ہم مومن جنات ہیں نماز تلاوت کسے پابند ہیں اس مکان کو فساق لوگ کرایہ پر لیتے تھے اور اس میں شراب پیتے تھے ہم ان کا گلا گھونٹ دیا کرتے تھے میں نے اس سے کہا کہ رات کو مجھے تم سے ڈر لگتا ہے تم دن میں آجایا کرو اس نے کہا کہ بہت اچھا اور پھر اس نے دن میں آنا شروع کر دیا اور میں اس سے مانوس ہو گیا ایک روز وہ

پڑھ رہا تھا اچانک ایک منتر پڑھنے والا راستہ میں آگیا وہ کہہ رہا تھا کہ میں ہر پریشان کرنے والی چیز سے نظر بد سے اور جنات سے بچتا ہوں اس جہنم نے کہا کہ یہ کون ہے میں نے کہا یہ منتر والا ہے اس نے کہا کہ اس کو بلاؤ میں نے اس کو اندر بلایا اچانک وہ جن اژدھا بن کر چھت میں چلا گیا اس آدمی نے منتر پڑھنا شروع کر دیا وہ منتر پڑھتا رہا اور وہ اژدھا نیچے لٹکتا رہا یہاں تک کہ وہ نیچے آ پڑا اس نے کہا کہ اس کو پکڑ کر اپنی جھولی میں ڈال دوں میں نے اس کو منع کیا اس نے کہا کہ آپ مجھ کو میرے شکار سے کیوں روکتے ہیں میں نے اس کو ایک دینار دے کر چلتا کر دیا وہ اژدھا پھڑپھڑایا اور پھر جن بن گیا نہایت کمزور پتلا دبلا ہو چکا تھا میں نے اس سے کہا کہ یہ کیا ہوا اس نے کہا کہ اس منتر نے مجھ کو تباہ کر دیا ہے اور اب میرا زندہ رہنا محال ہے جب تم اس کو نیوں میں کوئی شیخ منو تو سمجھ لینا میں مروجہ ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رات کو اس کے مرنے کی خبر سنی وہ مر گیا اور اس کے بعد اس مکان میں کوئی نہیں رہا۔ واللہ اعلم

۲۸ واں باب

جنات و شیطاں کا تعویذ گندوں اور منتروں کا تابع

ہونے کا سبب

کافر جنات و شیطاں ابلیس اور اس کا لشکر کفر و شرک اور معاصی کو پسند کرتے ہیں اور شرارت و دکران کی مرغوب چیزوں میں سے ہیں اسی کے طالب رہتے ہیں اور اسی کی ہمتوں میں لگے رہتے ہیں اگرچہ یہ چیزیں ان کے اور ان کے متبعین کے عذاب کا سبب بنتی ہیں۔ ابلیس نے کہا تھا میں علاوہ مخلص بندوں کے سب کو گمراہ کروں گا جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ دوسری جگہ وارد ہے کہ ابلیس نے یہ

بھی کہا تھا کہ جن حقوق کو تو نے مجھ سے مکرم بنایا ہے اگر مجھ کو قیامت تک کی مہلت ملی تو میں علاوہ معدودے چند کے سب کو گمراہ مردن بنا دوں گا۔ قرآن کریم میں ایک ارشادِ ربانی ہے کہ شیطان نے اپنا کام پورا کر کے دکھایا علاوہ چند لوگوں کے سب نے اس کی اتباع کرنی شروع کر دی اور انسان کے مزاج میں جب بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو مصرتِ مال چیزیں اس کو مرغوب لگتی ہیں اور ان سے اس کو لذت حاصل ہوتی ہے بلکہ ان کا ایسا دلدادہ ہو جاتا ہے کہ اپنی عقل و دین اخلاق جان مال سب کو قربا کر لیتا ہے۔ اور شیاطین چونکہ تعبیت النفس ہوتے ہیں اور جادو منتر والے جب ان کی مرغوب چیزوں سے ان کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کی مرضی حاصل کرنے کے لئے کفر و شرک کرتے ہیں تو یہ کفر و شرک و منتر کا کام دیتے ہیں اور وہ ان کی بعض حاجتوں کو پورا کر دیتے ہیں جیسا کہ اگر کوئی آدمی کسی کے ذریعہ کسی کو قتل کرنا چاہے اور وہ اس قاتل کو کچھ مال دیدے یا کوئی آدمی کسی سے حرام کاری کرنا چاہے اور وہ کسی کو جو اس کا تعاون کر سکے کچھ مال دیدے۔ یہی حال جنات و شیاطین کا ہے کہ وہ کفر و شرک کی وجہ سے اس جادو یا منتر والے کی بعض حاجتوں کو پورا کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض مرتبہ یہ لوگ کلام اللہ کو نجاست سے لکھتے ہیں یا بعض مرتبہ اس کے حروف کو بدل دیتے ہیں جن سے شیاطین راضی ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ کلام اللہ کے حروف کو بدل کر پڑھتے ہیں جب وہ شیاطین کی مرضی کے موافق قرآن کریم کی بے حرمتی کرتے ہیں تو وہ بھی کبھی چشموں کے پانی کو بند کر دیتے ہیں اور کبھی دوسروں کے اموال چُر کر اس کو لاکر دیتے ہیں جیسا کہ خیانت کرنے والے کے اموال کو شیاطین چُر لاتے ہیں اور جن مال پر خدا کا نام نہ لیا جائے اس کو چُر لاتے ہیں اور اس کے علاوہ اور بہت قسم کے افعال و اعمال انجام دیتے ہیں جن کو ذکر کرنے سے کتاب کے طویل ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے

ابن اسحاق ندیم فرماتے ہیں کہ منتر والوں اور جادو گروں کا یہ خیال ہے کہ جنات و شیطین اور ارواح خبیثہ ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور ان کے حکم کے موافق عمل کرتے ہیں اور تعویذ گنڈے کرنے والے مسلمانوں کا یہ کہنا ہے کہ یہ طاعت خداوندی کا ثمرہ ہے کہ اس کے اثر سے جنات و شیطین تابع بن جاتے ہیں اور بعض مرتبہ جنات و شیطین کے اسماء کی قمیں کھانے سے بھی یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے اور آدمی جب شہوات کو چھوڑ دیتا ہے اور عبادتوں میں مشغول ہو جاتا ہے تب بھی یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے اور جنات و شیطین یا تو خدا کی اطاعت کی وجہ سے اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور یا ان کے نام کی قمیں کھانے سے فرماں برداری کرتے ہیں اور یا خوف خداوندی سے یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ خدا کا نام لینے سے جنات و شیطین گھبراتے ہیں اور خدا کا نام لینے میں ان کی رسوائی ہے اس لئے اس کے اثر سے فرمانبرداری بن جاتے ہیں یہ تو مسلمان تعویذ گنڈے کرینوالوں کا نظریہ ہے اور جادو گروں کا یہ کہنا ہے کہ ہم جنات کے نام پر قربانی کرتے ہیں اور ان کو خوش کرنے کے لئے خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب کرتے ہیں کیونکہ شیطین اس سے خوش ہوتے ہیں اور دیگر محرم کار ارتکاب کرتے ہیں مثلاً نماز ترک کرنا، روزہ ترک کرنا ناحی خون کرنا، محارم سے نکاح کرنا ان سے شیطین خوش ہو کر ہماری مرضی کے موافق عمل کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے فرمایا کہ جادو گروں کے اس بُرے طریقے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ایک جادوگر کا بیان ہے کہ ابلیس کی بیٹی بیدخ اپنا تخت پانی پر بچھاتی ہے اور اس قسم کے لوگوں کے واسطے شیطین کو مقرر کرتی ہے کہ وہ اس کے مقصد کی برآری کریں اور یہ لوگ اس کی رضا مندی کے لئے ہر قسم کے حرام کام کرتے ہیں۔ قربانیاں پیش کرتے ہیں اور ہر وہ کام کر گزرتے ہیں جو عقلاً قبیح و مذموم ہیں اور

بعض مرتبہ یہ لوگ اس کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے فرمایا کہ مجھ سے ایک جادوگر نے بیان کیا کہ میں نے بیدخ بنت ابلیس کو خواب میں دیکھا کہ وہ پانی کے اوپر تخت بچھائے بیٹھی ہے اور اس کے ارد گرد کچھ سیاہ لوگ ہیں جن کی ایڑیاں پھٹی ہوئی ہیں اور وہ دیہات کے سے معلوم ہو رہے ہیں اور ان میں مشہور جادوگر ابن منذر بھی بھی ہے یہ ایک بڑا جادوگر گزرا ہے اس کا نام احمد ابن جعفر غلام ابن زریق تھا اور اس سے جنات طشت کے نیچے سے بات کیا کرتے تھے علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ ان امور کے ذریعہ شیاطین سے اپنے کام انجام دلاتے ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ سلیمان علیہ السلام بھی اسی طرح جنات و شیاطین سے اپنے کام انجام دلایا کرتے تھے۔ اکثر علماء سلف نے بیان فرمایا ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو شیاطین نے سحر و کفر کی کتابیں لکھ کر ان کی کرسی کے نیچے رکھ دیں اور لوگوں سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ سلیمان علیہ السلام انہیں کے ذریعے جنات سے کام کرایا کرتے تھے پس اہل کتاب کی ایک جماعت نے یہی گمان کر لیا کہ واقعہ ایسا ہوا ہو گا اور ایک جماعت نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر جلد حق و جائز نہ ہوتا تو سلیمان علیہ السلام ایسا نہ کرتے اور انہوں نے جادو کو حق و جائز مان لیا۔

علامہ ابن تیمیہ نے ان دونوں جماعتوں کے گمان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں جماعتیں سلیمان علیہ السلام کے بارے میں گمراہ ہوئیں اور جادو کی حقیقت کو قرآن کریم نے اچھی طرح واضح کر دیا کہ یہ سراسر نقصان دہ ہے اس میں کوئی نفع نہیں ہے بلکہ شرک کا پہلو غالب ہے۔

محمد ابن اسحاق نے فرمایا کہ سب سے پہلے سلیمان علیہ السلام نے جنات و شیاطین سے خدمت لی اور اہل فارس کا کہنا ہے

فصل :-

کہ مرشد ابن ابی نجھان نے سب سے پہلے جنات سے خدمت لی اور یہ سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا جن جنات کو آپ نے خادم بنایا تھا ان میں سے آصف بن برخیا یوسف بن عیصر ہرمزان بن کردول قابل ذکر ہیں اور اہل اسلام میں سے سب سے پہلے ابو نصر احمد بن ہلال بکلی اور ہلال بن وصیف نے جنات سے خدمت لی یہ جنات سے باتیں کیا کرتے تھے اور ان سے خدمت لیا کرتے تھے اور ان کے عجیب و غریب احوال تھے اور ان کے بہت سے مجربات بھی ہیں اور کتابیں بھی ہیں۔ مثلاً کتاب الروح المتلاشیہ اور کتاب المغاخرہ فی الاعمال اور کتاب تعسیہ یا قالۃ الشیاطین سیدائ اور تعویذ گندے کرنے والوں میں سے ابن امام مشہور ہیں۔ یہ شخص معتقد باللہ کے در خلافت میں گزرا ہے اس کا طریقہ پسندیدہ تھا۔ یہ اسماء الہی سے تعویذ وغیرہ کیا کرتا تھا اور دیگر حضرات عبداللہ ابن ہلال صالح عقبہ اذری البو خالد خراسانی ان کا طریقہ کار بھی پسندیدہ تھا ان کے مجربات و اعمال بھی اچھے ہیں (از مؤلف)

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ہم کو ابن اسحاق کی رائے جو عبداللہ ابن ہلال کے بارے میں ہے پسند نہیں ہے کیونکہ یہ شخص فاسق و فاجر اور زندیق تھا۔ شیاطین کا تقرب حاصل کرنے کے لئے نماز ترک کیا کرتا تھا اور شیاطین اس کے حکم سے انسانوں کو پریشان کیا کرتے تھے اور مردوں عورتوں کو حرام کے لئے جمع کیا کرتا تھا جیسا کہ کتاب العجائب میں احمد ابن عبدالملک سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی عبداللہ ابن ہلال کے پاس آیا اور عبداللہ ابن ہلال شیطان کا دوست تھا اس کی رضا کے لئے نماز عصر ترک کیا کرتا تھا اور شیطان اس کی حاجت برآی کیا کرتا تھا اس آدمی نے کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے جو بہت مالدار ہے نیک چلن ہے اس کے یہاں ایک حسین لڑکی ہے مجھ کو اس سے حدیث

میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لئے شیطان سے سفارش کر دیں کہ وہ اس لڑکی کو پاگل
 بنادیں اس نے شیطان کے پاس ایک چھٹی لکھی اس میں لکھا تھا کہ اگر آپ کو
 سب سے بُرا آدمی دیکھنا ہو تو وہ یہ ہے اس کی حاجت پوری کر دو پھر اس کو یہ چھٹی
 دے کہ کہا کہ فلاں جگہ چلا جا اور ایک گول دائرہ بنا کر اس میں بیٹھ جانا جب شیطان
 آوے اس کو دور سے دکھادینا اس نے ایسا ہی کیا شیاطین وہاں سے گزرنا شروع
 ہوئے اخیر میں ایک بوڑھا شیطان تخت پر بیٹھا ہوا جس کو چار شیاطین اٹھائے
 ہوئے تھے آیا جب اس نے دور سے دیکھا وہ چھٹی اونچی کر دی اس نے وہ کتاب
 لے لی جب اس کو پڑھا تو اس کو بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا پھر ایک چرخ لگائی
 جس سے اگلے پچھلے سب شیاطین جمع ہو گئے اور کہنے لگے اے ہمارے سردار
 کیا حکم ہے اس نے کہا کہ میرے دوست کے پاس سے ایک چھٹی آتی ہے اس
 میں لکھا ہے کہ یہ آدمی مجھ سے اور آپ سب سے بُرا ہے اس کی حاجت پوری
 کر دو۔ لہذا تم ایک بہرے اندھے گونگے شیطان کو لاؤ جو اس لڑکی کو پاگل بنا
 دے جس آدمی کے یہ حالات ہوں وہ نیک ہو سکتا ہے اس سے معلوم ہوتا
 ہے کہ عبداللہ ابن ہلال اچھا آدمی نہیں تھا اور اگر ابن اسحاق کو یہ طریقہ بھی
 اچھا معلوم ہوتا ہے تو پھر ہم نہیں جانتے کہ ان سے نزدیک کون سا طریقہ بُرا
 ہوگا۔ حجاج نے ایک مرتبہ عمرو بن سعید کو کہا کہ مجھ سے عبداللہ ابن ہلال نے
 بتلایا ہے کہ تو ابلیس کے مشابہ ہے اس نے کہا کہ آپ کو اس سے تعجب نہ ہونا
 چاہیے کہ انسانوں کا سردار جنات کے سردار کے مشابہ ہے یہ جواب سن کر وہ شہنشاہ
 رہ گیا۔

لے مراد یہ چھٹی لے جانے والا ہے۔

فصل ۱۰

علامہ ابن تیمیہ نے فرمایا ہے کہ تعویذ گنڈے کرنے والے بعض مرتدوں کی جن کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں کہ تاکہ اس کی مدد سے دوسرے جنات کو تابع کر لیں پس کبھی تو وہ جن اس کی بات کو پوری کر دیتا ہے اور کبھی نہیں بھی کرتا کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ یہ شخص جس جن کو تابع کرنا چاہتا ہے اور جس کی مدد سے کرنا چاہتا ہے یہ جن اس کے نزدیک معظم ہوتا ہے اور اس کے منتر وغیرہ میں اتنی قوت نہیں ہوتی کہ وہ اس کو تابع کرنے میں مجبور بنادے جبکہ یہ تعویذ گنڈے کرنے والا کسی غیر کی بھی قسم کھاتا ہو اور اس کی بھی قسم کھاتا ہو جو اس کے نزدیک معظم ہے چونکہ یہ ایک کا طالب نہیں رہتا اس لئے اس کے منتر وغیرہ کی تاثیر کمزور ہو جاتی ہے اور وہ اس جن کو مجبور نہیں کر سکتا اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ یہ انسان کسی دوسرے انسان کو تکلیف دینے کی عرض سے جنات کے نام قسم کھاتا ہے اور وہ شخص جس کو یہ تکلیف دینا چاہتا ہے خود جنات کے نزدیک معظم ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی قسم کی طرف التفات نہیں کرتے اور بعض اس کی منجانب اللہ حفاظت کر دی جاتی ہے تب بھی جنات مجبور ہو جاتے ہیں اور اس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے ان کے حالات انسان کے حالات کے مشابہ ہوتے ہیں مگر انسان عقل، صداقت، ایقانے عہد میں اُن سے بڑھا ہوا ہے اور ان میں جہل کذب ظلم دھوکہ وغیرہ کا غلبہ ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تعویذ گنڈے کرنے والے اگر چہ (ان کے منتر وغیرہ کفر و شرک سے بھرے ہوتے ہیں اور ان سے علاج جائز نہیں ہے) تب بھی بعض مرتبہ وہ جنات کو بھگانے سے عاجز ہو جاتے ہیں اور اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تابع جنات سے یہ عرض کرتے ہیں کہ جو جنات انسان کو پریشان کر رہا ہے اس کو مار دو تو وہ ہنستے ہیں اور کبھی ایسا کرتے ہیں کہ اس کے لئے اس جن کے قتل کو مستحکم کرتے

ہیں حالانکہ وہ محض ایک خیال اور دھوکہ ہوتا ہے جبکہ وہ اپنے خیالات کو سچا گمان کو سمجھتا ہے اور بعض مرتبہ مکاشفہ کے ذریعے اس بات کو باور کرا دیتے ہیں جب کہ وہ کفر و شرک میں مبتلا ہو یا گمراہ فرقہ سے متعلق ہو چونکہ شیاطین کو اس قسم کے لوگوں کو گمراہ کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے اور بعض مرتبہ جنات تک بھی دیتے ہیں کہ ہم اس کا شبہ نہ دیکھائیں گے وہ جانتے ہوئے بھی اس کو حقیقی جن ہی گمان کرتا ہے حالانکہ وہ محض ایک شبہ ہوتی ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی نیک بندے کو پکارتا ہے اور جنات اس کی آواز میں آواز ملا کر اس کی پکار کا جواب دیتے ہیں وہ سمجھتا ہے کہ اسی نے بول دیا ہے حالانکہ وہ جنات کا ایک استہزاء ہوتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ بعض مرتبہ آدمی مصیبت کے وقت کسی صالح میت کو پکارتا ہے اور جنات اس کی صورت بنا کر اس کی بات سنتے ہیں جس سے اس کا عقیدہ مزید خراب ہو جاتا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ اس صالح میت نے میری مدد کی ہے حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے اور کبھی زندہ لوگوں کے بارے میں بھی شیاطین یہ حرکت کر دیتے ہیں اور شرک و معتبرہ جو اولیاء اللہ کے بارے میں گمان کرتے ہیں کہ وہ ہماری پکار سنتے ہیں اس کی حقیقت یہی ہے کہ شیطان ان کی صورتوں میں منہ شکل ہو کر ان کو نظر آتے ہیں ان سے بات چھ کرتے ہیں وہ ان کو حقیقی انسان گمان کر کے اپنے عقائد خراب کر لیتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بہت سے لوگوں نے ایسے واقعات یا اس قسم کے واقعات بیان کئے ہیں جن کی تحقیق کرنے کے بعد بھی واضح ہوا کہ وہ شیطانی نصرت تھا اور کوئی اس کی حقیقت نہیں تھی بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی مشرک نے کسی زندہ انسان کو پکارا اور اس کی پکار سنی گئی جب اس انسان سے تذکرہ کیا گیا تو اس نے صاف انکار کر دیا میں تو اس کو جانتا بھی نہیں کسی فرشتے نے اس کی آواز سنی ہوگی میں نے کہا کہ فرشتہ ہرگز نہیں مشرک کی پکار سن سکتا بلکہ وہ تو شیطان تھا اس

نے اس کو گمراہ کیا ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جس کو نیک گمان کرتا ہے اور اس کا معتقد ہوتا ہے تو شیطان اکثر حج کے موقع پر عرفات وغیرہ میں اس کی صورت میں نظر آتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ وہ بھی حج کو آیا ہے حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ شیطان کسی صالح انسان کی شکل بنا کر میقات سے بغیر حرام کے اُگے چلا جاتا ہے اور طواف و سعی و رمی کئے بغیر عرفات میں نظر آتا ہے اور کبھی دیگر عمرات کا ارتکاب کرتا ہے لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ صالحین کی کرامات ہیں حالانکہ وہ شیطانی کمزور فریب ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کو وہی عبارات پسند ہیں جو واجبات و مستحباب میں داخل ہوں اور جو اس کے علاوہ ہوں وہ شیطانی حرکات ہیں ان کو عبادت سے کوئی علاقہ نہیں ہے

فصل

(آسیب زدہ کے علاوہ کا طریقہ)

آسیب زدہ یا دوسرے مریض کو مباح الاستعمال روشنائی سے قرآنی آیات یا خدا کا نام لکھ کر غسل کرنا یا پلانا جائز ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل نے ابن عباس سے متعدد طرق سے نقل فرمایا ہے کہ وہ مریض کے مریض کے موافق قرآنی آیات لکھ کر دیا کرتے تھے جیسا کہ یہ کہتے تھے "لا الہ الا هو العظیم الحسین سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین کا نغمہ یوم یرونہما لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحیٰ کا نغمہ یوم یرونہما یوم یرونہما (از مولف) لم یلبثوا الا ساعۃ مختار و بلاضحیٰ یحل یحک الالقوم الظلمون (از مولف) شروع باب میں گزر چکا ہے کہ علماء نے ان ستروں سے علاج کو منع فرمایا ہے کہ جن کے معانی سمجھ میں نہ آسکیں کیونکہ ان میں شرک کا اندیشہ ہے اگرچہ اس کا

جانتے والا اس میں شرک پر مطلع نہ ہو سکے۔ علماء نے سدا للباب اللہ سے منع فرمایا ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منسروں کے استعمال کی اجازت دی ہے جن میں شرک نہ ہو اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچانے کے واسطے میں دروغ نہ کرے اور قرآن کو تم سے علاج کرنا اور شفا حاصل کرنا بھی کافری دانی ہے کیونکہ یہ سراسر فود ہے دلوں کا سکون ہے اور ہر قسم کے سنج و غم کو ختم کرنے والا ہے اور زندہ مردے بھی مومنوں کے لئے رحمت ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اس پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق دے قرآنی آیات و احکام کی تائید کا انکار دہی کر سکتا ہے جس کا عقیدہ لکھو اس کو علماء ہی سمجھ سکتے ہیں یہ نصیحت کی چیز ہے اس کو باخبر لوگ ہی محفوظ کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۹ واں باب

جنت کا انسان کو برائی بھلائی کا بدلہ دینا

عبید بن ابرص اپنے چند رفقاء کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے انہوں نے ایک سانپ پڑا ہوا دیکھا کہ شدت گرمی سے دم توڑ رہا ہے اور زمین کو چاٹ رہا ہے ان کے کسی ساتھی نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا عبید نے کہا کہ نہیں بلکہ اس کو پانی پلا دو انہوں نے سواری سے اتر کر اسے پانی پلا دیا اور اپنا راستہ اختیار کیا جب وہ راستہ چل رہے تھے تو ایک مقام پر جا کر راستہ بھول گئے کوئی پتہ نہ چل سکا کہ کدھر جانا ہے وہ ابھی اسی پریشانی میں تھے کہ کسی نے غیب سے ندا دی اور یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے راہ گم کردہ قافلہ والو یہ سامنے ہماری سواری ہے اس پر سوار ہو جاؤ

اور طسوراج خرمک اس کو چھوڑ دینا۔

وہ اس پر سوار ہو گئے وہ ایک ہی رات میں اتنا سفر طے کر گئے جتنا کہ دس دن میں طے ہوتا ہوا اور وہ صبح راستہ چلنے لگے اس کے بعد عبید نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”کہ اے ترمذی سوار تو نے ہم کو ایسے جنگلوں کی گراہی سے بچا کر کہ جس میں ماہر آدمی بھی چکر کھا جاتے ہیں راہ راستہ پر لگایا ہے تو ہم کو صبح بتلا دے کہ ایسے جنگلات میں ہم پر یہ بے کراں احسان کس نے کیا ہے؟“

اس نے اس کے جواب میں اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”میں وہی سانپ ہوں جو گرمی کی شدت سے تڑپ رہا تھا اور ایک آدمی نے مجھ کو مارنا چاہا تھا اور تو نے مجھ کو بچا کر بانی پلا کر میرے اوپر احسان کیا تھا بھلائی کا بدلہ مل کر رہتا ہے۔“

اگرچہ زمانہ بیت جائے اور برائی اس طرف کو بھی برا کر دیتی ہے جس میں وہ رہتی ہے اور بھی اس قسم کے بہت واقعات جو جا بجا آتے رہیں گے۔ ۶۰ ویں باب میں آئے گا کہ ہرن جنات کے چوپاتے ہیں۔

مرہی فرماتے ہیں کہ میں جنگلی گدھوں کا شکار کیا کرتا تھا میں نے ایک ان کے پانی پینے کی جگہ جاکر ایک چھوٹا سا مکان بنایا اور اس میں چھپ کر بیٹھ گیا جب وہ پانی پینے آئے تو میں نے تیر کھینچا اور اس کو چلانے کا ارادہ کیا اچانک غیب سے ندا آئی کہ پن گھٹ سے ہوشیار رہنا یہ سننے ہی سب گدھے بھاگ گئے میرے واپس آگیا میرے ساتھ ایک باندی بھی تھی جس کا نام مرہانہ تھا اور دو گدھے بھی تھے جن کو میں نے بھگا رکھا تھا میں پہاڑ کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا تاکہ وہ نکلیں اور میں ان پر حملہ کروں وہ نکلے اور میں نے فوراً ہی ان پر تیر چلایا اور ان میں سے

ایک کو شکار کر لیا اور میں نے کہا کہ پن گھٹ سے بھاگنے والے کا گدھا مارا گیا اور پیچھے سے اس کے تیر مارا گیا۔ مجھے کسی نے جواب دیا کہ جو گدھا مر جائے نہ پکڑا تھا وہ تو ضائع ہو گیا اور تمہاری محنت بے کار و رائیگاں گئی مجھ کو باز کی نے بتلایا کہ اسے سیدہ گدھا جن کا آپ نے شکار کیا تھا وہ تو ضائع ہو گیا اور مر گیا۔

۵۰واں باب

جنات کا انسان کو پریشان کرنا

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ جنات کبھی انسان کو عشق و محبت کی وجہ سے پریشان کرتے ہیں جیسا کہ بعض انسان جنات کو بھی عشق و محبت کی وجہ سے پریشان کرتے ہیں اور کبھی جن و انس صحبت و جماع کرتے ہیں اور ان کے اولاد بھی پیدا ہو جاتی ہے یہ بہت ہی معروف و مشہور بات ہے علماء نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے بارے میں علماء کے اقوال بھی منقول و مروی ہیں اور اکثر و بیشتر جنات انسان کو بغض و عداوت کی وجہ سے اور بدلہ لینے کی غرض سے پریشان کرتے ہیں جیسا کہ کوئی انسان ان کو تکلیف دے اور وہ اس کے عوض میں اس کو تکلیف دیں یا ان کو یہ گمان ہو جائے کہ انسان ہم کو عذرا پریشان کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ ناواقفیت کی وجہ سے ان پر پیشاب کر دے یا ان پر گرم پانی ڈال دے یا ان میں سے کسی کو قتل کر دے وہ انسان تو نہ جاننے کی وجہ سے اس سے یہ افعال صادر ہو جاتے ہیں اور جنات اپنی جہالت و ظلم کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے قصداً یہ حرکت کی ہے اور اس کے بدلہ میں اس کو پریشان کرنے لگتے ہیں اور اس سے زیادہ اس کو تکلیف دیتے ہیں اور بعض مرتبہ شرارت طبعی کی وجہ سے اور ازراہ تمسخر

انسان کو پریشان کرتے ہیں جیسا کہ انسانوں میں بھی بعض نادان ایسے ہوتے ہیں۔ لہذا عشق و محبت کی وجہ سے انسان کو چٹ جانایہ فواحش میں داخل ہے حرام ہے جیسا کہ انسان کے حق میں یہ چیزیں حرام ہیں اگرچہ رمضان مذی کے ساتھ ہو اور اگر رمضان مذی کا نہ ہو تب تو دو گناہ جمع ہو جائیں گے فاحشہ اور ظلم اور جنات بھی اس کی مٹ کے مخاطب ہیں اور وہ بھی جانتے ہیں کہ یہ حرام ہے اور ان کے خلاف محبت ہے اور ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق عمل کیا جاتے گا اور ان کو اس کی سزا دی جاتے گی اور انسان کا ان کو ایذا دینا اگر عدم واقعیت کی وجہ سے ہوا ہو اور وہ اس کے بدلہ میں اس کو پریشان کرے تو اس کے بارے میں بھی اللہ سوال کریں گے کہ جب اس نے قصداً تکلیف نہیں دی تھی تو یہ سزا کا مستحق نہیں تھا بلکہ اس نے تو اپنے ملک میں تصرف کیا تھا اپنے گھر میں گرم پانی ڈالا تھا اور یہ تمام افعال جائز ہیں جنات بھی اس کو جائز سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی یہ فرمائیں گے کہ انسان کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر تہارار ہنا جائز نہیں تھا بلکہ تمہارے رہنے کے واسطے ویران مقامات اور جنگلی تھے پھر تم وہاں کیوں گئے لہذا اس کی بھی سزا ان کو دی جائے گی کہ انہوں نے بلا وجہ انسان کو پریشان کیا اللہ تعالیٰ نے جنات کے رہنے کے لئے ویران مقامات بنائے ہیں یہی وجہ ہے کہ جنگلوں میں حماموں میں نجاسات کی جگہوں میں جیسا کہ گندگی و غیرہ ڈالنے کی جگہیں اور قبرستان ان میں جنات اکثر رہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب جنات انسان پر ظلم کریں اور بلا وجہ اس کو پریشان کریں تو وہ بھی احکام شرعیہ کے مکلف ہیں ان کو بھی خدا اور رسول کا حکم شامل ہے اس لئے اس کے بارے میں وہ عمنہ اللہ ماخوذ ہوں گے۔



۱۵۷واں باب

جنات کا آسیب زدہ انسان کے بدن میں

داخل ہونا

معتبرہ وغیرہ جنات کا وجود تسلیم کرنے کے باوجود بھی اس کا انکار کرتے ہیں کہ جنات انسان کے بدن میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک جسم میں دو روح کا سما نا محال ہے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنات کے وجود کے بارے میں روایات ثابت ہیں ان کے انسان کے بدن میں داخل ہونے کی روایات ثابت نہیں ہیں حالانکہ ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔ ابوالحسن اشعری نے مقالات اہل السنۃ والجماعۃ میں ذکر فرمایا ہے کہ اہلسنت والجماعت کہتے ہیں کہ جنات آسیب زدہ کے وجود میں داخل ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ سو دکھاتے ہیں وہ ایسے اٹھیں گے جیسا کہ شیاطین کا آسیب زدہ شخص ہوتا ہے یعنی ان کے حواس مضبوط ہو جائیں گے۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے ان سے کہا کہ اے اباجان کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جنات آسیب زدہ کے بدن میں داخل نہیں ہوتے انہوں نے جواب دیا کہ وہ جھوٹے ہیں وہی تو آسیب زدہ کی زبان پر بولتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نقل کیا ہے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو لے کر حضور کے پاس آئی اور عرض کیا :-

یا رسول اللہ میرے اس بچے کو جنون ہے صبح و شام ہوتا ہے آپ نے اس بچے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اور تھک کار اس کے منہ سے سیاہ کتیا کے بچہ کی طرح کوئی چیز نکل کر بھاگی اور عنقریب ابوداؤد کی روایت آ کر ہی ہے اس میں آپ نے فرمایا نکل اسے خدا کے دشمن میں خدا کا بنی ہوں۔

قاضی عبدالجبار فرمایا ہے کہ جب جنات کے اجسام کے بارے میں ہم ثابت کر چکے کہ ان کے اجسام ہوا کی طرح رقیق ہیں تو ان کا انسانی اجسام میں داخل ہونا اس میں کوئی استحالہ نہیں رہا کیونکہ ہوا اور سانس جس سے ہمارا قوام زندگی ہے وہ انسانی بدن میں سرایت کرتے ہیں اور اس کے اندر حلول کرتے ہیں اور اس سے چند جوابہر کا ایک چیز میں داخل و مجتمع ہونا لازم نہیں آتا یہی حال جنات کے دخول کا ہے کہ وہ بھی اجسام انسانی سے مجاور ہوتے ہیں اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس میں مل کر بالکل فنا ہو جاتے ہیں اور شئی واحد کی طرح ہو جاتے ہیں بلکہ ان کا ہمارے اجسام میں داخل ہونا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی جسم رقیق کو کسی ٹرف میں داخل کر دیا جائے یہی حال جنات کے دخول کا ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ شئی واحد کی طرح متصل ہو کر اس میں کلی طور پر حلول کر جاتے ہیں کہ اس پر استحالہ پیش کیا جائے جیسا کہ معتزلہ نے سمجھ کر استحالہ پیش کیا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ جنات کا انسانی اجسام میں داخل ہونا اس سے ان کے اجسام کا یا انسانی اجسام کا ٹوٹ جانا لازم آتا ہے کیونکہ ایک جسم دوسرے جسم کے تنگ مقام میں اس وقت داخل ہو سکتا ہے جبکہ اس کو توڑ دیا جائے اس کے بغیر داخل ہونا ناممکن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس وقت لازم آئے گا جبکہ داخل ہونے والے اجسام لکڑی کو پسے کے مانند کثیف و غلیظ ہوں اور جب ہوا کی طرح رقیق ہوں گے اس وقت دخول کے لئے ان کا ٹوٹنا لازم نہیں ہے یہی حال شیطان کے دخول کا ہے بدن انسان میں یا تو وہ کلی طور پر داخل ہو جاتے ہیں یا ان کا بعض حصہ جسمانی انسانی جسم سے متصل ہو جاتا ہے اور بعض حصہ الگ رہتا ہے بہر صورت ان کے اجسام کا انقطاع لازم نہیں آتا اور پلا ٹوٹے انسان کے جسم میں ان کے بعض جسم کا داخل ہو جانا اور بعض کا الگ رہنا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ناپا اس کا کچھ حصہ سوراخ میں ہو اور کچھ حصہ باہر ہو جس طرح اس میں انقطاع نہیں ہے

اسی طرح شیاطین کا انسانی جسم میں اپنے بعض حصہ کا داخل کر دینا اور بعض کا الگ رکھنا اس میں بھی انقطاع لازم نہیں آتا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ آپ کے اس بیان سے کہ شیاطین کے اجسام کے بعض حصہ کا انسانی اجسام سے ملنا اور بعض کا الگ رہنا یہ ممکن ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ فرض کرو شیاطین ہمارے معدہ میں چلے جائیں تو اس وقت میں ہم ان کو کھانے والے ہو جائیں گے جیسا کہ کھانا معدہ میں جلنے کے بعد ہم اس کو کھانے والے ہو جاتے ہیں اسی کا جواب یہ ہے کہ ہر چیز جو معدہ میں چلی جاوے اس کا ماکول ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ ماکول وہ چیز ہوتی جس کو چبا کر نگل کر معدہ میں اتاری جاتے اور پانی بھی معدہ میں جانے کے بعد ماکول شمار نہیں ہوتا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پتھروں میں بھی داخل ہو جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی ممکن ہے بشرطیکہ پتھر بالکل ٹھوس نہ ہو بلکہ اس میں ہلکے ہلکے خلاء ہوں جیسا کہ ہوا بھی ایسے پتھر میں داخل ہو جاتی ہے اس طرح جنات کے دخول میں کوئی استحالہ نہیں ہے وہ بھی داخل ہو جائیں گے۔ پس اگر کوئی یہ کہے کہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ شیطان اور اس کی زوجہ انسان کے شکم میں داخل ہو کر جماع کرتے ہوں اور وہ حاملہ ہو کر بچہ جنمی ہو اور انسانوں کے پیٹ میں ان کے بچے ہوتے ہوں اور ہاشم نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ متنع نہیں ہے اجسام رقیقہ کا تو والد و تناسل جو فانی میں ممکن ہے جیسا کہ اجسام لطیفہ کا تو والد و تناسل ممکن ہے دیکھیے بعض مرتبہ انسان کے پیٹ میں نہایت ہی باریک کیڑے قدرتی طور پر پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ ان کا تو والد و تناسل انسان کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے یہی حال جنات و شیاطین کے تو والد و تناسل کا ہے ہاں ان کے تو والد و تناسل کا انسان کے پیٹ میں ہونا یہ ضروری البتہ نہیں ہے کیونکہ وہ با اختیار مخلوق ہے ممکن ہے کہ انسان کے

پیٹ میں تو والد و تناسل کو پسند نہ کرتے ہوں، جیسا کہ ہم بازاروں میں مسجدوں میں تو والد و تناسل کو پسند نہیں کرتے بلکہ مخصوص مواقع میں اس کو کرتے ہیں پس ممکن ہے ان کا حال بھی یہی ہو۔ بہر حال اس سے مذکورہ بالا اعتراض ساقط ہو جاتا ہے قاضی عبدالجبار نے حدیث کہ انسان کے بدن میں شیطان خون کی طرح درمیاں سرایت کرتا ہے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ اسی وقت درست ہو سکتا ہے جبکہ شیطاں کے اجسام رقیق مانے جائیں کیونکہ اجسام کثیفہ کے بارے میں یہ تصور نہیں ہو سکتا شیطان کا بدن انسان میں داخل ہوتا یہ احادیث چونکہ مشہور و معروف ہیں اس لئے ابو عثمان نے کہا کہ اس کا منکر دہر یہ ہے یا اس سے دہریت کی بو آتی ہے۔ قاضی عبدالجبار نے فرمایا کہ ابو عثمان نے یہ فیصلہ اس لئے کیا ہے کہ یہ احادیث شہرت کے اعتبار سے صلاۃ و صیام حج و زکوٰۃ کی احادیث کی طرح ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کا منکر رسول کا منکر ہے اور رسول کا منکر کافر ہو جاتا ہے اور جو آدمی مجازاً کا منکر نہ ہو وہ ان کا کیسے منکر ہو سکتا ہے اور جو معجزات کا انکار کرے اور اس قسم کی معانی کا انکار کرے تو وہ قادر مطلق حی و قیوم کا بھی انکار کر دے گا اور جب وہ اس کا انکار کر دے گا اور معانی اشیاء موجود ہوں گے تو ظاہر ہے کہ وہ یہی کہے گا کہ معانی اشیاء قدیمہ ہیں خود موجود ہیں اور یہ عقیدہ صراحتاً دہریت ہے اس لئے ابو عثمان نے کہا تھا کہ اس کے منکر سے دہریت کی بو آتی ہے۔

ابو قائم انصار نے فرمایا ہے کہ جنات کے اجسام کے کثیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا بدن انسان میں داخل ہونا محال نہیں ہے جیسا کہ کھانا پانی وغیرہ مادی جسم کے اندر داخل ہو جاتے ہیں یہی حال جنات کا بھی ہو جائے گا یہ وجہ یہ بھی پسندیدہ ہے بعض لوگوں نے کہا کہ ان کے داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنا عکس خوف و ہراس بدن انسان پر ڈالتے ہیں مگر یہ مطلب عقلاً و نقلاً ہر دو اعتباراً

سے مردود ہے کیونکہ جنات کا انسان کے بدن میں داخل جانا اور اپنا سر اس کے قلب پر رکھنا یہ ثابت بالاسمع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۵۲ وال باب

آسیب زدہ کی حرکات اور مار پٹائی کرنا آیا یہ اسی کا فعل
ہوتا ہے یا جنات کا فعل
ہوتا ہے

یہ بات ثابت ہے کہ کوئی مخلوق چاہے جن ہو یا انسان ہو یا فرشتہ ہو وہ کسی کے اندر کوئی فعل نہیں کر سکتی بلکہ آسیب زدہ جو حرکت کرتا ہے اور اس کے اندر جو اضطراب ہوتا ہے وہ اسی کی طبیعت کے مقتضاء کی وجہ سے ہوتا ہے پس اگر وہ آسیب زدہ اس اضطراب پر قادر ہو تو کسب کی نسبت اس کی طرف کی جائے گی اور خلق اضطراب کی نسبت خدا کی جانب اور اگر وہ قادر نہ ہو تو اس کو مضطر کہا جائیگا ان حرکات کے صادر کرنے کے بارے میں اور یہ بات بعید از امکان نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عادت اس طرح کر دی ہو کہ بغیر جنات کے اس کی عادت بغیر ان کے داخل ہوئے وہ اس قسم کی حرکت نہ کر سکے جیسا کہ اسباب و مسببات میں یہی عادت الہی جاری ہے کہ جب تک اسباب کا وجود نہیں ہوتا اس پر مسببات کا ترتیب نہیں ہوتا پس یہی حال اس کی حرکات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عادت جاری کی ہے کہ جب تک کسی جن کا سر نہیں ہوگا اس سے اس قسم کی حرکات صادر نہ ہوں گی پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ آسیب زدہ کی حرکات طبعی ہوتی ہیں اور جنات کا آنا یہ صرف سبب کے درجہ میں ہے جنات اس کی حرکات کا سبب نہیں ہیں اور یہی حال

آسیب زدہ کے کلام کا ہے کہ اس کی گفتگو عجیب و غریب انداز کی وہ بھی طبعی ہے۔ جنات کا مس کرنا اس کا سبب ہے اور مقتضاء طبع منجانب اللہ بھی طے ہے کہ جب تک جنات کا مس نہ ہوگا اس وقت تک اس قسم کے اقوال و گفتگو پیدا نہ ہوں گے اور اکثر لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس کی گفتگو نہیں ہوتی بلکہ جنات کی گفتگو ہوتی ہے اور اس بات کی کوئی قطعی یقینی دلیل نہیں ہے کہ وہ جنات کا کلام ہوتا ہے اور جتنا ہی آسیب زدہ کی زبان پر بولتے ہیں ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اسی آسیب زدہ کی گفتگو ہوتی ہے جنات کی طرف اس کو منسوب کرنا یہ صرف مجازی ہے یعنی وہ اس کے اس طرح بولنے کا سبب بنتے ہیں اس لئے لوگوں نے انہی کی طرف منسوب کرنا شروع کر دیا حالانکہ وہ آسیب زدہ کا کلام ہوتا ہے اور جنات کے اس کے اندر داخل ہونے سے اور مس کرنے سے یہ کلام پیدا ہوتا ہے حقیقی مشکلم وہ آسیب زدہ ہی ہے اور سب جانتے ہیں کہ مشکلم وہی ہے جس کے ساتھ فعل کلام قائم ہو نہ کہ وہ جس کی وجہ سے کلام کیا گیا ہو اور انسان کا کلام کبھی اختیاری ہوتا ہے اور کبھی اضطراری پس حالت آسیب زدگی کا کلام اضطراری ہوگا حقیقی مشکلم انسان ہی ہوگا نہ کہ جنات۔

امام احمد بن حنبل کا جو قول یہ سمجھے گزر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جتنا ہی آسیب زدہ کی زبان پر کلام کرتے ہیں اس قول کی بھی یہی تاویل ہے جو ابھی مذکور ہوئی۔

۳۵۱ واں باب

آسیب زدہ کے علاج سے متعلق ایک سوال ؟
علامہ ابن تیمیہؒ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص طویل مدت تک جنات

مذبح میں پھنسا رہا وہ بار بار اس کو پریشان کرتے تھے اور کتنی ہی مرتبہ وہ مرنے سے بچا ہے جب وہ شخص جنات کی شرارت سے عاجز آ گیا تو اس نے دربار خداوندی میں گویہ زاری کی اور ان سے نجات کی دعا کرنے لگا اور ان کی روک تھام میں مشغول ہو گیا اور اس کا یہ حال تھا کہ وہ جنات اس کو سوتے جاگتے ہر حال میں اس کو دکھائی دیتے تھے اور اس سے باتیں کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ تیری دعا کی وجہ سے گذشتہ رات ہمارے فلاں فلاں اشخاص مر گئے اور فلاں فلاں مریض ہو گئے اور قاہرہ میں ایک شخص تھا جس کا جنات سے تعلق تھا اور اس کو ان پر قدرت و غلبہ حاصل تھا اس سے بھی لوگوں نے اس دعا کرنے والے کے بارے میں دریافت کیا اس نے بتلایا کہ اس کی دعا سے چھ جنات مر چکے ہیں اور بہت سے بیمار ہیں اور اس دعا کرنے والے کو بھی معلوم ہو گیا کہ میری دعا کی قبولیت کے نتیجے میں اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا ہے اور میری نصرت فرماتی ہے اور اس کی تائید بھی ہو گئی جیسا کہ اس نے خبر دی تھی اس کے بعد جنات نے اس سے مصالحت کرنی چاہی اور اس سے معذرت کرنے لگے اب اس میں یہ سوال ہے کہ جنات کے ہلاک ہونے کے باوجود بھی اس کو دعا کرنی جائز ہے یا نہیں اور یہ دعا کرنے والا آدمی کیا گنہگار ہو گا یا نہیں چونکہ بعض مرتبہ مسلم جنات بھی ہوتے ہیں۔ اور اس طرح کی لڑائی شروع ہے یا نہیں اور حدیث شریف میں اس کا ثبوت ہے یا نہیں اور کیا شرعی طور پر اس طرح کی حالت پیش آ سکتی ہے یا نہیں جیسا کہ اس صاحب معاملہ نے ذکر کیا اور دوسرے حضرات نے اس کی تائید کی یا مستحب ہے جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں اور جنات کو مغلوب کرنے کے لئے بخوبیوں سے اور دیگر حضرات سے تعویذ اور فتیے وغیرہ جلانے کے لئے لے سکتے ہیں یا نہیں چونکہ عموماً عاملین حضرات اچھی طرح سے جنات کے علاج سے واقف ہوتے ہیں اور آسیب زدہ اور اس کے اولیاء اس قسم کے علاج

سے شفاء طلب کرتے ہیں اور اگر یہ طریقہ کفر ہے تو اس کی ذمہ داری اس شخص پر عائد ہوتی ہے جو علاج کرتا ہے اور اپنے ذہن کے طعن دنیا خریدتا ہے پس یہ طریقہ علاج جائز ہے یا نہیں اس قسم کے اور بہت سے سوالات تھے مگر باب سے متعلق ہی سوال تھے اس لئے مؤلف نے انہیں پرکتفا کیا ہے۔

خلاصہ جواب جنات کے ظلم کو دفع کرنے کے لئے دعا کرنی جائز ہے بلکہ محبوب ہے اور کبھی مظلوم سے ظلم دفع کرنا واجب ہوتا ہے اور اس کی نصرت ضروری ہوتی ہے چونکہ حد امکان تک مظلوم کا تعاون کرنا مامور بہ ہے اور جب دعا کرنے کی وجہ سے آسیب زدہ شفا یاب ہو گیا اور جنات اور امر و نواہی کے پابند ہو گئے تو مقصد حاصل ہو گیا اگرچہ اس کے حاصل ہونے میں کچھ جنات مرعین ہو گئے اور کچھ مر گئے تو خود انہوں نے ہی اپنے اور ظلم کیا ہے علاج کرنے والے پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے بشرطیکہ اس نے جنات پر نقدی نہ کی ہو جیسا کہ اکثر تعویذ لکھنے کرنے والے کر دیتے ہیں کہ بعض مرتبہ جنات کے ذریعہ کسی کو ناحق مروا دیتے ہیں اور بعض مرتبہ بلا ضرورت جنات کو بند کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جنات بھی ان کا مقابلہ کرتے ہیں پس موقع پا کر وہ بعض مرتبہ اس عامل کو ہما مار دیتے ہیں اور یا اس کو مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں اور کبھی اس کے اہل و عیال کو نقصان پہنچا دیتے ہیں اگر صورت ظلم کی پیدا ہو جائے تو عامل سے بھی مواخذہ ہوگا ہاں جو عامل علاج کرنے میں انصاف پسندی سے کام لے ظلم نہ کرے اللہ در سول کے فرمان کے موافق علاج کرے وہ ظالم شمار نہ ہوگا بلکہ مطیع کہلائے گا کہ اس نے مظلوم و مصیبت زدہ کی امداد کی اور شرعی طریقے پر پریشان حال کی پریشانی دور کی اور اس نے نہ خدا کے ساتھ شرک کیا اور نہ اس کی مخلوق کو تباہ یا اس قسم کے عامل کو جنات نقصان نہیں پہنچا سکتے یا تو اس کی وجہ سے کہ وہ جان لیتے ہیں کہ یہ

یہ شخص دیندار ہے اور ایمان کو قدرتی طور پر تکلیف دہی کی ہمت نہیں ہوتی مزید یہ کہ کوئی کٹر شمس جن ہو تو وہ ایسے عامل کو بھی نقصان پہنچا دیتا ہے مگر ایسا کبھی ہوتا ہے اس کے شر سے بچنے کے لئے موزعین پڑھے دعا کرے درود شریف پڑھے اور اپنے ایمان میں قوت ہونے کے اسباب اختیار کرے گناہوں سے بچے کہ گناہوں کی وجہ ہی سے جنت غالب آتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا جہاد ہوگا اس کو چاہیئے کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اپنے دشمن کو غالب نہ کرے اور اگر اب بھی صورت حال قبضہ قدرت سے باہر ہو دوسے تو اپنی ہمت کے موافق عمل کرتا رہے مافوق القدرت کا انسان مکلف نہیں ہے جنت و شیاطین کے شر کو دفع کرنے کے لئے سب سے بہترین چیز آیت الکرسی ہے۔ بے شمار لوگوں نے اس کا تجربہ کیا ہے آیت الکرسی میں شیاطین کے اثرات کو دفع کرنے کی اور آسیب زدہ کی پریشانی دور کرنے کی اور جن لوگوں کی شیاطین شرارت کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ ان کے شر کو دفع کرنے کی عجیب و غریب تاثیر ہے بشرطیکہ صدق دل سے اس کو پڑھا جائے اور اس طرح اگر کوئی شخص ناحق قتل کرنے کے لئے حملہ کرے اس کے حملہ کو بے اثر کرنے کی بھی عجیب تاثیر ہے چاہے یہ حملہ آور مسلمان ہو یا کافر چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے جان و مال کو بچانے میں مارا گیا وہ شہید ہے پس جبکہ اپنے مال کو بچانے میں ظالم مر جائے کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ درست ہے تو اپنی عقل و جسم کو بچانے کے لئے جنت و شیاطین کو مارنے میں بدرجہ اولیٰ کوئی حرج نہ ہوگا اس لئے کہ شیطان آسیب زدہ کی عقل کو خراب کر دیتا ہے اور اس کے بدن میں حرکت کرتا ہے اور بعض مرتبہ اس کے ساتھ گندی حرکت بھی کرتا ہے اسی طرح اگر کوئی انسان کسی دوسرے انسان سے یہ حرکت کرنا چاہے اور بغیر قتل کیسے اس کا دفع کرنا ممکن نہ ہو تو

اس کو قتل کرنا بھی جائز ہے اور جنات کا مصالحت کرنا اور معذرت کرنا اور اس کو قبول کرنا فرض کفایہ ہے بشرطیکہ وہ قادر ہو اور اگر قادر نہ ہو یا اس سے زیادہ ضروری شئی فوت ہوتی ہو تو ایسے وقت میں مصالحت کرنا ضروری نہیں ہے اور مسائل کا یہ سوال کہ جنات کے دفع کرنے کے لئے علاج وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں تو واضح رہے کہ یہ عمل سب سے افضل ہے۔ انبیاء و صالحین کے اعمال میں سے ہے اس لئے کہ ہمیشہ سے انبیاء اور صالحین نے شیاطین کو انسانوں سے دفع کیا ہے اور اللہ و رسول کے حکم کے موافق جیسا کہ عینی علیہ السلام کیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور اگر تسلیم کر لیا جائے ایسا نہیں ہوا ہے کیونکہ شیاطین انبیاء کے سامنے کچھ نہیں کر سکتے اور انبیاء سے اس قسم کی باتیں منقول نہیں ہیں پھر بھی ہم پر اللہ و رسول کے حکم کے موافق مظلوم کی امداد کرنا واجب ہے کیونکہ اس میں مسلمان کا نفع ہے حدیث شریف میں قصہ ہے کہ آپ نے سورۃ فاتحہ رقبہ فرمایا تھا اور اس پر انعام لینے کی اجازت دی تھی نیز جنات کو دفع کرنا ایسا ہے جیسا کہ کسی انسان سے کافرو فاجر انسان کو دفع کر دیا جائے جس طرح یہ جائز ہے اسی طرح وہ بھی جائز ہے اور بعض مرتبہ آسیب زدہ کو ٹھیک کرنے کے لئے پٹائی کی ضرورت پڑتی ہے پس اس کی پٹائی کی جاتی ہے بہت زیادہ اور وہ پٹائی جنات پر واقع ہوتی ہے آسیب زدہ کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا بلکہ آسیب زدہ ٹھیک ہو جانے کے بعد بتلا دیتا ہے کہ مجھے تو اس کا احساس بھی نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بدن پر کوئی اثر ہوتا ہے اور بعض مرتبہ آسیب زدہ کے پیروں پر تین سو چار سو ڈنڈے مارے گئے ہیں اور اس قدر زور سے مارے گئے ہیں کہ اگر وہ کسی انسان کو مارے جلتے تو وہ مرجاتا مگر وہ تو حقیقت میں جنات پر پڑتے ہیں اور جنات ہی پیچھے ہیں چلاتے ہیں اور بھی دیگر قسم

کے امور حاضرین کو دیکھنے میں آتے ہیں وہ سب جنات ہی کی طرف سے ہوتے ہیں الغرض آسیب زدہ کو جمارا جاتا ہے وہ درحقیقت جنات ہی پر پٹائی واقع ہوتی ہے اور چیخ و پکار اسی کی ہوتی ہے نہ کہ انسان کی۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ ہم نے بہت سی بار اس کا تجربہ کیا ہے اور بہت سے حاضرین نے اس کا مشاہدہ کیا ہے خوف تطویل کی وجہ سے اس کو ترک کیا جاتا ہے اس قول کا بھی مطلب یہی ہے کہ آسیب زدہ کی پٹائی درحقیقت جنات ہی کی پٹائی ہوتی ہے اور جو چیخ و پکار اس سے ظاہر ہوتی ہے وہ بھی جنات ہی کی ہوتی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ جنات کو مغلوب کرنے کے لئے ایسے کلمات کہنا اور لکھنا کہ جن کے معنی معلوم نہ ہوں ہرگز جائز نہیں ہے کیونکہ اگر ان میں شرک ہے تو وہ حرام ہیں اور عموماً منتر والے جو پڑھتے ہیں ان میں شرک ہوتا ہے اور وہ کبھی ایسا کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ کچھ قرآنی آیتیں ملا لیتے ہیں اور پڑھتے وقت آیات کو زور سے پڑھتے ہیں اور شرکیہ کلمات کو آہستہ اللہ اور رسول نے جو چیزیں شروع کیں ہیں وہ کفر و شرک سے مستغنی کرنے والی ہیں اور ان میں کافی شفا بھی ہے۔ اس لئے اعمال شرکیہ سے آسیب زدہ کا علاج کرنا ہرگز ممکن نہیں ہے اور علماء کا مذاوی بالحمم میں اگرچہ اختلاف ہے مگر کفر و شرک سے مداوی کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے چونکہ یہ ہر حال میں حرام ہیں اور یہ اس شخص کے حکم کے مانند بھی نہیں ہے کہ جو حالت اگر وہ میں کلمہ کفر زبان سے بول دے کیونکہ یہ مکمل بالکفر مع الکرہ اسی وقت جائز ہے جب کہ دل ایمان سے بہ ستور مملو ہے اور منتر کرنے والے اگر کفر و شرک صرف زبانی کریں تو شیاطین ان کے منتر میں ہرگز اثر پیدا نہیں کر سکتے کیونکہ شیاطین کو جب معلوم ہو جاتا ہے کہ

اس کے دل میں منتر کی کوئی اہمیت نہیں تو وہ اس کی موافقت نہیں کرتے پھر دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ تو کلمہ کفر کہنے پر مجبور ہے اور آسیب زدہ کا علاج کرنا کفر و شرک ہے ضروری نہیں ہے دو درجہ سے اول یہ کہ کبھی منتر اثر بھی نہیں کرتا اور دفع جنات کا جوں جوں علاج کیا جاتا ہے ان کا شر مزید بڑھتا رہتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حق کے اندر بھی یہ تاثیر ہے کہ اس سے اس کا علاج کیا جاسکے جیسا کہ ابھی گزرا ہے کہ آیت الکرسی آسیب زدہ کے علاج کے لئے نہایت مجرب ہے۔ اور اس باب میں عین قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں اول وہ کہ جو جنات کے انسان میں داخل ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو ان کے دفع کے لئے ناجائز منتر استعمال کرتے ہیں۔ پس اول درجہ کے لوگ ایک وجود کے منکر ہوئے اور دوسرے درجہ کے لوگ معبود پروردگار کے منکر ہوئے کیونکہ جنات کا انسان میں داخل ہونا یہ ایک امر واقعی بدیہی ہے اور ان کے دفع کا علاج ناجائز منتروں سے کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ منتروں میں عموماً شرک و کفر وغیرہ ہوتا ہے اور تیسرے درجہ کے لوگ جو دیندار ہیں وہ حق موجود کے معتر ہیں اللہ و رسول کے اقوال کو مانتے ہیں اور اسماء الہیہ کی تاثیر کو مانتے ہیں اور انہیں کے ذریعے جنات و شیاطین کو دفع کرتے ہیں ان کا مذہب یہ کہ جنات انسان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں اور یہ اس کا علاج آیات قرآنی اور ارشادات رسول پروردانی سے کرتے ہیں۔ انتہی جواب

از مؤلف

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جنات کا پٹائی کے ذریعے دفع کرنا شریعت میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ مسند احمد میں حضرت اُم ابان کی حدیث ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ میرے دادا اپنے ایک بیٹے کو جو پاگل ہو گیا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں دعا کرانے کے واسطے اس کو لایا ہوں آپ نے فرمایا کہ اس کو یہاں لا اس وقت آپ سفر میں تھے میں نے اس بچہ کو صاف تھکرے پہنٹے اور آپ کے پاس لے جا کر آپ کے قریب کر دیا آپ نے اس کو پکڑ کر بدن مشورہ کیا یہاں تک کہ آپ کے مونڈھے کھل گئے اور مجھ کو آپ کے بغل نظر آنے لگے آپ اس کو مار رہے تھے اور فرما رہے تھے نکل خدا کے دشمن پس وہ صبح ہو گیا اس کے بعد آپ نے اس کو اپنے سامنے بٹھلایا اور اس کے لئے پانی منگایا اور اس کے چہرے پر پانی ملا اور اس کے لئے دعا فرمائی آپ کی دعا کی وجہ سے ہم اپنے خاندان میں اس کو سب سے افضل جانتے تھے اس حدیث شریف میں جنات کی پٹائی ثابت ہے یہ جب ہے جب کہ ضرورت داعی ہو ضرب کی بلا ضرورت نہ مارا جائے جیسا کہ اسامہ بن زید کی حدیث میں ہے کہ جس وقت ہم آپ کے ساتھ حج کے لئے جا رہے تھے آپ نے بطن روماء میں قیام فرمایا ایک عورت اپنے بچہ کو ایسے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ جب سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اسی وقت سے اس کو جنون ہے ایک ساعت کے لئے بھی افادہ نہیں ہوا اس وقت آپ سواری پر سوار تھے آپ نے اپنی سواری روک لی اور اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس کو مجھے دے اس عورت نے وہ بچہ آپ کے ہاتھوں میں دیدیا آپ نے اس کو اپنے سامنے بٹھلایا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا کہ نکل خدا کے دشمن میں اللہ کا نبی ہوں پھر وہ بچہ اس عورت کو دیکر فرمایا کہ جاؤ اب انشاء اللہ کوئی ناکور بات پیش نہ آئے گی۔

مسند دارمی میں حضرت جبائے اس طرح کی روایت منقول ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب معتد آسان طریقہ سے حاصل ہو جائے تو مشکل طریقہ اختیار

کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور بوقت ضرورت مشکل سے مشکل طریقہ بھی اپنایا جاسکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ایک جن ظاہر ہوا کرتا تھا آپ نے اس کو مار دیا تھا۔ اور حضرت مجاہدؒ کی حدیث ہے کہ جب بھی میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا تو شیطان حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صورت میں میرے سامنے آتا میں نے ایک روز اپنے پاس چھری رکھ لی جب وہ آیا اس کے پیٹ میں گھسا دی پس وہ بھاگا اور مجھے اس کے کرنے کی آواز آئی اس کے بعد پھر میں نے اس کو نہیں دیکھا نیز حضورؐ کے سامنے بھی شیطان آیا تھا آپ نے اس کو پکڑ کر بازو چنچا ہاتھ مار کر پھر رہا کر دیا تھا جیسا کہ گذر چکا ہے ان سب احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت ظالم جنات و شیاطین کا ماننا بھی جائز ہے اور قتل کرنا بھی جائز ہے۔

قاضی ابوالحسنین نے نقل کیا ہے کہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے متوکل بادشاہ کا ایک قاصد آیا اور اس نے کہا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ ان کی ایک باندی کو جنون ہے اس کی صحت کی آپ دعا فرمادیں انہوں نے یہ سن کر اپنے وضو کرتے وقت کے لکڑی کے سلیمہ نکال کر دیئے اور اس سے کہا کہ بادشاہ کے گھر جا کر اس باندی کے سر پر ہاتھ بیٹھ کر یوں کہنا کہ اے جن احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ یا تو اس باندی کے اندر سے صبح سلامت باہر آجا ورنہ اسی سلیمہ سے ستر مرتبہ تجھ کو ماروں گا جو تجھے پسند ہو اسی کو اختیار کر لے اس نے جا کر ایسا ہی کہا جیسا کہ امام احمد نے اس کو حکم فرمایا تھا پس وہ شیطان اس لڑکی کی زبان پر بولا کہ میں اطاعت کرتا ہوں اور ان کا حکم مانتا ہوں اگر احمد بن حنبل یوں حکم کریں کہ ہم عراق کو بھی چھوڑ دیں تو ہم ان کے حکم سے عراق میں رہنا چھوڑ دیں گے کیونکہ وہ اللہ کا مطیع بندہ ہے اور جو خدا کی اطاعت کرتا ہے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے یہ کہہ کر وہ کمرش جن چلا گیا اور وہ باندی صبح ہو گئی اس کے بچہ بھی ہوا جب

امام احمد کا انتقال ہو گیا وہ جن پھر لوٹ آیا پھر متوکل نے ابو بکر دوزی کے پاس اپنا قاصد روانہ کیا اور اس کو صورت حال سے آگاہ کیا ابو بکر دوزی نے وہ جوتا لیا اور اس بانڈی کے پاس لکھے اس جن نے کہا کہ اب میں اس کے اندر سے نہیں نکل سکتا اور نہ آپ کی اطاعت کر سکتا ہوں اور میں آپ کو احمد ابن حنبل کی طرح نہیں مانتا وہ تو اللہ کا مطیع بندہ تھا اس کی اطاعت کا ہم کو حکم دیا گیا تھا۔

۵۲ واں باب

جنت کا انسان سے مسخر کرنا۔

ابو بکر محمد بن عمرو بن القیثم سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا مرقوع کے لئے روانہ ہوئے جب اس سے چار فرسخ کے فاصلہ پر رہ گئے تو دیکھا کہ ایک بستی کے چشے کے پاس کچھ لوگ کھیل رہے ہیں پس میں بھی ان کو دیکھنے کے لئے کھڑا ہو گیا ان میں سے ایک شخص آیا اور دوسرے پر گر پڑا پھر ایک اور آیا وہ بھی ان پر گر پڑا جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میں نے اپنا گھوڑا ان پر دوڑا یا وہ ہنسنے لگے اور اس قدر ہنسنے کہ ایک دوسرے پر گر رہے تھے پھر میں نے اپنا گھوڑا آگے بھگادیا میں جس درخت کے پاس سے گزرتا وہیں سے ہنسنے کی آواز آتی۔

ان کی ایک حکایت اور ہے کہ دو شخص سفر کے لئے نکلے راستہ میں ایک عورت ملی اس نے کہا کہ مجھ کو بھی اپنی سواری پر بٹھالو ان کے ساتھی نے اس کو پیچھے بٹھالیا اس نے اپنا منہ کھولا اس میں سے بھٹی کی طرح آگ کے شعلے نکلنے شروع ہو

ئے ایک جگہ کا نام ہے

گئے میں اس پر ناراض ہوا اس نے چیخ ماری اور کہا کہ کوئی بات نہیں ہے میرے سامنے
 نے کہا کہ اس پریشان عورت کو کیوں پریشان کر رہے ہو تھوڑی دور چلنے کے بعد
 پھر اس نے ایسا ہی کیا میں اس پر پھر ناراض ہوا اس نے اس طرح تین مرتبہ کیا میں
 خاموشی کے ساتھ نیچے اتر گیا میرے ساتھ ساتھ وہ بھی اتر گئی اور اس نے کہا کہ
 تیرا کس ہو تیرا دل کس قدر سخت ہے اب سے پہلے جس کے سامنے میں نے ایسا
 کیا تھا اس کا کبیرہ پھٹ گیا تھا۔

عبدالرحمان فرماتے ہیں کہ میرے چچا نے سُنا یا کہ ایک شخص حضرت
 میں باہر آیا اور وہ بھوت سے ڈر گیا جب اسے اندیشہ ہوا کہ یہ تو میرے قریب ہی آگئی
 تو وہ کنویں میں کود پڑا اس بھوت نے اس کے اوپر پٹیاب کر دیا جب وہ کنویں
 سے نکلا تو اس کے تمام بال گر گئے۔

۵۵ وال باب

طاعون جنات کے نیزہ چھونے کا اثر ہے

امام احمد ابن حنبل نے اپنی سند میں روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت طعن و طاعون سے ہلاک ہوگی ا طعن کے معنی نیزہ
 کے تے ہیں (صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ طاعون کیا ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ
 تمہارے بھائی جنات کا نیزہ چھونا اور ہر ایک میں شہادت کا ثواب ملتا ہے۔

ابن ابی الدنوب کی روایت ہے کہ تمہارے دشمن جنات کا نیزہ چھونا ہے
 ان دونوں لفظوں میں کوئی تضاد نہیں ہے اخوت سے اخوت فی الدین مراد ہے اور
 اس میں اور عداوت میں تضاد نہیں اس لئے کہ جنات کا انسان سے عداوت رکھنا

یہ طبعی ہے اگرچہ وہ مومن ہی جنات کیوں نہ ہوں عداوت ان کے اندر موجود ہے۔
 محمد الدین ابن اثیر نے فرمایا کہ غیر نافذ نیزہ کو طعن کہتے ہیں اور اسی کے مترادف
 اور چند الفاظ ہیں۔ رکض، حمز، نفث، نفع اور خز یہ سب قریب المعنی ہیں۔
 جو برکات نے فرمایا کہ رکض کے معنی پیر کو حرکت دینے کے آئے ہیں جیسا کہ قرآن
 میں ہے ”ارکض بر جملک هذا مقتسل بارد و شراب“ اور حدیث مسماۃ
 میں ہے کہ استخاضہ شیطان کا دھکا ہے۔ حمز نفع کے مشابہ ہے نفع کے معنی
 پھونکنا حمز کے معنی تھکانا نفث کے معنی بھی یہی ہیں۔ و خز کے معنی نیزہ
 چھوٹنا۔ زمخشری نے فرمایا کہ اہل عرب طاعون کو جنات کے نیزے کہتے ہیں جیسا
 کہ ازوی نے حارث ملک غسانی کے بارے میں کہا۔

لعمرک ما خشیت علی البصر رماح بنی مقیدۃ الحمز
 ولكنی خشیت علی البصر رماح الجن ادایاک حار
 ترجمہ ۱۔ تیری عمر کی قسم مجھ کو اپنے باپ کے اوپر گدھوں پر سواری کرنے والوں
 کے نیزوں کا اندیشہ نہیں ہے لیکن شیطان کے نیزے سے (مراد طاعون ہے)
 اور تیرا اندیشہ ہے اے حارث۔ اس شعر میں رماح الجن سے مراد طاعون
 ہے۔

۵۶ وال باب

استخاضہ شیطان کے دھکوں میں ایک
 دھکا ہے

ابوداؤد، ترمذی اور امام احمد نے روایت کیا کہ حضرت محمد بن عبد جحش

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ کو بہت ہی کثیر مقدار میں استحاضہ آتا تھا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو بہت زیادہ استحاضہ آتا ہے یہاں تک کہ مجھ کو نماز روزہ سے عاجز بنا دیا ہے اس میں آپ کی کیا رائے ہے آپ نے فرمایا کہ کرسف استعمال کیا کرو۔ اس سے خون بند ہو جائے گا میں نے کہا کہ اس سے کام نہ چلے گا آپ نے فرمایا کہ پھر کپڑے کی گدی استعمال کر لیا کہ میں نے کہا کہ اس سے بھی کام نہ چلے گا آپ نے فرمایا کہ لگام نہ کپڑا استعمال کیا کرو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ پرنا لہ کی طرح ہر وقت خون آتا رہتا ہے مراد کثرت ہے اس کے بعد آپ نے ان کو ایک خاص ترکیب ہدایت فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ استحاضہ شیطان کے دھوکے میں سے ایک دھکا ہوتا ہے۔

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ آپ نے استحاضہ کے بارے میں فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے جس سے خون جاری ہوتا ہے ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ شیطان انسان کے بدن میں خون کی طرح سراپت کرتا ہے جیسا کہ متحد شریف میں دارو ہے پس جب شیطان اس رگ میں دھکا لگاتا ہے تو اس سے خون جاری ہو جاتا ہے اور یہ تصرف شیطان ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے خصوصیت کے ساتھ اور شیطان بمقابلہ تمام رگوں کے اس خاص رگ میں زیادہ تصرف کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جادوگر شیطان کے تعاون سے عورت کو کمزور کرنے میں تصرف کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کی شرمگاہ سے خون جاری ہو جاتا ہے اور وہ

لے لے کپڑے کا وہ ٹکڑا جس کو عورت ہتی بنا کر حیض کے دنوں میں اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیتی ہے۔

ہلاکت کے قریب پہنچ جاتی ہے اور اس تصرف کا نام جادوگروں کی اصطلاح میں ہائے نزیف ہے جادوگر اس میں شیطان کے دھکے کے تعاون سے تصرف کرتے ہیں اور اس میں خون بہنے لگتا ہے پس حضور علیہ السلام کا بعض کلام بعض کھڑے تصدیق کرتا ہے اور آپ کے فرمان میں شفا ہے اور ہر چیز سے حفاظت ہے یہی توجیہ حضور کے اس ارشاد کی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ طاعون شیطان کا نیزہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ ایک رسولی ہوتی ہے جس کو گلی بھی کہتے ہیں اونٹ کی رسولی کی طرح پیٹ کے اندر نکلتی ہے ان دونوں روایتوں میں یہ توجیہ ہے کہ شیطان نیزہ چھوٹا ہے تو اس کی وجہ سے گلی نکل جاتی ہے تو شیطان کا نیزہ چھوٹا اس گلی کے نکلنے کا سبب بن جاتا ہے۔

۵۷ واں باب

جنات کی نظر بد کا انسان کو لگنا

تقریباً دو ہوتی ہیں انسان کی جنات کی حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا کہ اس کا چہرہ سرخی مائل بیلاسی تھا آپ نے فرمایا کہ اس کو کچھ پڑھ کر دم کر دو اس کو نظر لگ گئی ہے اس روایت میں ایک لفظ آیا ہے ”سفعتہ“ اس کے معنی عربی میں جنات کی نظر بد کے آتے ہیں جیسا کہ حسین ابن مسعود فرماتے ہیں عرب والے کہتے ہیں کہ فلاں کو جنات کی نظر بد لگی ہے جو نیزہ سے بھی زیادہ تیز ہے رسولی فرماتے ہیں کہ کہا جاتا

سے یعنی کمزور کرنے کا طریقہ

ازلقہ جب کسی کو نظر لگ جائے۔

ابو عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبیدہ کو کہتے ہوئے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ عرب والے جن کو نظر لگ جائے معین کہتے ہیں اور جن نظر بد والے کا علم نہ ہو اور اس کو نظر لگ جائے تو جن کو نظر لگتی ہے اس کو معین کہتے ہیں۔ ریاضی فرماتے ہیں کہ دو ذن کو معین و معین کہتے ہیں کوئی تفصیل نہیں ہے۔ جنات کی بھی نظر بد ہوتی ہے جیسا کہ ابھی گزرا ہے اس کی دلیل یہ شعر بھی ہے۔

وقد عالجوه بالتمائم والرقی وصبو علیہ الماء من المکس

وقالوا صابته من الجن اعیضه ولولو داودہ من اعیین الانس

ترجمہ ۱۔ انہوں نے اس کا علاج کیا تعویذ گنڈوں سے اور مرنے کے ٹوٹ آنے کی وجہ سے اس پر پانی بہایا اور کہا کہ اس کو جنات کی نظر بد لگ گئی اگر ان کو خیر ہوتی تو انسان کی نظر بد کا علاج کرتے۔

مسند احمد میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نظر لگنا حق ہے اس میں شیاطین کا دخل ہوتا ہے۔

۵۸ وال باب

عمر ابن یاسر کا جن سے قتال کرنا

عمر ابن یاسر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میت میوہ جن وانس سے قتال کیا ان سے پوچھا گیا کہ جن وانس سے کس طرح قتال کیا انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے ہم نے ایک جگہ ٹھہرا

کیا میں اپنا ڈول اور مشکیزہ لئے پانی لینے کے لئے چلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے پاس ایک شخص آئے گا اور وہ تجھ کو پانی بھرنے سے منع کرے گا پس جب میں کنوئیں کے پاس گیا تو ایک سیاہ خام شخص آیا اگر یہ کہ وہ کسی ہے اس نے کہا کہ خدا کی قسم آج تو ایک ڈول بھی نہیں بھر سکتا اور مجھ کو پکڑ لیا میں نے بھی اس کو پکڑ لیا اور میں نے اس کو زیر کر دیا پھر ایک پتھر لے کر اس کا چہرہ اور ناک توڑ ڈالی اور اپنا مشکیزہ بھر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے دریافت فرمایا پانی کے پاس کوئی آیا تھا میں نے کہا کہ ہاں اور پورا قصہ سنا دیا آپ نے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کون تھا میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا حضرت علی ابن ابی طالب سے ابو نعیم نے اس روایت کو نقل کیا ہے وہ بھی العیون یہی قصہ ہے اس میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت عمارؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کو کھو ناک کاٹنے کا قصد کیا تھا اگر اس کی ناک بد بودار نہ ہوتی۔

۵۹ واں باب

مرکش شیاطین کا رمضان شریف میں مقید کر

دیا جانا

ترمذی اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے تو مرکش جنات و شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور آواز دی جاتی ہے کہ خیر کے طالب آگے بڑھو اور شر کے طالب

رک جا اور اللہ تعالیٰ ہر رات رمضان شریف میں کچھ لوگوں کو آزاد کرتے ہیں مسلم شریف میں روایت ہے کہ جب رمضان شریف کا مہینہ آتا ہے جنت کے دروازے کھل دیئے جلتے ہیں اور جہنم کے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ عبداللہ ابن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا آپ نے جواب دیا کہ ہاں شیاطین قید کر دیئے جلتے ہیں میں نے پھر کہا کہ دسا کس کیوں پیدا ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ حدیث شریف میں ایسا ہی ہے اسی حدیث میں تصفید کا لفظ مذکور ہے تصفید کے معنی زنجیریں باندھنے کے آئے ہیں۔

۴۰واں باب

ہرن جنات کے چوپایہ بیڑ

بلال ابن حبیب فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ ہرن جنات کے چوپایہ ہیں پس ایک لڑکا آیا اس کے ہاتھ میں تیرکمان تھے اور وہ ایک درخت کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا اس کے سامنے سے ہرن کا ایک ریوڑ آ رہا تھا اس نے ہرن پر تیر چلانا چاہا پس اچانک عینب سے آواز آئی اور آواز دینے والا دکھائی نہیں دیا یہ شعر کہے۔

ان غلام عسرا لید بیڑ یسعی بلب اور بلہز بیڑ

متخذ الارطاة حنن بیڑ لیقتل التیر مع العنز بیڑ

بے شک بنجیل کا غلام کو کشش کر رہا ہے تربہ جمع شدہ مال کا ارطاة کے درخت کی آڑ میں ہوئے ہے ہرنی اور ہرن کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ جب اس

جب اس ریوڑ نے یہ کلام سنا سنتے ہی منتشر ہو گیا اور بھاگ گیا۔ نعمان ابن مہمل فرماتے ہیں کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی شخص کو جنگل کی طرف بھیجا اس نے ایک ہرنی پڑی ہوئی دیکھی اس کو بھگایا اور پکڑ لیا پس ایک جن نے کہا کہ اسے ٹوٹے ہوئے کمان دالے اس ہرنی کو چھوڑ دے اس کے چھوٹے چھوٹے بچے پریشان ہوں گے کیونکہ ان کا باپ ایک گلہ میں بھاگ گیا ہے اس کا بھلا نہ ہو۔ مالک ابن حرم والاتی زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں کے ساتھ عکاظ کے لئے روانہ ہوئے انہوں نے ایک ہرن کا شکار کیا اور انہیں سخت پیاس لگی جب وہ ایوہ پہنچے تو انہوں نے اس ہرن کا خون پیاشدت پیاس کی وجہ سے جب اس کا خون ختم ہو گیا اس کو ذبح کر لیا اور ایندھن کی تلاش میں نکل گئے اور مالک ابن حرم اپنے خیمہ میرھ چھپ گئے ان میں سے کسی نے سانپ کو بھگایا وہ سیدھا راستہ آکر مالک کھو قیام گاہ میں داخل ہو گیا اور ان کی پناہ میں آگیا اس کے پیچھے پیچھے وہ شخص بھی آگیا اس نے کہا کہ مالک اٹھ جا تیرے پاس سانپ ہے جب مالک نے دیکھا کہ سانپ میری پناہ چاہ رہا ہے تو اس نے اس شخص کو کہا کہ تم ہے تجھ کو اگر تو نے اس کو نہ چھوڑا وہ اس کو مارنے سے رک گیا اور سانپ واپس اپنے ٹھکانے پر چلا گیا اور مالک نے کہنا شروع کیا کہ مجھ کو حرم والے نے پڑوسی کی عزت و حفاظت کا حکم دیا ہے اگرچہ وہ میری حفاظت نہ کر سکے میں اس کی پریشانی کو ددر کر دلوں اور اس کے شر کو دفع کروں تاکہ وہ نجات پالے اس کے شر سے جس کی وجہ سے وہ سانپ پناہ چاہ رہا ہے۔ اور تم ہرگز پناہ چاہنے والے کو ہلاک کرنے کا ارادہ مت کرو جس کی ضامن اونچی زمین ہے جب تم میری حالت دیکھو گے تو تم کو حیرت ہو گی اور بغیر دیکھے صبر نہ آئے گا اس کے بعد ہم وہاں سے چل پڑے اور ہماری پیاس اور بڑھ گئی ہم کو کسی نے غیب سے ندا دی کہ اسے لوگو آگے بھی پانی نہیں

ہے اپنی سواریوں کو مت تھاڑا شامہ کی طرف بڑھو ایک ٹیلہ کے پیچھے پانی ملے گا جب میرا بھوجاؤ اپنی سواریوں کو چلاؤ اور اپنے مشکیزے بھر لو جب وہ شامہ گئے تو دیکھا کہ ایک پانی کا چشمہ پہاڑ کی جڑ میں پڑ رہا ہے انہوں نے خود پانی پیا اپنی سواریوں کو چلایا اور مشکیزے بھرتے پھر عکاظ میں آئے جب وہاں سے واپس ہوئے تو پھر اسی جگہ پہنچے وہاں پر کچھ نہ ملا اور کسی نے غیب سے ندا دی اے مالک اللہ تجھ کو میری جانب سے بھلائی دے یہ میری جانب سے تمہارے لئے دعا اور خوشی ہے کسی کے ساتھ احسان کرنے میں کبھی سستی نہ کرنا جو شخص حنی سلوک سے محروم ہے وہ بد نصیب ہے جو شخص بھلائی کرتا ہے اس کا بدلہ معدوم نہیں ہوتا۔ جب تک وہ زندہ رہتا ہے اور طولِ زمان کی وجہ سے ناشکری کرتا مذموم ہے میں وہی سانپ ہوں جس کو آپ نے ہلاک ہونے سے نجات دلائی تھی میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں بیشک شکر مقسوم ہے انہوں نے وہ چشمہ تلاش کیا مگر نہیں ملا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی عقیل کے ایک شخص نے سنایا کہ میں نے ایک روز ایک ہرن کا شکار کر لیا اور اپنے گھر لا کر باندھ دیا جب رات ہوئی تو میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اے فلاں کے باپ تو نے یتیموں کا اونٹ دیکھا ہے مجھ کو ایک بچہ نے بتلایا ہے کہ کوئی انسان اس کو پکڑ کر لے گیا ہے خدا کی قسم اگر اس میں کوئی نقص پیدا ہو گیا تو اسی جیسا لے لوں گا جب میں نے یہ سنا تو اس ہرن کو چھوڑ دیا پس میں سن رہا تھا کہ وہ جن اس کو بلارہا تھا اور وہ اس کی آواز ہج کی طرف جا رہا تھا اور اس کی آواز اونٹ کی طرح

نہ ایک جگہ کا نام ہے

تھی۔ ابو بکر تیسری سے مروی ہے کہ کسی شخص نے ایک جنگلی چوہا پکڑ لیا اور اس کو پتھر کی ہانڈی کے نیچے رکھ دیا اور پانی پینے چلا گیا اچانک دو شخص ننگے نظر آئے ایک نے کہا ہائے مصیبت اگر اس کو ذبح کر لیا گیا ہو گا دوسرے نے کہا میرا اس ہو اگر میں رنج نہ کروں جب اس نے یہ بات سنی اس ہانڈی کو اٹھا دیا وہ چوہا چلا گیا۔

رقاد ابن زیاد فرماتے ہیں کہ میں نے دن کے عذاب کے وقت ایک ہرنی پکڑ لی رات کو اپنے پاس رکھی عینب سے کسی نے غذا دی کہ اسے دادی کے سروار رات ہماری بکری پکڑ لی گئی اور وہ تمہارے پاس ہے جس نے ہمارے ریوڑ کو قتل کیا ہے اس نے ہمیں تکلیف دی ہے اس کے بھی دادی کے نیچے جانور ہیں جب میں نے یہ سنا تو اس کو چھوڑ دیا ہرن کے ریوڑ کو عربی میں فرق کہتے ہیں اور بکری کے ریوڑ کو قطیع کہتے ہیں۔

۶۱واں باب

انسان کا جنات کی پرستش کرنا۔

امام احمد نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ جنات کی پرستش کیا کرتے تھے پس وہ جنات اسلام لے آئے اور ان کی عبادت سے الگ ہو گئے اس پر قرآن کی آیت ”اولئک الذین یدعون“ النج نازل ہوئی۔ یہی سچی نے بھی ابن مسعود سے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عرب کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو جنات کی پرستش کیا کرتے تھے اور وہ جنات اسلام لے آئے اور انسان ان کی بدستور پرستش کرتے رہے ان کو کوئی علم نہ تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۶۲ واں باب

جنات کے قصے کہانی کا ذکر کرنا اور اس کا

جاننے ہونا

حضرت عمر ابن الخطابؓ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ ہم کو جنات کا کوئی قصہ سناؤ ایک شخص بولا کہ اے امیر المؤمنین ایک مرتبہ ہم تین آدمی ملک شام جا رہے تھے ہم نے راستے میں ایک ہرنی پکڑ لی اس کے بعد ایک شخص آیا جو سوار تھا اور ہم چار ہو گئے اس نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو میں نے کہا کہ بخدا ہرگز نہ چھوڑوں گا اس نے کہا کہ عنقریب تو ہم کو دس اشخاص پائے گا اور ہم تجھ کو اٹھا کر لے جائیں گے مجھے یہ سن کر دہشت ہوئی ہم نے دیر عینت میں پڑاؤ کیا اور اس ہرنی کو لیکر آگے چل پڑے ہم کو کسی نے عینب سے نہادی اور یہ کہا کہ اے قافلہ والو اس دہشت زدہ ہرنی کو چھوڑ دو۔ اس ایک ہرنی کو چھوڑ دو اور دوسری کہیں سے پکڑ لو زمین میں بہت وسعت ہے میں سچ کہہ رہا ہوں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں اس کے بعد میں نے اس ہرنی کو رہا کر دیا پھر کسی نے ہماری سواریوں کے لگام پکڑ کر ایک بہت بڑے خاندان کی طرف کر دیئے ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا ہم کھانا کھا کر آگے بڑھے اور ملک شام پہنچ گئے اور اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور وہاں پہنچے جہاں کھانا کھایا تھا تو ہم نے دیکھا کہ ایک دیران علاقہ ہے جہاں کسی قسم کا کوئی نشان نہیں ہے پس ہم کو یقین ہو گیا کہ وہ

نہ ایک جگہ کا نام ہے۔

جنات کا قبیلہ تھا پھر جب ہم وہاں سے دیر عینف میں آئے تو پھر کسی نے عینف سے ندادی کہ چلنے میں جلدی مت کرو میں سچی بات تم کو بتاتا ہوں اور میں لڑائی کے دن بھی اپنی بات سچی کہتا ہوں مشرق میں ایک دم دارتارہ شعلہ کی طرح چمکنے والا نکلا ہے جو دلیل ہے ظلمت کے اور ننگہ سنی کے ختم ہونے کی اور میں ہمیشہ سچ بات کہتا رہا ہوں پس جب میں آیا تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہو چکے ہیں اور آپ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں پس میں بھی مسلمان ہو گیا۔

ایک اور شخص نے قصہ سنایا کہ میں اور میرا ساتھی کسی ضرورت کے لئے جارہے تھے ہم کو ایک سواری ملا جب وہ ہم سے تھوڑے فاصلہ پر رہ گیا اس نے بلند آواز سے کہنا شروع کیا میں تعریف کرتا ہوں اللہ کی اللہ بزرگ داعی ہیں محمد نے ہم کو ایک خدا کی تعلیم دی ہے وہ خیر کی طرف بلاتے ہیں خیر کا طالب ہونا چاہیئے جب ہم نے یہ سنا تو ہم ڈرنے لگے کسی نے بائیں جانب سے آواز دی اور کہا انہوں نے شق قر کا معجزہ دکھلایا اب دین کے غالب ہونے کا وقت آگیا جب ہم واپس آئے تو ہم نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت دے رہے ہیں میں بھی اسلام لے آیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا قصہ سنایا کہ میں اپنے باغ میں تھا کہی نے عینف سے ندادی کہ اسے باغ والے ایک شخص پکار رہا تھا کامیابی و ہدایت کے لئے کہتا ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ میں آیا اور دیکھا کہ حضور علیہ السلام ظہور فرما چکے ہیں اور اسلام کی دعوت دے رہے ہیں میں بھی اسلام لے آیا۔

خریم بن فہم نے سنایا کہ میرا اونٹ گم ہو گیا تھا میں اس کو تلاش کرتا ہوا باریق العراق (لے ایک جگہ کا نام ہے) تک چلا گیا میں نے اپنی سواری

بٹھلا کر اس کو باندھ دیا اور کہنا شروع کیا کہ میں اس وادی کے سردار کی پناہ چاہتا ہوں پھر میں نے اپنے اونٹ پر اپنا سر رکھ لیا کسی نے آواز دی کہ اللہ کی پناہ مانگو سورہ انفال کو پڑھ کر دیکھو اللہ کو ایک مان جنات کا ڈر کوئی ڈر نہیں ہے میں گھبرا کر کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ اسے پکارنے والے تو کیا کہہ رہا ہے تو ہریت پر سے یا اگر ہوا گیا مجھ کو اس نے جواب دیا یہ اللہ کے رسول صاحب خیرات ہیں ان کو رسول بنایا گیا ہے وہ جنات کی طرف بلا تے ہیں لوگوں کو برائی سے نکال کر صوم و صلوة کا حکم کرتے ہیں پھر وہ جن میرے سامنے آیا اور اونٹ کو واپس کرنے کا وعدہ کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ میں حضور کے پاس آیا اس وقت آپ خطبہ دے رہے تھے میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ وہ جن مومن تھا مجھ پر ایمان لایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۳ واں باب

جنات کا حضور کی بعثت کی اطلاع دینا اور آسمان کو ان سے محو کس کرنا اور جنات کو ستارے لگنا

زیر این ابی بکر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے قبل جنات تمام آسمانوں میں چلے جاتے تھے جب آپ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے روک دیئے گئے اور جب حضور علیہ السلام مبعوث ہوئے تو تمام آسمانوں سے روک دیئے گئے اور ان کو ستارے مارے جانے لگے جب یہ سلسلہ کثرت سے شروع ہوا تو قریش نے کہنا شروع کر دیا کہ قیامت آئی شروع ہو گئی اور عقبہ بن ربیعہ نے کہا کہ عیون کو دیکھو اگر اس کے بھی ستارے مارے جاتے ہیں تو سمجھو کہ قیامت قریب

اُگئی اور نہ بنیں۔ ابن اسحاق نے فرمایا کہ شیاطین کو اس لئے ستارے مارے گئے تاکہ وہ
 وحی میں القباس نہ کر دیں اور حجت غائب ہو جائے اور شبہ ختم ہو جائے۔ علامہ سیبلی
 نے ابن اسحاق کے قول کو صحیح قرار دینے کے بعد فرمایا کہ قذف نجوم کا سلسلہ نبوت
 سے پہلے کا ہے زمانہ جاہلیت کے شعراء قدیم کے کلام میں اس کا تذکرہ موجود ہے
 خوف ابن خزیمہ اوس بن حجر بشر ابن ابی خازم یہ سب قدیم جاہلیت کے شعراء ہیں
 انہوں نے اپنے اشعار میں قذف نجوم کا ذکر کیا ہے ان کے ان اشعار کو جس میں
 قذف نجوم کا ذکر ہے۔ ابن قتیبہ نے سورہ جن کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔ نیز
 عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ معمر بن شہاب سے پوچھا گیا کہ
 کیا قذف نجوم کا سلسلہ جاہلیت میں بھی تھا انہوں نے کہا کہ ہاں مگر جب اسلام
 آیا تو اس میں شدت و کثرت پیدا ہو گئی اس کی تائید قرآن سے بھی ہوتی ہے
 جیسا کہ سورہ جن میں ہے کہ جنات نے کہا کہ جب ہم آسمان میں گئے تو دیکھا کہ
 سخت حفاظت کا پہرہ ہے اور ستارے پھینکے جا رہے ہیں یعنی ”مُلِئَتْ حَوَاسِیُّ
 مُشَدِّدًا وَ شُجُبًا“ اس سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کی بعثت کے بعد
 قذف نجوم میں شدت پیدا کر دی گئی تھی فی نفسہ کسی درجہ میں یہ سلسلہ پہلے سے
 بھی تھا پر شدت اس لئے کی گئی تاکہ شیاطین کی حرکت ختم ہو جائے اور وحی میں اختلاط
 کا موقع ان کو نہ مل سکے اور آپ کا معجزہ ظاہر ہو جائے اور دلیل نبوت یقینی ہو
 جائے ہے اور اگر کوئی کاہن اب بھی پایا جائے اس سے قرآن کی خبر میں کوئی فرق
 نہیں آتا کہ شیاطین کو بھگا دیا جاتا ہے اور ان کو آسمانی باتیں سننے کا موقع نہیں
 ملتا چونکہ اس قسم کی سخت پابندی حضور کے زمانہ میں تھی شاذ و نادر کسی درجہ میں بعض
 علاقوں میں کاہنوں کا وجود ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے
 میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کچھ نہیں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بعض

مرتبہ کیا بات کو بتلاتے ہیں وہ اسی طرح ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ بات حق ہوتی ہے اسی کو شیاطین محفوظ کر لیتے ہیں اور اس میں سو باتیں جھوٹی ملاتے ہیں اور اپنے دوست کا بن کو بتلا دیتے ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب شیاطین کو تارا مارا جاتا ہے تو وہ نشانہ چوکتا نہیں بلکہ اس کے لگتا ہے اور اس کے جس حصے میں لگتا ہے اس کو جلا دیتا ہے وہ مرنے نہیں۔ حضرت حسن سے مروی ہے کہ پلک جھپکنے سے بھی جلدی وہ شیطان مر جاتا ہے۔ حضرت قتادہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا آپ نے فرمایا کہ اس کو دیکھو موت۔ حضرت حفص نے حضرت حسن سے دریافت کیا کہ ستارہ ٹوٹتے وقت اس کو دیکھنا کب ہے آپ نے قرآن کی آیت تلاوت فرمائی: «جعلنا ہار جوما للشیاطین» یعنی یہ شہاب ثاقب شیاطین کے لئے رحم ہیں اور ایک آیت «اولم ننظر روفی ملکوت السموات والارض» تلاوت فرمائی یعنی کیا وہ زمین و آسمان کی حکومت میں غور نہیں کرتے۔ پھر آپ نے کہا کہ بغیر دیکھے ہم کو کیسے علم ہو سکتا ہے میں تو اس کو ضرور دیکھا کرتا ہوں۔

ابن اسحاق نے ابن عباس کی حدیث ذکر کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم اس کو دیکھتے تھے تو کہتے تھے یا تو کوئی بڑا آدمی مرے گا یا پیدا ہوگا۔ سلم شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو ایک انصاری شخص نے سنایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور اس میں چمک پیدا ہوئی آپ نے معلوم کیا کہ جب جاہلیت میں ایسی صورت پیش آتی تھی تو تم کیا کہا کرتے تھے ہم نے عرض کیا کہ حق بات تو اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں ہم تو یہ کہا کرتے تھے کہ آج رات یا تو کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا یا مرے گا آپ نے فرمایا کہ کسی کے مرنے سے یا پیدا ہونے سے یہ ستارے نہیں ٹوٹتے

بلکہ بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا فیصلہ فرماتے ہیں تو عرش کے اٹھانے والے فرشتے تسبیح بیان کرتے ہیں یہاں تک کہ آسمان دنیا والے فرشتوں تک یہ تسبیح کا سلسلہ پہنچ جاتا ہے پھر ساتویں آسمان والے فرشتے حاملین عرش سے دریافت کرتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا حکم فرمایا وہ ان کو بتلا دیتے ہیں پھر یکے بعد دیگرے ہر آسمان والوں کو اس کی اطلاع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ آسمان دنیا کے فرشتوں تک اس کی خبر آ جاتی ہے جنات بھی کان لگاتے ہیں ان کو بھی کوئی بات ہاتھ لگ جاتی ہے اور وہ کاہنوں کو بتلا دیتے ہیں اس وجہ سے ان کو تارے مارے جاتے ہیں مگر جو بات ان کے قول کے موافق نکل آتی ہے وہ حق ہی ہوتی ہے البتہ وہ اس کے اندر بہت سے جھوٹ شامل کر لیتے ہیں اس روایت سے بھی ہمارے اس قول کی تائید ہو رہی ہے کہ شیاطین کو تارے مارے جانا یہ سلسلہ جاہلیت میں بھی تھا لیکن جب حضور کی بعثت ہوئی تو اس سلسلے میں شدت و کثرت پیدا ہو گئی۔ جیسا کہ امام زہری نے فرمایا کہ آسمان کا پہرہ سخت کر دیا گیا تھا اور شیاطین کو تارے کثرت سے مارے جانے لگے تھے اور ابن اسحاق کی روایت میں جو آیا ہے کہ کہانت ختم ہو گئی اب کوئی کاہن نہیں ہے اس سے مراد آپ کا وہ زمانہ ہے جس میں نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا البتہ زمانہ جاہلیت میں جہلا شیاطین سے جو باتیں حاصل کیا کرتے تھے اور شیاطین آسمان سے سن کر ان کو بتلا دیا کرتے تھے یہ سلسلہ قیامت تک کے لئے بند ہو چکا اور بعضہ دیوانوں کی زبان پر جو شیاطین کچھ کلام کرتے ہیں اور بعض مرتبہ چور کی کسے ہوئے مال کو اور چور کو بتلا دیتے ہیں یا کہیں چھپا ہوا دھنہ ہو اس کو بتلا دیتے ہیں یہ تو زمین کی دیکھی ہوئی وہ چیزیں ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتیں آسمانی خبروں سے اس کا کوئی تعلق نہیں یہ سلسلہ تو منقطع ہو چکا اور بعض مرتبہ کسی پیش آنے

والے حادثے کے بارے میں اٹکل سے کوئی خبر دیتے ہیں تو اس میں کبھی ان کا کوئی اندازہ صحیح بھی ہو جاتا ہے مگر اکثر غلط ہی ثابت ہوتا ہے اور یہ جو کبھی صحیح ہو جاتا ہے یہ آسمان ہی سے فرشتوں کی گفتگو سے ان کو مل جاتا ہے مگر اس وقت ان کے تارے مارے جاتے ہیں اور اس میں وہ ہزاروں جھوٹ شامل کر کے اپنے اولیاء کاہنوں کو بتا دیتے ہیں جبکہ وہ سمجھے ذکر کیا گیا ہے کہ شیاطین کو بھگانے کے لئے جو تارے مارے جاتے ہیں ان کو دیکھ کر عرب میں سب سے پہلے بنو ثقیف گھبراتے تھے وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے جو عرب کا سب سے بڑا عقلمند اور ہوشیار تھا اور اس سے کہا کہ عمرو تم نے نہیں دیکھا کہ آسمان سے تارے پھینکے جا رہے ہیں اس نے کہا کہ دیکھا ہے اور تم غور کرنا اگر وہ تارے وہ ہیں کہ جن سے ہم خشکی اور تری میں سفر کے اندر ہدایت حاصل کرتے ہیں اور بارش وغیرہ ان سے ہوتی ہے تو سمجھو کہ دنیا کی غیر نہیں ہے قحط واقع ہو گا دنیا ہلاک ہو جائے گی اور اگر ان کے علاوہ دوسرے تارے ہیں تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے بارے میں کوئی نیا فیصلہ فرمایا ہے۔

ابن عبد البر نے روایت ذکر کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو شیاطین کو ستارے مارے جانے لگے اور اس سے پہلے نہیں مارے جاتے تھے پس عرب کے لوگ عبد الیل بن عمر ثقفی کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ لوگ ڈر رہے ہیں ان ستاروں کو دیکھنے کا وجہ سے اور لوگوں نے اپنے غلام آزاد کر دیئے ہیں اور اپنے چوپایہ چھوڑ دیئے ہیں یہ شخص اندھا تھا اس نے کہا کہ جلدی مت کرو غور کرو کہ اگر وہ تارے معروف و مشہور ہیں تو سمجھو کہ ہلاک ہونے کا وقت آگیا ہے اور اگر غیر معروف ہیں تو سمجھو کہ دنیا میں کوئی نئی بات پیش آنے والی ہے لوگوں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ غیر معروف تارے ہیں پس انہوں نے کہنا شروع

کر دیا کہ کوئی نئی بات پیش آنے والی ہے پھر تھوڑے ہی دنوں بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر عام ہو گئی۔

کعب فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہانت کا تذکرہ کیا اور میں نے کہا کہ آپ پر میرے

ماں باپ قذابوں یا رسول اللہ سب سے پہلے شیاطین کو آسمان سے بھگا اور ان کے ستارے مارے جانے کا علم ہم کو ہوا تھا اس طرح پر کہ ہم کچھ لوگ ایک کاہن کے پاس گئے جس کا نام خطر ابن مالک تھا جس کی عمر دو سو اسی سال ہو چکی تھی اور سب کاہنوں سے زیادہ جانتا تھا ہم نے اس سے کہا کہ اے خطر یہ جو ستارے آسمان سے گرتے ہیں ان کے بارے میں بھی آپ کو کچھ معلومات ہیں ہم تو ان کے گرنے سے بہت اندیشہ کرتے ہیں اس نے کہا کہ کل سحر کے وقت آنا کل بتلاؤں گا نفع نقصان جو بھی ہو گا اس کو ظاہر کر دوں گا ہم واپس آگئے اور اگلے روز اخیر شب میں اس کے پاس دبا گئے ہم دیکھا کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوا ہے اور آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے ہم نے آواز دی اس نے اشارہ سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ ہم ٹھہر گئے پس ایک ستارہ ٹوٹا اور اس کاہن نے جیچنگر بلند آواز سے اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

وہ لگا ستارہ شیاطین کے اس کو سخت سزا ملی فوری پکڑ ہوئی ستارہ نے اس کو جلا دیا ہائے افسوس اس پر کیا بیت رہی ہوگی اس کو بالکل ہلاک کر دیا اس کو فنا کر دیا اس کا توشہ حیات ختم ہو گیا اس کی صورت بدل گئی۔

اس کے بعد پھر کافی دیر تک وہ کاہن خاموش رہا اور پھر چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے بنو قحطان کے لوگو! میں تم کو صحیح خبر دیتا ہوں قسم کھاتا ہوں میں خانہ کعبہ کی اور بلذا امن کی شیاطین کو ملائکہ کی باتیں سننے سے روک دیا گیا اور ایک تار خدا

کی طرف مارا جانے لگا چونکہ ایک بہت بڑا عظیم الشان شخص خدا کا کلام لئے ہوئے بیٹھا ہوتا ہے اس کے پاس ہدایت ہوگی قرآن ہوگا وہ بت پرستی کو مٹائے گا۔ ہم نے خطرے کہا تیرا بھلا ہوتا تو ایک بہت بڑے معاملہ کی ضرورت ہے تیرا اپنی قوم کے بارے میں کیا خیال ہے اس نے اشارہ کیے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے میرا خیال اپنی قوم کے بارے میں وہی ہے جو اپنے بارے میں ہے یعنی انسانوں کے سب سے بہترین کی اتباع کریں اس کی محبت روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے وہ مکہ کے معزز گھرانے میں پیدا ہوگا قرآن پر صاف صاف عمل کرے گا۔ ہم نے اسے سے کہا کہ وہ کون سا خاندان ہے جس میں وہ پیدا ہوگا اس نے کہا کہ میری زندگی کی قسم وہ قریش میں سے ہوگا حق فیصلہ کیا کرے گا عمدہ اخلاق والا ہوگا لشکروں والا ہوگا وہ لشکر آلِ قحطان اور آلِ ایشی میں سے ہوگا ہم نے اس سے کہا کہ قریش کی کس شاخ میں سے ہوگا اس نے کہا کہ قسم ہے خانہ کعبہ کی وہ بنو ہاشم میں سے ہوگا سرداروں میں سے ہوگا رحمتوں والا ہوگا ہر ظالم مشرک و کافر کو قتل کرے گا۔

پھر خطر نے کہا کہ اس واضح خبر کی اطلاع مجھ کو رئیس جان یعنی ابلیس نے دی ہے پھر خطر نے کہا کہ "اللہ اکبر" حق آگیا اور جنات کی خبر کا سلسلہ منقطع ہو گیا اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا اور بیہوش ہو گیا تین دن بعد ہوش آیا اور اس نے لا الہ الا اللہ کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے نبوت کے مزاج کے موافق کلام کیا وہ قیامت کے روز ایک مستقل امت بن کر محصور ہوگا آلِ قحطان مراد انصار ہیں اور آلِ ایشی یہ مومن جنات کا ایک خاندان ہے جو ایشی کی طرف منسوب ہے۔

ابنِ زید نے فرمایا کہ بنی شیطان اور بنی ایشی جنات کے دو خاندان ہیں۔ علامہ سیبلی نے فرمایا کہ آلِ ایشی سے بنو اقیش بھی مراد ہو سکتے ہیں یہ جنات کا ایک خاندان

تھا جو انصار کا حلیف تھا اقیس کا ق حذف کر کے ایش بنایا عرب ایسا بہت کرتے ہیں
بنوا قیس کا ذکر سیرت کے اندر بیعت کے قصہ میں ملتا ہے۔ بنو شیطان اور بنو اقیس
یہ جنات کے دو قبیلے ہیں اس کا تذکرہ اس قصہ میں بھی ہے جس کے اندر ذکر ہے
کہ جنات نے حضور علیہ السلام سے قرآن سنا تھا۔

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر ابن الخطاب نے بطور
مزاح اسود سے کہا کہ تمہاری کہانت کیا ہوئی یہ اسود جاہلیت میں کاہن تھے پھر مسلمان
ہو گئے تھے۔ انہوں نے ناراض ہو کر کہا اے عمر تو اور میں اس سے بھی زیادہ برکا
چیز میں مبتلا تھے بتوں کو پوجتے تھے مزار کھاتے تھے اب آپ مجھ کو شرم دلانا
ہیں ایسے کام سے جس سے میں توبہ کر چکا ہوں حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا کہ اے
اللہ معاف فرما۔ اس حدیث کے بعض طرق میں یہ اضافہ بھی آیا ہے کہ اسود نے
حضرت عمر ابن الخطاب سے بیان کیا کہ میرا معجز شیطان آیا تین رات تک مسلسل آیا
اور اس نے کہا کہ اے اسود بیدار ہو میری بات سن اور مجھ بیدار کر اگر تو سمجھ دار ہے
لوی بن غالب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں جو خدا کی عبادت
کی طرف بلاتے ہیں اور اس نے تینوں رات کچھ اشعار کہے جن کے الفاظ مختلف
ہیں معنی سب کے قریب قریب ہیں اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

میں تعجب کر رہا ہوں جنات سے کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ہدایت کی
طلب میں مکہ کی طرف آرہے ہیں مومن جنات اور کافر جنات برابر نہیں ہیں تو بھی
بنو اشم کے نیک شخص کی طرف جانی شک اچھے بُرے لوگ برابر نہیں ہو سکتے۔

انتہی پھر حضرت عمر نے اسود سے دریافت کیا کہ تیرا شیطان اب بھی آتا ہے
اس نے کہا کہ جب سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا ہے اس وقت سے نہیں
آیا بہت ہی عرصہ بالذکر ہے کہ قرآن پڑھا اور شیطان گیا حضرت اسود جب حضور کے پاس

اُٹے تھے تو آپ نے شیطان کے وہ شعر بھی سنائے تھے (جن کا ترجمہ ابھی گزر رہا ہے) اور اپنے کچھ اشعار سنائے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

میرے پاس مجھ سے سرگوشی کرنے والا شیطان آیا جبکہ میں سو رہا تھا میں اپنے اس واقعہ کو بیان کرنے میں سچ بول رہا ہوں اس نے مین رات تک آکر ملل یہ کہا کہ لوی ابن غالب میں بنی مبعوث ہوا ہے پس میں نے تیاری کی اور مضبوط اونٹنی پر بیٹھ کر بیابان جو نگلوں کو طے کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ ہر غائب کے حق میں مامون ہیں اور اسے کوئی لوگوں کی اولاد آپ کا مرتبہ خدا کے یہاں سب رسولوں سے بڑا ہے اور ہم کو ہمارے رب کا حکم نا اگرچہ وہ حکم کتنا ہی سخت ہو اور آپ میری شفاعت کرنے والے بن جائیے اس دن کہ کوئی آدمی مجھ کو کوئی نفع نہیں دے سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری باتیں سن کر ہنسی آگئی اور آپ کھلکھلا کر ہنسنے لگے اور مجھ کو کہا اے اسود تو کامیاب ہو چکا ہے اور ابن انس فرماتے ہیں کہ عباس ابن مرداس کے اسلام لانے کا یہ قصہ ہوا کہ وہ دوسرے کو جارہے تھے اونٹ پر ایک سفید پوشاک نظر آیا اس نے کہا اے عباس کیا تو نے نہیں دیکھا آسمان کی حفاظت سخت کر دی گئی ستارے مارے جانے لگے جنات پریشان ہیں گھوڑوں نے پیچھے ڈال دیئے اس شخص کی وجہ سے جو پیر کی رات میں تقویٰ دیکھی لیکر آیا ہے نا تو قصویٰ کا سوار ہے عباس فرماتے ہیں کہ میں اس منظر سے بہت گھبرایا اور اپنے بُت کے پاس آیا جن کا نام ضمار تھا میں نے اس کے اس پاس جھاڑ دی اور اس کو جھاڑا اور برسہ دیا مجھ کو اس کے اندر سے زور سے یا واز آئی کہ تمام قبیلہ بنو سلیم سے کہہ دو کہ ضمار ہلاک ہو گیا اور اہل مسجد کامیاب ہو گئے ضمار کی پرستش نماز پڑھنے سے قبل کی جایا کرتی تھی عیسیٰ ابن مریم کے بعد قریش میں ایک ہدایت یافتہ نبی محمد مبعوث ہوئے ہیں عباس فرماتے ہیں کہ میں

یہاں سے بھی ڈکرا اپنی قوم کے پاس آیا اور ان کو سدا قہ سنایا پھر میری قوم کے بیچ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ اے عباس تیرا اسلام لانا کیسے ہوا میں نے آپ کو وہ قہہ سنایا آپ کو سن کر خوشی ہوئی پھر میں اور میری قوم اسلام لے آئے۔

عبدالرحمن ابن عوف فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو جنات نے جبل ابی قیس اور جبل جعون پر یہ ندادی میں قسم کھا رہی کہ کوئی عورت نہ ایسی معزز ہے اور نہ ایسا بچہ جتنا ہے جیسا کہ زہریرہ نے بچہ جناب ہے جو عزت والی ہے قبائل کی ملامت کو ختم کرنے والی ہے۔ بہترین قبائل کی عورت نے احمد کو جنماں اور بچہ دونوں با عزت ہیں جبل ابی قیس پر یہ کہا اے مکہ والو مخالف میں مت بڑو عقلی کے ساتھ معاملہ کو سمجھو۔ بنو زہرہ نے پہلے اور اب تم کو خوش کیا ہے ان کی ایک عورت کی مثال کوئی پیش نہیں کر سکتا یعنی وہ عورت جس کا جنین متقی بنی ہونے والا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمر سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب نے جب کبھی کسی چیز کے بارے میں اپنا گمان ظاہر کیا وہ چیز آپ کے گمان کے موافق ہی نکلی ایک مرتبہ ایک شخص جا رہا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا میرا گمان خطا ہو گیا یہ جانے والا شخص یا تو اپنے دین جاہلیت پر قائم ہے یا یہ جاہلیت میں کاہن تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا ذرا اس کو بلاؤ وہ بلایا گیا آپ نے اس سے بھی اس طرح فرمایا اس نے کہا کہ آج کی طرح کسی بھی مسلمان نے مجھ سے ایسا سوال نہیں کیا پھر اس نے کہا کہ میں جاہلیت میں کاہن تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تیرے شیطان نے

لے آپ کی والدہ ماجدہ بنو زہرہ خاندان سے تھیں وہی مراد میں زہریرہ سے

کبھی کوئی تعجب خیز بات کہی ہو تو اس کو ذرا مٹا اس نے کہا کہ میں ایک مرتبہ بازار میں جا رہا تھا وہ شیطان میرے پاس گھبراتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ کیا تو نے جنت کی یا دوسری نہیں دیکھی اور وہ بالکل مجبور و ناچار ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہے حضرت عمرؓ نے بطور تائید فرمایا کہ تو نے سچ کہا اس کا ہنسنے ایک قصہ اور سنایا کہ میں ایک روز بتوں کے پاس تھا ایک شخص نے پھٹا لاکر اس بت کے نام پر ذبح کیا اس پھٹے کے اندر ایک سخت چھیننے والے کی آواز آئی میں نے ایسی چیخ کبھی نہیں سنی تھی وہ کہہ رہا تھا کہ اے گنہگارو! ایک فلاح کی بات سن ایک شخص کہتا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس چیخ کو سن کر تمام لوگ بھاگ گئے میں وہیں رہا اور میں نے کہا کہ اس کو دیکھ کر جاؤں گا کیا ہے پھر دوبارہ یہی حال پیش آیا میں نے پھر کہا کہ اس کو دیکھ کر جاؤں گا پھر تیسری بار ایسا ہی ہوا کچھ ہی دیر بعد کسی نے کہا کہ یہ نبی ہیں وہ کہتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

فائدہ ۱:- بعض لوگوں نے اس قصہ کو حضرت عمرؓ کی جانب منسوب کیا ہے جیسا کہ بعض روایات میں اس کی صراحت بھی کر دی گئی ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ قصہ اسی کا ہن کو پیش آیا تھا اور اس نے حضرت عمرؓ کو سنایا تھا۔

حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو ایک بوڑھے نے جس نے جاہلیت کا دور بھی پایا تھا اپنا قصہ سنایا کہ میں ایک مرتبہ اپنی گائے چرا رہا تھا اس کے پیٹ میں سے آواز آئی کہ ایک صاف اور واضح بات سنو جس کو ایک شخص چیخ کر کہہ رہا ہے یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پس جب ہم مکہ آئے تو ہم نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے ہیں۔ یہی حق نے مازن طالی کا قصہ نقل کیا ہے وہ عمان کی بستی شمال میں بتوں کے سجاری تھے ان کے بت کا نام ناجر تھا ایک روز اس کے نام پر انہوں نے ایک جانور ذبح کیا اس بت میں سے آواز آئی اے

مازن میرے پاس آ ایک بات سن اس کو بھولنا مت یہ نبی مرسل آپ کے ہیں خدا کا کلام ان پر اترتا ہے تو اس پر ایمان لے آنا کہ تو فائز المرام ہو جائے آگ سے نجات مل جائے جس آگ کا ایندھن انسان و پتھر ہوں گے مازن کہتے ہیں میں نے کہا کہ یہ عجیب بات ہے پھر کچھ دنوں بعد دوسری قربانی اس کے نام پر کی پھر پہلے سے بھی زیادہ محنت آواز آئی اسے مازن میری بات سن کا میاب ہو گا بھلائی ظاہر ہو گئی برائی مٹ گئی قبیہ مضر کے نبی مبعوث ہو چکے ان کا دین لے کر آئے ہیں پتھر کے تراشے بت کو چھوڑ جہنم کی آگ سے نجات ملے گی۔ مازن کہتے ہیں میں نے کہا یہ عجیب بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرے لئے بھلائی کی بات ہے پھر میرے پاس مجاز کا ایک شخص آیا میں نے اس سے دریافت کیا کہ ادھر کا کیا حال ہے اس نے کہا کہ تمہارے میں ایک شخص مبعوث ہوا ہے جس کا نام احمد ہے لوگوں کو خدا کے دین کی دعوت دیتا ہے مازن کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ غیبی علم ہے جو میں نے سنی ہے پس میں نے اس بت کے ریزے ریزے کر دیئے اور سوار ہو کر چل دیا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف باسلام ہوا اور میں نے یہ اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

میں نے ناجو بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے وہ گرا ہی میں ہمارا معبود تھا۔
ایک ہاشمی سے ہم کو ہدایت ملی جبکہ اس کے دین کو ہم کچھ نہیں سمجھتے تھے کوئی کہہ دے عمر و اور ان کے بھائیوں سے کہ جو شخص ناجو کو خدا کہے گا میں اس کا دشمن ہوں۔

مازن کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو گانا شراب پینا زنا و کفر عذاب تھا پس ہم پر قحط سالی آئی اور ہمارے مال و زر سب تباہ ہو گئے اور میرے لڑکا بھی نہیں ہے آپ دعا فرمائیے کہ اللہ ہماری حالت

بہتر فرما دیں اور میرے اندر حیا پیدا فرما دیں اور مجھ کو لڑکا عطا فرما دیں آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو گانے کے بدلہ قرأت قرآن عطا فرما اور حرام کے بدلہ حلال عطا فرما اور شراب کے بدلہ حلال پینے کی چیز عطا فرما اور زنا و عکس کے بدلہ محنت عطا فرما اور اس کے اندر حیا پیدا فرما اور اس کو لڑکا عطا فرما۔ مازن کہتے ہیں کہ میرے سب حالات بدل گئے اور قحط سالی بھی جاتی رہی اور میں نے چار آزاد عورتوں سے شادی کی اور میرے لڑکا بھی ہوا پھر میں نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

عنان سے عرب مک جنگلات کو طے کرنے کی طاقت آپ کی طرف آنے کی وجہ سے آئی تاکہ آپ میری خدا کے یہاں شفاعت فرما دیں اور میں کامیاب ہو جاؤں ایسی جماعت کے مقابلہ میں کہ میرا دین اور ان کا دین الگ الگ ہے میرا ان سے کوئی علاقہ نہیں ہے میں گانے اور شراب کا دلدادہ تھا میری زندگی اتنی بگڑ گئی تھی کہ میرا جسم مانپنٹے لگا تھا آپ کی بدولت شراب کے عوض خوف و خشیت نصیب ہوا زنا کی عوض عفت و پاکدامنی میسر ہوئی اب میری نیت جہاد فی سبیل اللہ کی ہو گئی میرا نماز روزہ سب خدا کے لئے ہے۔

مازن کہتے ہیں جب میں اپنے قبیلہ میں آیا انہوں نے مجھ کو الگ کر دیا اور مجھ کو برا بھلا کہنے لگے اور ایک شاعر میری برائی کے لئے لگا دیا میں نے سوچا کہ اگر میں اس کی جو کردوں گا تو یہ میری جو ہوگی پس میں نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا اور میں نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

اے میری قوم تمہارا برا بھلا کہنا مجھ کو ناپسند ہے اور میرا برا بھلا کہنا تم کو ناپسند ہے اگر ہمیشہ تمہارے عیب بیان کیے جاتے رہیں اور تم ہمیشہ میرے عیب بیان کرتے رہو میں تمہارے عیب بیان کرنے سے خاموش رہوں گا اور

اور تہلداشاعر میر سے عیب بیان کرتا رہے گا میر سے دل میں تہلدا کی طرف سے کوٹھ
 دشمنی نہیں ہے اور تہلدا سے دل میں دشمنی وعداوت ہے ایک روایت میں یہ بھی
 آیا ہے کہ مازن نے اپنی قوم سے الگ ہو کر ایک مسجد بنائی اور اس میں رہ کر عبادت
 کرنے لگے جو بھی مظلوم اس میں آ کر تین دن تک عبادت کرتا اور اخلاص سے دعا
 مانگتا اس کی دعا پوری ہو جاتی۔ اور کوڑھ مرض میں مبتلا لوگ آ کر دعا مانگتے وہ بھی
 صحت یاب ہو جاتے اور اس مسجد کا نام آج تک بھی مبرص چلا آ رہا ہے۔ مازن
 کہتے ہیں کہ پھر میری قوم کو ندامت ہوئی کیونکہ میں ہی ان کا قیم تھا انہوں نے کہا
 کہ ہم اس پر احسان کر دیں گے پس ایک جماعت بن کر میرے پاس آئی اور اس نے
 کہا کہ اسے ہمارے بھائی ہم نے ایک بات تیرے لئے ناگوار سمجھی اور تجھ کو اس سے
 روکا تو اس سے توبہ کر لے ہم تجھ کو چھوڑ دیں گے اور ہمارے ساتھ چل میں ان
 کے ساتھ چلا گیا پھر وہ سب ہی ایمان لے آئے۔ حضرت مازن کے قصہ کے مانند
 اور بھی بہت سی روایتیں مروی ہیں۔ عروین جہلم نے بُت کے اندر سے یہ سُنا
 تھا اے عصام اسلام آگیا بت ہلاک ہو گئے۔ طارق نے یہ آواز سنی تھی اسے
 طارق بنی صادق مبعوث ہو چکے ہیں۔ ذباب ابن حارث نے یہ آواز سنی تھی اسے
 ذباب ایک عجیب بات سُن محمد کتاب کے ساتھ مبعوث کئے گئے مکہ میں ان کی
 بات مانی جا رہی ہے اور بھی بہت سے قصے ہیں جن میں جنات نے حضور کے
 مبعوث ہونے کی خبر دی۔ علی ابن حسین سے مروی ہے کہ مدینہ میں سمعور
 کی بعثت کی سب سے پہلی خبر یہ آئی تھی کہ مدینہ میں غفیر ایک عورت تھی ایک
 جی اس کے تابع تھا ایک روز وہ بن اس کی دیوار پر آ کر بیٹھا اس عورت نے کہا
 اندر آجا اس نے کہا میں نہیں آؤں گا ایک بنی مبعوث ہوئے ہیں انہوں نے زنا
 کو حرام کر دیا ہے پھر اس عورت نے یہ بات دوسرے لوگوں کو بتلائی اس وجہ سے

آپ کی بعثت کی مدینہ میں سب سے پہلے یہ خبر آئی۔ علامہ بیہقی نے بھی اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور مدینہ میں آپ کی بعثت کی سب سے پہلی خبر اس کو قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۲ واں باب

ہجرت کے وقت حضور کا ام مہدی کے خیمہ میں نزول
فرمانا اور جنات کا خبر دینا

اسماء بنت ابوبکر فرماتی ہیں کہ جب ابوبکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گئے تو کفار قریش کے کچھ لوگ جن میں ابو جہل بھی تھا ہمارے پاس آئے انہوں نے معلوم کیا کہ تیرا باپ کہاں ہے میں نے کہا واللہ ہم کو کوئی خبر نہیں ہے یہ سن کر ابو جہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے رخسار پر مارا جس سے میرے کان کی بالی ٹوٹ کر گر گئی پھر وہ لوٹ گئے اور ہم کو بھی تین دن تک کچھ پتہ نہ چل سکا کہ حضور کہاں گئے ہیں یہاں تک کہ اسفل مکہ سے ایک جن کچھ شعر عرب کے طرز پر پڑھتا ہوا آیا اور لوگ اس کی آواز کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا وہ کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ بہترین بدلہ دیوے ان دوسا تھیوں کو جو ام مہدی کے خیمہ میں نزول کئے ہوئے ہیں اس کے بعد وہ وہاں سے آگے چلے گئے اور کامیاب ہے وہ شخص جو محمد کا رفیق سفر بنا ہوا ہے بنو کعب کی ان کی وجہ سے ذلت ہو گئی اور مومنین کا وہ نشانہ بنیں گے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ جب ہم نے اس کی یہ بات سنی تو ہم کو پتہ چل گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف گئے ہیں۔ ابن قتیبہ کھ روایت میں کچھ زیادتی وارد ہوئی ہے اور اس میں کچھ اشعار دیئے اور یہی جن کا

ترجمہ درج ذیل ہے۔

اسے بنوقصی اللہ تعالیٰ تم سے بزرگی اور کرامت لے کر ان کو زندہ سے ام معبد سے معلوم کر لو کہ اس کی بکری نے ان کا برتن دودھ سے بھرا ہے اور اگر تم خود بکری سے بھی معلوم کر دو گے تو وہ بھی تم کو بتا دے گی اس نے ایک بے دودھ والی بکری کو بٹایا وہ اس کے پاس آتے ہی دودھ والی ہو گئی وہ بکری انہوں نے ام معبد کے ہی پاس چھوڑ دی اور وہ صبح و شام دودھ دینے لگی۔ روایت میں آیا ہے کہ شامس رسول اللہ حضرت حسان بن ثابتؓ کو جب اس کی خبر ہوئی اور جن کے اشعار ان کو ہو چکے تو انہوں نے بوا بکا کہا اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

جس قوم کے پاس سے نبی چلا گیا وہ محروم ہو گئی اور جس کے پاس گیا ہے وہ باعزت ہو گئی جن کے پاس سے نبی گیا ہے ان کی عقلیں گراہیں اور جن کے پاس گیا ہے ان کو فوراً میتیر ہوا ہے اللہ نے ان کو ہدایت دی مگر اسی کے بعد اور حق کی اتباع کرنے والے کامیاب ہوا کرتے ہیں کیا برابر ہو سکتی ہے وہ قوم جو بھول گئی ہو مادہ کی اور وہ قوم جس نے ہدایت حاصل کی ہو اہل یشرب کے پاس ایسے سواروں نے نزول کیا ہے جن کے پاس بہترین ہدایت ہے یعنی وہ نبی ہو ایسی چیزیں جانتا ہے کہ کوئی اور نہیں جانتا اور ہر نماز میں خدا کے کلام کی تلاوت کرتا ہے اگر وہ کسی دن کو غیبی بات بولتا ہے تو صبح و شام میں اس کی تصدیق منجانب اللہ ہو جاتی ہے۔ ابو بکر اپنی نسبی مساوت کی وجہ سے اُن کا یار ہوا ہے اللہ جس کو نیک بخت بناتے ہیں وہی نیک بخت ہوتا ہے۔ یونس کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب قریش نے اس جن سے خبر سنی تو ام معبد کے پاس جا روانہ کیا اس نے معلوم کیا کہ کیا تیرے پاس سے فلاں فلاں صورت کا انسان محمدؐ نامی گذرا ہے اس نے جواب دیا مجھ کو علم نہیں البتہ ایک شخص آیا تھا جس نے

بے دودھ والی بکری کا دودھ دوبا تھا وہ دودھ والی ہو گئی تھی اس وقت چار حضرات اس کے پاس سے گزرے تھے رسول اللہ، ابو بکر اور ان کا غلام عامر بن نبیرہ اور عبد اللہ بن اریقظ آپ کا رہبر جو کرسٹہ بتلانے کے لئے آپ کے ساتھ آیا تھا وہ اس وقت مسلمان نہیں تھا اور بعد میں بھی اسلام نہیں لایا تھا ام معبد کا نام عامر بن نبیرہ کے خالہ تھا۔ ابن ہشام کا خیال ہے کہ ام معبد بنت کعب تھی بنو کعب کے خاندان کی عورت تھی اس کا شوہر ابو معبد تھا جس کا نام معلوم نہیں وہ حضور کی حیات ہی میں انتقال کر گیا تھا ان سے روایت بھی مروی ہے ام معبد کا مکنا نصر قدیم میں تھا یہ ایک جگہ کا نام ہے۔

ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد سے کہا کہ دودھ یا گوشت قیتاؤ دے دو ان کے پاس سے کچھ نہ ملا کیونکہ وہ خود مبتلائے قحط و تنگدستی تھی پس آپ کی ایک بکری پر نظر پڑی آپ نے فرمایا یہ دودھ دیتی ہے اس نے جواب دیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا مجھ کو اجازت ہے اسی کا دودھ دوہنے کی اس نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر اس میں دودھ ہو تو آپ دوہ لیں آپ نے وہ بکری منگائی اور اپنے دست مبارک سے اس کے تھن ملے پس اس کے دودھ اتر آیا اور اس نے دودھ دینا شروع کر دیا آپ نے ایک بڑا برتن منگایا جس میں ایک جماعت سیر ہو سکے اس میں دودھ نکالنا شروع فرمایا یہاں تک کہ وہ برتن بھر گیا پھر سب نے سیر ہو کر پیا اور پی کر چل دیئے پھر کچھ دیر بعد اس کا شوہر آیا اس نے گھر میں دودھ دیکھ کر کہا کہ دودھ کہاں سے آیا ہے جبکہ بکری نہیں دیتی ام معبد نے کہا کہ ایک مبارک آدمی آیا تھا اس نے دودھ نکالا ہے اور ام معبد نے آپ کا علیہ مبارک بیان کیا ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ لوگ اس دن کو تاریخ کے طور پر بولتے تھے اور اس دن کو اجل مبارک

کا دن کہا کرتے تھے اور یوں کہا کرتے تھے کہ اس مبارک آدمی کے آنے سے قبل ہم نے یہ کیا تھا۔ پھر ام معبد مدینہ میں آئیں اور ان کے ساتھ ان کا چھوٹا بچہ بھی تھا اس بچے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا بھاگا ہوا اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا اے اماں آج میں نے رجب مبارک دیکھا ہے ام معبد نے اس بچہ کو کہاتیرا بھلا ہوا ہے بچہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ ہشام بن عیش فرماتے ہیں کہ میں نے وہ بکری دیکھی تھی وہ ام معبد اور ان کے پڑوسیوں سب کو سیراب کر دیا کہ نقص تھی۔ واللہ اعلم

۶۵ واں باب

جنات کا سعد بن کے اسلام کی خبر دینا

ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ قریش نے جبل ابی قیس پر یہ آواز سنی اگر سعد بن اسلام لے آئے تو محمدؐ تکہ میں کسی سے اندیشہ نہیں کرے گا۔ ابوسفیان اور اشرف قریش نے کہا کہ وہ کون سے سعد بن ہیں کیونکہ سعد نام کے کئی اشخاص تھے سعد بن بکر سعد بن زید، سعد بن ندیم جب دوسری رات آئی تو یہ آواز آئی کہ اے قبیلہ اوس کے سعد اور قبیلہ خزرج کے سعد دونوں رسول کی اتباع کرو اور خدا سے جنت کی امید کرو جب یہ آواز سنی تو قریش نے کہا کہ سعد ابن عبادہ اور سعد بن معاذ مراد ہیں۔ ابو عیسیٰ نے فرمایا کہ مدینہ میں یہ آواز سنی گئی کہ سعد ابن عبادہ خزرج کے اچھے آدمی ہیں انہوں نے حضور کی بات مانی ان کو سعادت ملی پھر ان کی زندگی اچھی گزری پھر اسی حال میں خدا سے جا ملے۔



۶۶ واں باب

جنات کا غزوہ بدر کے بارے میں خبر دینا
 قاسم ابن ثابت نے فرمایا کہ جب قریش بدر کی طرف روانہ ہوئے تھے تو مکہ میں
 ایک بن نے دور سے یہ آواز دی (جس دن مسلمانوں نے بدر میں حملہ کیا تھا) کہ دین حنیف
 کے ماننے والوں نے بدر میں کامیابی حاصل کی ہے اور وہ عنقریب ہی قیصر و کبریٰ
 کو بھی مغلوب کریں گے لوہے کے بہادروں کو فنا کر دیا ہے عورتیں حسرت سے سینہ
 پیٹ رہی ہیں جو شخص محمد کا دشمن بنا وہی ہدایت سے دور ہو کر پریشان ہوا کسی نے
 کہا کہ دین حنیف کے ماننے والے کون ہیں انہوں نے کہا کہ محمد اور ان کے اصحاب
 کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم دین ابراہیمی پر قائم ہیں پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس خبر کی تصدیق
 ہو گئی کہ کفار کو جنگ بدر میں شکست ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

۶۷ واں باب

جنات کا سعد ابن عبادہ کو قتل کرنا اور اس کی خبر دینا
 ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے کہ سعد ابن عبادہ نے حضرت ابوبکر کی بیعت سے تخلف
 کیا اور مدینہ منورہ سے نکل گئے اور واپس نہیں آئے یہاں تک کہ ملک شام کے
 علاقہ حوران میں وفات پائی ۱۵ ہجری میں جبکہ حضرت عمر کے دور خلافت کے ٹھکانے
 سال گزر چکے تھے ایک روایت میں ۱۶ ہجری آیا ہے اور ایک روایت میں آیا
 ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت میں ہی وفات ہوئی تھی اور ایک روایت
 ۱۷ ہجری کی ہے بہر حال جو بھی ہو مگر اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ سعد بن
 عبادہ غفل خانہ میں مرے ہوئے پائے گئے اور آپ کا جسم سبز ہو چکا تھا کسی کو ان

کے مرنے کی خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ ایک آواز سنائی دی اور کوئی نظر نہیں آیا اس نے کہا کہ ہم نے خنزیر کے سردار سعد ابن عبادہ کو قتل کیا ہے ہم نے اس کے دو تیر مارے اور اس کا دل زخمی کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ ان کو جنات نے قتل کیا تھا۔ ابن جریج نے بھی حضرت عطاء سے اس طرح روایت کیا ہے۔

زمخشری نے فرمایا کہ علقمہ بن صفوان حرب ابن امیہ ان دونوں حضرات کو بھی جنات نے ہی قتل کیا تھا اور جنات نے یہ شعر پڑھا تھا۔

یعنی حرب کی قبر بیابان جنگل میں ہے اور وہ تنہا ہی دفن ہوا ہے اس کے پاس کوئی نہیں ہے

یہ شعر جنات کا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ کوئی بھی آدمی اس شعر کو تین مرتبہ مسلسل بغیر اٹکے نہیں پڑھ سکتا اور جنات طے کے علاوہ کے اشعار کو آدمی دس مرتبہ بغیر اٹکے پڑھ سکتا ہے۔

۶۸ واں باب

جنات سے گزری ہوئی باتیں دریافت کرنا اور دور کے لوگوں

کے احوال دریافت کرنا جائز ہے اور آنے والی

خبریں معلوم کرنا جائز نہیں ہے

سالم ابن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو حضرت عمرؓ ابن الخطابؓ کی خبر نہیں مل سکی آپ ایک عورت کے پاس آئے جس کے پیٹ میں شیطان تھا آپ نے اسی عورت سے حضرت عمرؓ کے بارے میں دریافت کیا اس نے کہا کہ میرے شیطان

کے حاضر ہونے تک توقف کر دیا پھر اس کا شیطان آیا اس عورت نے شیطان سے معلوم کیا کہ حضرت عمرؓ کا خطاب کس حال میں ہیں اس نے کہا کہ چادر کا تہ بند باندھے ہوئے ہیں صدقہ اونٹ تیار کرنے میں مشغول ہیں اور ان کو جو بھی شیطان دیکھتا ہے وہی منہ کے بل گر پڑتا ہے ان کے ساتھ ہر وقت حفاظت کرنے والا فرشتہ رہتا ہے اور روح القدس ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں (از ترجمہ) اس سے مراد آپ کا دہرہ اور رب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ جس راستہ سے گزرتے ہیں شیطان دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن امسہد ابن حنبل نے نقل فرمایا ہے کہ جس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ذبح کے گورنر تھے آپ کو حضرت عمرؓ کا خطاب کی خبر نہ مل سکی کہ وہ کہاں ہیں کو ذبح میں ایک عورت تھی جس سے شیطان کلام کیا کرتا تھا آپ نے اس کے پاس اپنا قاصد روانہ فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی خبر اس سے معلوم کر کے آؤ۔ اس نے بتلایا کہ وہ لمن میں ہیں عنقریب واپس آ رہے ہیں اس کے بعد جب وہ کافی دنوں تک نہیں آئے تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے پھر حکم بھیجا کہ اس شیطان سے کہہ دو کہ امیر المؤمنین کی خبر لاوے شیطان نے کہا کہ ہم اس کے قریب نہیں جاسکتے اس کے ساتھ ہر وقت روح القدس رہتے ہیں اور جو بھی شیطان حضرت عمرؓ کا خطاب کی آواز سن لیتا ہے وہی رب کی وجہ سے منہ کے بل زمین پر گر جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ کا خطاب نے ایک لشکر کو لڑائی کے لئے روانہ فرمایا ایک شخص مدینہ میں آیا اس نے خبر دی کہ لشکر دشمن پر کامیابی حاصل کر چکا ہے اور یہ خبر خوب عام ہو گئی حضرت عمرؓ نے اس کے بارے میں دریافت کیا لوگوں نے جواب دیا کہ ابوہریرہؓ ایک جن ہے اس نے خبر دی ہے اس کے بعد پھر ایک انسان نے بھی اگر اس طرح خبر دی اور اس کی تصدیق ہو گئی۔

علامہ ابن تیمیہ کی تحقیق :-

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ جنات سے باتیں معلوم کرنا اور بطور تعظیم ان کی ہر خبر کی تصدیق کرنا اور ان کو سچا مان کرنا یہ حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جلتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ان کے پاس مت جایا کرو۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ جن شخص نے کاہن سے کوئی بات پوچھی اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہ ہوگی۔ اور اگر بطور امتحان دائرائش معلوم کیا جائے اور اس معلوم کرنے والے کو اس خبر کے صدقہ کذب میں امتیاز کرنے کی صلاحیت ہو اور اس کے بارے میں اس کو صحیح علم ہو چکا ہو صرف امتحان مقصود ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے کہ صحیحین میں مذکور ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن حنیبلہ سے معلوم کیا تھا کہ تیرے پاس کیا آیت ہے اس نے کہا کہ سچ اور جھوٹ دونوں آتے ہیں پھر آپ نے معلوم کیا کہ قرآن کیا دیکھتا ہے اس نے کہا کہ پانی پر عرش دیکھا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے ایک چیز چھپا رکھی ہے اس نے کہا وہ خان آپ نے فرمایا تو ذلیل ہو اور رسوا ہو تو تو کاہنوں کا بھائی ہے مراد تو کاہن ہے اور اگر جنات جنات کے بارے میں خبر دی تو اس کا حکم ایسا ہے جیسا کہ مسلمان سے کوئی کافر یا فاجر کوئی خبر بیان کرے تو جس طرح فاسق کی خبر محض سنی ہوئی کافی نہیں ہوتی بلکہ اس کے صدق و کذب کے لئے شہادت ضروری ہے اس طرح جنات کی خبر کی تصدیق و تکذیب کے لئے شہادت ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن کا حکم ہے اگر کوئی فاسق خبر دیوے تو اس کی تصدیق شہادت سے کر لو حضرت ابو ہریرہؓ سے بخاری شریف میں مروی ہے کہ اہل توریت کتاب کو پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر عربی میں کیا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب کیونکہ یا تو وہ سچ بیان کر رہے ہیں گے اور

تم اس کو باطل کہو گے یا وہ باطل بیان کریں گے اور تم اس کو سچ کہو گے بلکہ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو چیز ہمارے لئے اتاری گئی ہے اس پر اور تمہارے اوپر اتاری گئی تھی اس پر اور ہمارا تمہارا سب کا معبود ایک ہی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے جنات کی خبریں سُنانا جائز ہے بشرطیکہ اس کی تصدیق و تکذیب نہ کریں اور جنات کی خبروں کا حکم بھی یہی ہے جو اہل کتاب کی خبروں کا ہے یعنی نہ ان کی تصدیق کریں اور نہ تکذیب جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے (از مولف)

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ لمبی سے لمبی مسافت کو تھوڑے سے وقت میں طے کر سکتے ہیں جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ ایک عفریت جن نے کہا تھا کہ میں آپ کے کھڑا ہونے سے قبل بلقیس کا تخت حاضر کر دوں گا اور جنات جو دور کے شہروں کی خبر دیتے ہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی واقعہ کے بارے میں معلوم کرتا ہے یا کسی دور دراز کے ممالک کے انسان کے بارے میں معلوم کرتا ہے تو ممکن ہے اس جن کو اس واقعہ کی خبر ہو اور اس شخص کی خبر ہو اور وہ اپنے علم کے مطابق خبر دیتا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو پہلے سے خبر نہ ہو بلکہ جب اس سے معلوم کیا جاتا ہو تو اس وقت جا کر اس واقعہ کی تحقیق کرتا ہو اور واپس آ کر پھر خبر دیتا ہو بہر حال جو بھی ہو اس قسم کی خبر سے صرف گمان کا فائدہ ہوتا ہے اور علاوہ ایک دلچسپی کے اور کوئی اس کی حقیقت نہیں ہے اور عفریت دیگر ابواب میں آ رہا ہے کہ جنات نے کسی واقعہ کی خبر دی پھر اس کے بعد اسی طرح انسان نے اس کی خبر دی البتہ ان سے غیر واقع شدہ امور میں دریافت کرنا اور ان کی تصدیق کرنا اس بنیاد پر کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں یہ صریح کھڑ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی حدیث ہے کہ کافروں کے پاس موت آؤ اور جو شخص کافروں کے پاس آیا اس نے کفر کیا۔ ان دونوں حدیثوں کا یہی مطلب ہے کہ ان سے غیب کی باتیں معلوم کی جائیں اور پھر ان کی تصدیق کی جائے یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

۶۹ وال باب

جنات کا قیامت کے دن موزنون کے لئے شہادت

دین

بخاری اور موسطیٰ ابوسعید کی حدیث ہے کہ ان کو حضور نے فرمایا کہ میں تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ بکری تجھ کو پسند ہے اور تو جنگل میں رہتا ہے جب تو جنگل میں ہوا کرے اور نماز کا وقت آجایا کرے تو زور سے اذان دیا کرے کیونکہ موزن کی اذان کی آواز جو بھی جن دانس نے گا وہی قیامت کے روز اس کے ایمان کی گواہی دے گا۔ ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہے

۷۰ وال باب

جنات کا عبد اللہ بن جدعان کی موت کی خبر دین

ابوالیاس فرماتے ہیں کہ ہم قریش کے ساتھ شام کے لئے روانہ ہوئے ہم نے ایک جگہ قیام کیا جس کا نام وادی عوف تھا ہم نے وہیں رات گزاری میں رات کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ”شرالدھک النساک“ انج ترجمہ۔ یعنی بنو فہر کا شیر دل سختی مچا رہا ہے جو صاحب فخر اور بزرگی والا تھا جب میں نے بیٹا تو اپنے دل میں سوچا کہ اس کو جواب دینا چاہیے پس میں نے کہا۔ ”الا ایھب النامی“ انج اے موت کی خبر دینے والے وہ بنو فہر کا کون سا آدمی

ہے جس کے بدمذہب میں تو خبر دے رہا ہے اس نے کہا کہ میں ابن جعدان بن عمرو صاحب سخاوت کی خبر دے رہا ہوں جو اپنے نچے نسب والا بڑے مرتبے والا دائمی بزرگی والا تھا میں نے سن کر کہا خدا کی قسم تو نے ایسے سید کی خبر دیکھا ہے جو بزرگی میں تمام اولادِ نضر پر فائق ہے اس نے کہا کہ میں کھورتوں کو دیکھا ہے اس پر نوحہ کرتی ہوئیں اپنے بہروں کو نوحہ رہی تھیں۔ چاہ زم زم اور حجر السود کے درمیان بیٹھی ہوئی بیچ رہی تھیں مراد قریش کی عورتیں ہیں۔ میں نے کہا کہ کب مرا ہے کیونکہ مجھے وہاں سے آئے ہوئے تقریباً نو دن ہو چکے تھے اس نے کہا کہ پورے تین دن ہو چکے ہیں رات میں فجر کے وقت مرا ہے اتنے ہی میں میرے ساتھی بیدار ہو گئے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کس سے باتیں کر رہے تھے میں نے کہا کہ ایک جن نے ابن جعدان کی موت کی خبر دی ہے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر شرافت و عزت اور کثرت مال کی وجہ سے کوئی ہمیشہ رہتا تو ابن جعدان زیادہ لائق تھا۔ پھر اس جن نے یہ سن کر کہا کہ زمانہ کسی عزیز کو عزت کی وجہ سے اور ذلیل کو ذلت کی وجہ سے نہیں چھوڑتا میں نے کہا کہ جن والوں میں سے کوئی نہیں بچے گا اور نہ ہی کوئی سخت و نرم بچے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ہم مکہ میں واپس آئے تو معلوم ہوا کہ ابن جعدان مر چکا ہے۔

ابن جعدان کا مختصر تعارف (از مولف)

عبد اللہ ابن جعدان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیمم جس کی کنیت ابو زہیر تھی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چچا زاد بھائی تھا۔ شروع میں ہنایت غریب تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ہنایت شریہ بھی تھا۔ خواہش کرتا کرتا تھا اور اس کا باپ اور قوم اس کی دیت دیا کرتی تھی اس کے باپ نے اور قوم نے اس کو ملک بدر کر دیا اور قسم کھائی کہ ہم کبھی بھی اس کو نہیں آنے دیں گے کیونکہ وہ اس

کے جرائم کے تاوان دیتے دیتے عاجز آگئے تھے پس وہ پریشان ہو کر موت کی تمنائیں
مکر کے پہاڑوں میں چلا گیا اور ایک پہاڑ کی کھو میں داخل ہوا کہ یہاں پر کوئی چیز اس
کو مار دے گی اور اس کو زندگی سے نجات مل جائے گی اتنے ہی میں ایک بہت بڑا
اژدھا جس کی آنکھیں چرخ کی طرح چمک رہی تھیں اس اژدھانے اس پر حملہ کیا وہ
اس سے بچ کر واپس بھاگا اور ایک گھر کے پاس آیا چند ہی قدم چلنے پایا تھا کہ وہ اژدھا
بھی اوپر چڑھ کر آگیا اور شیر کی طرح اس کی طرف پکادہ پھر اس سے بچ گیا مگر اس کے
دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ اژدھا مصنوعی ہے حقیقی نہیں اور وہ وہیں رک گیا پس
جب اس کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ اژدھا سونے کا ہے اور اس کی آنکھیں طاقت کی
ہیں اس نے اس کو توڑ دیا اور اس کی آنکھیں نکال لیں پھر اس مکان میں داخل ہوا۔
وہاں دیکھا کہ بہت لمبے قد کے آدمی تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اس جیسے اس نے کبھی
نہیں دیکھے تھے اور ان کے سر پر چاندی کی تختیاں ہیں جن پر ان کی تاریخ وفات
لکھی ہوئی ہے پس اس کو معلوم ہوا کہ وہ اشخاص قبیلہ جرہم کے بادشاہ ہیں اور ان
میں سب سے آخر میں مرنے والا حادث بن مضاض ہے جو ایک بڑی بستی کا مالک
تھا ان پر لباس بھی تھا جب اس نے اس لباس کو ہاتھ لگایا تو وہ غیلہ کی طرح اڑ
گیا کیونکہ طویل مدت کی وجہ سے وہ بوسیدہ ہو چکا تھا۔ ابن ہشام نے فرمایا کہ ان میں
ایک تختی ننگ مرمر کی تھی جس پر لکھا ہوا تھا کہ میں فضیلہ بن عبد المذان حضرت ہود علیہ
السلام کی اولاد میں سے ہوں میں پانچ سو سال تک زندہ رہا اور مال و دولت کی
طلب میں تمام دنیا میں پھرا اس کے باوجود بھی میں موت کے منہ سے نہیں بچ سکا۔
اس کی قبر کے نیچے کے حصہ میں لکھا ہوا تھا۔ اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”کہ میں نے ملک و مال کی طلب میں بڑے لمبے سفر کیئے ہیں اور میں نے
مال کی تحصیل میں بڑے بڑے جنگلات کو جھان مارا تھا اس کے باوجود بھی موت

نے اپنے خنجر میرے دل میں گاڑ کر چھوڑے میری شورش ختم ہو گئی اور میرے ملاست گردن کو میری موت سے سکون نصیب ہوا جب مجھ کو بڑھاپا آیا تو میں بجائے عطلتد ہونے کے بیوقوف کہا جانے لگا مجھ کو کسی نے پکار کر کہا کہ اب تیری جوانی واپس نہیں آئے گی اور کیا تو نے کبھی دیکھا یا سنا ہے کہ کسی نے دودھ نکال کر بھر واپس تھنوں میں لٹایا دیا ہو۔“

اس کے بعد اس نے اس گھر کے وسط میں سونے چاندی جواہرات کا ایک ڈھیر لگا ہوا دیکھا پس اس میں سے جو لینا تھا لے لیا اور اس پر ایک علامت لگا کر پتھروں سے اس مکان کا دروازہ بند کر دیا اور پھر اپنے باپ کے پاس بہت سا مال بھیجا اور اس سے معافی مانگی اور اپنے پورے خاندان کو خوب مال دیا یہاں تک کہ اپنے خاندان کا ذمہ دار بن گیا اور برابر اس مال میں سے خرچ کرتا رہا اور لوگوں کو کھلاتا رہا اور خوب سخاوت کرتا رہا۔ جب اس کو بڑھاپا آیا تو بنو تمیم نے چاہا کہ اس کو مال خرچ کرنے سے روکنا چاہیئے اور اس کو ملاست کرنا شروع کر دی پھر اس نے یہ رویہ اختیار کیا کہ کسی آدمی کو بلاتا اور اس کے ہلکا سا چپٹ لگاتا پھر اس سے کہتا کہ کھڑا ہو اور اس کی دیت طلب کر پھر بنو تمیم اس کے مال میں سے اس کو دیت کے طور پر دیتے۔

ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو پہر کو ابو جہر جدعان کی لگن کے سایہ میں آرام کیا کرتا تھا اتنی بڑی اس کی لگن تھی۔ ابن قتیبہ نے فرمایا کہ ابن جدعان کی لگن سے اونٹ کا سوار سوار ہونے کی حالت میں کھالیا کرتا تھا اور اس میں ایک بچہ ڈوب کر مر گیا تھا اس قدر گہری اور اونچی تھی۔ امیہ ابن حلت بنو دیان کے پاس آئے انہوں نے ان کا کھانا دیکھا تو وہ گیسوں کا میدہ گھی اور خالص شہد تھا۔ ابن جدعان کھجور اور ستو کھلایا کرتا تھا اور دودھ پلایا کرتا تھا جب امیہ

نے یہ حالت دیکھی تو ان کی مدح میں اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”میں نے بہت سے سخی لوگ دیکھے ہیں مگر سب سے زیادہ سخی بنو دیان کو بلایا ان کا کھانا میدہ اور خالص گھی اور شہد ہے بنو جدعان کی طرح ہلکا کھانا نہیں ہے۔“
جب ابن جدعان کو یہ خبر ملی کہ امید ابن صلت نے میرا کھانا ہلکا بتلایا ہے تو اس نے میدہ شہد اور گھی لانے کے لئے ملک شام کے لئے دو ہزار اونٹ روانہ کیے جب وہ آگئے تو خانہ کعبہ پر کھڑے ہو کر ندادی لوگو! ابن جدعان کے دسترخواں کی طرف آجاؤ امید نے سن کر شعر کہا جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”کہ ابن جدعان کا دایمی خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہو کر لپکا رہا ہے کہ ایک بڑے دسترخواں کی طرف آجاؤ جس میں میدہ اور شہد خالص سے تیار کیا ہوا کھانا ہے۔“
مسلم شریف میں حدیث ہے حضرت عائشہؓ نے حضور سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہؐ ابن جدعان خیرات کرتا تھا مہمان فواری کرتا تھا کیا اس کو قیامت کے روز کوئی نفع ہوگا آپ نے فرمایا کہ نہیں کیونکہ اس نے کبھی قیامت پر ایمان لانے کا ذکر نہیں کیا۔

ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلف الفضل کے وقت میں ابن جدعان کے گھر گیا تھا اور اگر وہ مجھے سرخ اونٹ بھی دیتا تو میں پسند نہ کرتا اور اگر اسلام کی حالت میں وہ میری دعوت بھی کرتا تو میں اس کو قبول کر لیتا۔
حلف الفضل آپ کی بعثت سے بیس سال قبل ذی قعدہ میں پیش آیا تھا واللہ اعلم بالصواب۔

۱۰۱ وال باب

ابو عبیدہ بن جراح کی شہادت پر جنات کا نوحہ کرنا
ابوبکر ابن محمد فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب نے ابو عبیدہ کی نارت

میں ایک دستہ روانہ کیا جب کافی دنوں تک کوئی خبر نہ ملی تو آپ کو پریشانی لاتی ہوئی اور آپ نے ان کے بارے میں تحقیق شروع فرمادی طائف سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا: مسجد نبوی میں بیان کیا کہ ہم طائف کی ایک وادی میں تھے جس کا نام کوہ مبارکہ ہے ہم نے ایک فوج کی آواز سنی کہ کچھ عورتیں کہہ رہی تھیں کہ تیرا موت بھی خالد بن ولید کی طرح مقابلہ کے وقت آئی اللہ اس معرکہ کو مقدس بنائے جس میں وہ بہتوں کو شہید ہوئے ہیں اس معرکہ میں بہت سے جنات مرد عورتیں روٹی ہیں اب کوہ مستجاب الدعوات شخص جس کو انہوں نے مارا ہے بہت کم ملتا ہے کہ جو پوری رات نماز میں بیدار ہو کر روتا تھا پھر انہوں نے بلند آواز سے کہا ہائے ابو عبیدہ ہائے سلیطہ اس شخص نے بیان کیا کہ جب ہم نے یہ آواز سنی تو ہم اس کے پیچھے چلے گئے اور کچھ فاصلہ پر رہ کر کافی دور تک یہی آواز سنتے رہے اس کے بعد اس شخص نے یہ قصہ حضرت عمرؓ سے عرض کیا آپ نے تحقیق کے لئے خطرہ اذکیا اس سے معلوم ہوا کہ ابو عبیدہ اسی دن شہید ہو چکے تھے سلیطہ سے مراد سلیط بن قیس الغداری ہیں جو حضرت ابو عبیدہ کی بیعت میں امیر لشکر تھے واللہ اعلم۔

۷۲ وال باب

جنگ قادسیہ میں قبیلہ نضج کی ہلاکت پر جنات کا
نوحہ کرنا

ابن ابی الدنیائے ذکر کیا کہ جب قبیلہ نضج جنگ قادسیہ میں مارا گیا تو یمن کی کئی وادی میں لوگوں نے جنات کو یہ کہتے ہوئے سنا اے حکم بنت خالد اسلام لے آچھا تو شہ اور خراب تھوڑا تو شہ دونوں برابر نہیں ہیں میری طرف سے سورج تم کو مہلک باد دیتا ہے

اور ہر سوار مبارکباد دیتا ہے اور بہترین قبیلہ مبارک باد دیتا ہے جو محمد پر ایمان لایا ہے انہوں نے گسری کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر معمولی معمولی تلواروں سے اس کے لشکر تباہ کیے ہیں۔ جب داعی اجل نے ناگہانی موت کا پیغام دیا تو وہ اس کو لبیک کہہ گئے راوی کہتے ہیں کہ چند ہی ایام کے بعد ان کے قاصد سید میں مرنے کی خبر موصول گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۷۰ وال باب

حضرت علامہ الخطباء کی شہادت پر جنات کا مشریت

پڑھنا

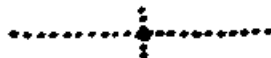
حضرت عائشہؓ سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب تم اپنی مجلس کو اچھا بنانا چاہو تو حضرت عمر ابن الخطابؓ کا ذکر کثرت سے کرو پھر آپؓ فرماتی ہیں کہ ہم ایک مرتبہ مصعبؓ میں ٹھہرے ہوئے تھے ایک سوار آیا جب وہ ہم سے اتنا قریب ہو گیا کہ ہم اس کی آواز سنی سکیں تو اس نے کہا کہ کیا مدینہ میں ایک شہید کے بعد زمین آسمان کی چمک باقی رہے گی اللہ تعالیٰ اس امام عادل کو بہترین بدلہ دے جو اس زمین میں شہید کر دیا گیا اس امام عادل نے کچھ امور طے کیے تھے اب تک ان کی لکھی ہوئی کھنتیں بنیں باقی تعین کہ ان پر آفتیں آئیں اس امام عادل نے تعویٰ اور نیکی سے ساتھ انصاف پھیلا دیا اور عفاف ستھر ادین پیش عام کیا جو بھی آدمی سوار ہو کر لال کیے ہوئے کی تحقیق کرنا چاہے تو اس کو اس امام عادل کا کردار لگے ملے گا سراویہ ہے کہ اس کا ماضی و حال دونوں یکساں خیر والے ہیں۔ بنی کا این اور یار تھا وہ اور بنی کے خصوصیت میں سے تھا جس کو اللہ نے ایسا جہاد پہنایا ہے

جو کبھی دوسرے نہیں ہوگا اور آپ کا انتقال ہے آپ دین و تقویٰ طہارت عدل و انصاف کے پیکر تھے اور آپ کا دروازہ ہر بخش کاری سے بند تھا جنگل میں بھی آپ فقراء کو سیراب کیا کرتے تھے اور راتوں کو آپ فقراء کو توشہ دیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب ہم سے وہ آدمی الگ ہو گیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ مزد شاعر معلوم ہوتا ہے پھر جب ہم مدینہ واپس لوٹے تو معلوم ہوا کہ ابو لؤلؤ نے حضرت عمر کو شہید کر دیا ہے اور ہمارے ساتھ ساتھ منہ پر کپڑا باندھے ہوئے وہ سوار بھی مدینہ آیا۔ پھر میں نے اپنے حجرہ میں یہ آواز سنی جس کی سمت معلوم نہ ہو سکی کہ اسلام پر رو دیا جائے اور میری ہلاکت بھی قریب آچکی ہے اور دنیا بد سحت ہو چکی ہے اور اس کی خیر ختم ہو چکی ہے ایک صادق العہد کی وجہ سے۔ اس کے بات جب حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے تو آپ کی ملاقات مزد سے ہوئی آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تو نے یہ اشعار کہے ہیں اس نے جواب دیا کہ میں آج تک ایسے اشعار نہیں کہے ہیں پھر ہم نے گناہ کیا کہ کسی جن نے حضرت عمرؓ پر مرثیہ کے طور پر یہ اشعار کہے ہوں گے۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عمرؓ کے شہید ہونے سے تین دن قبل جنات نے رو کر یہ اشعار کہے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے

”کہ اللہ تعالیٰ برکت دے اور بھلائی کا بدلہ دے امام عادل کو آپ نے کچھ اور طے کیسے تھے جن کی کلیاں اب تک کھلنے نہیں پائی تھیں کہ ان پر جہنمیں آئیں جو آدمی سوار ہو کر دیکھنا چاہے دیکھ لے ان کا ہر وعدہ پورا ملے گا مجھ کو ان کے ایک خبیث اور بد صورت آدمی کے ہاتھوں سے قتل ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔

اندیشہ یہ ہے کہ اب دنیا کے اندر تاریکی چھا جائے گی آپ اپنے رب سے جنت میں جا ملے اور آپ کو ایسا لباس پہنا دیا گیا جو کبھی دوسرے نہ ہوگا۔



۴۷ واں باب

عثمان بن عفانؓ پر جنات کا نوحہ کرنا۔

عثمان بن مرہ اپنی والدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب عثمان بن عفانؓ کو شہید کر دیا گیا تو جنات نے ان پر نوحہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”ایک رات جنات کو سخت قسم کے پتھر مارے گئے جب صبح ہوئی تو ان کو پتہ چلا کہ بہادر بازمہ چکا ہے۔ مراد عثمان بن عفانؓ ہیں جو اندر باہر کی زمینت تھا اور غلاموں کو آزاد کیا کرتا تھا۔“

۴۸ واں باب

جنگ صفین کے مقتولین پر جنات کا نوحہ کرنا۔

قرشی فرماتے ہیں کہ بنو عمرو کا ایک شخص جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی معیت میں مارا گیا لوگوں نے ایک جہنیہ کو یہ اشعار بطور نوحہ پڑھتے ہوئے سنا جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”بنو عمرو اس نوجوان کے بارے میں دریافت کرو جو نہایت بُردبار اور نیکوکار تھا جو ہر مشکل سے مشکل میدان میں سواریاں دوڑا دیا کرتا تھا اور ہر معاملہ کے انجام کو جانتا تھا۔“

از مؤلف:۔ جنگ صفین، ہجری میں واقع ہوئی تھی مشاہیرِ صحابہؓ میں سکوت ہی ادنیٰ ہے اس لیے اس پر روشنی نہیں ڈالی گئی۔



۷۶ وال باب

علی ابن ابی طالب کی وفات کے بارے میں جنات کا خبر دینا

عمر ابن عامر سلمیٰ فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ کے ایک فوجی نے اپنا بیٹا مارا اور اس کو گھر سے نکال دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ اس کے بیٹے کو باپ کی ناراضگی سے بکی پیدا ہوئی اور وہ باہر چوترو پر پڑ رہا کسی نے آواز دی اسے سوید اس لڑکے نے جواب دیا کہ یہاں سوید نام کا کوئی آزاد ہے اور نہ کوئی غلام ہے اس لڑکے نے پھر دیکھا کہ اس چوترو کے شہتیر سے سیاہ بلی لٹک رہی ہے اور وہ نیچے گر گئی ہے اس نے کہا کون ہے اور کہاں سے آئی ہے اس بلی نے جواب دیا کہ میں نکال ہوں اور عراق سے آیا ہوں۔ اس نے کہا وہاں کوئی نئی بات پیش آئی ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں علی بن ابی طالب شہید کر دیئے گئے ہیں پھر اس نے کہا کہ مجھے کچھ کھلا دو میں بھوکا ہوں اور لوگوں نے اپنے برتن الٹ کر کا نام لے کر دھک دیئے ہیں مگر یہاں ایک لوسہ کی سب سے جو پر گوشت بھونا گیا تھا اس پر چلن بہت کا اثر ہے وہ مجھے دے دے دریں اسے پرام لوں گی اس نے وہ بیج اس کو لے کر دے دی اور اس نے چائنا شروع کر دیا اس کے چائنے کی آواز اس لڑکے نے بھی سنی تھی اس کے بعد اس کو پھر وہیں رکھ دیا اس لڑکے نے اپنے والد کا دروازہ پھینکا شروع کر دیا اور کہا کہ اباجان ذرا باہر آؤ ایک بڑی بات پیش آئی ہے اور تمام قصہ سنا دیا اس کا باپ اس کے قصے کو سن کر اس لڑکے کو لے کر امیر معاویہ کے پاس آیا اور امیر معاویہ سے اس کا تذکرہ کیا امیر معاویہ نے

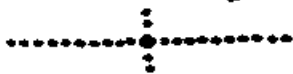
اسی وقت تحقیق کے لئے خط لکھا جواب سے معلوم ہوا کہ ایسا ہی ہوا ہے جیسا کہ
اس بلی کی شکل میں تھے والے جن نے خبر دی تھی۔ واللہ اعلم۔

۷۷ وال باب

حسین بن علیؑ پر جنات کا تو حشر کرنا۔
عمر بن عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ ہم کو لوگوں نے بتلایا کہ جنات نے حسین بن
علیؑ کی شہادت پر زور کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل
ہے۔

”بنی کے ہاتھ پھینے سے ان کی پیشانی پر چمک پیدا ہوتی تھی اس کے والدین قریش
کے بڑے لوگوں میں سے تھے اور اس کے مانا سب سے بڑے تھے۔
اس لئے کہ انہیں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور کے وصال کے بعد
سے میں نے جنات کو کسی پر زور کرتے ہوئے نہیں سنا مگر حضرت حسینؑ کی شہادت
پر ایک جہنمیہ نے زور کرتے ہوئے اشعار کہے تھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے
”اے میری آنکھ تو رنج کا مظاہرہ کرتی رہ میرے سوا اور کون روئے گا
شہداء پر ان کو ظالم بادشاہ کے پاس موت بجائے کر گئی تھی۔“

ابن جزم طہی اپنی والدہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسینؑ مار دیے
گئے تو میں نے پہاڑوں پر کسی کو یہ پکارتے ہوئے سنا۔
”اے حسینؑ کے قاتلوں کو سخت عذاب و سزا ملے گی تمام آسمان والے تم
پر بد دعا کر رہے ہیں۔ بنی بھی مالک بھی قبیل بھی مراد فرشتے ہیں۔ سلیمان بنی
علیؑ سب تم پر لعنت کرتے ہیں۔“



۸۷ وال باب

شہداء و صحراہ پر جنات کا نوحہ کرنا

حضرت زبیرؓ نے کسی لڑکے سے مروی ہے کہ جب اہل حرہ قتل کر دیئے گئے تو مکہ میں جبل البرقیس پر کسی نے یہ اشعار کہے۔

ترجمہ ۱۔ نیک لوگ سخاوت و شجاعت والے مار دیئے گئے روزہ رکھنے والے ناز پر رھنے والے تعادلت کرنے والے بھلے آدمی مار دیئے گئے۔ واقف اور بقیع میں ایسا کوئی بہادر و فنی نہیں ہوا ہوگا۔ یہ شرب کے لئے ہلاکت ہے کہ اس میں ایسا جرم ہوتا ہے۔

ابن زبیرؓ نے جب یہ سنا تو اپنے اصحاب سے کہا کہ تمہارے ساتھی مارے گئے ہیں۔ ”إِنَّا لَنَشْكُرُ إِنَّا إِلَيْنَا رَاجِعُونَ“

از مؤلف ۱۔ واقعہ حرہ ۳۲ھ ہجری سنائیسوی ذی الحجہ کو مدینہ منورہ میں پیش آیا جس کے اندر بہت سے صحابہ اور دیگر حضرات مارے گئے۔ خلیفہ فرائس ہیں کہ قریش و انصار میں سے تین سو ساٹھ آدمی مارے گئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حرہ میں کھڑے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ اس جنگ میری امت کے ایسے لوگ مارے جائیں گے جو میری امت میں میرے صحابہ کے بعد سب سے بہتر ہوں گے واقعہ حرہ اس طرح پیش آیا تھا کہ اہل مدینہ نے یزید ابن معاویہ سے بیعت توڑ دی تھی اور مروان بن حکم کو اور دیگر حضرات بنو امیہ کو مدینہ سے نکال دیا تھا اور عبداللہ ابن حنظلہ کو اپنا امیر منتخب کر لیا تھا اکابر صحابہ نے اس سے اتفاق

۷ واقف اور بقیع قبرستان کے نام ہیں۔

نہیں کیا تھا اور اس کو ناپسند فرمایا تھا۔ یزید نے مسلم ابن عقبہ کو مدینہ پر فوج کشی کا حکم دیا اور انہوں نے اس کے حکم سے ان سے جنگ کیا۔

سہیلی نے فرمایا کہ اس دن جہا جہنم وانصار میں سے سترہ سو آدمی مارے گئے اور مختلف جماعتوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔

حافظ زہبی نے اس کا نام حرہ زہرہ بیان کیا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہاں یہود کی ایک بستی تھی جن کو ہوزہرہ کہا کرتے تھے۔

زہیر نے فضائل مدینہ میں ذکر کیا ہے کہ قدیم زمانہ میں ایک بستی تھی جس میں یمن اور شکار رہا کرتے تھے اور یزید نے اہل مدینہ کی بہت منت سماجت کی تھی اور ان کو بڑے بڑے عطیہ دیئے تھے اور ان کو طاعت کی طرف بہت مائل کیا تھا اور مخالفت سے بھی ڈرایا تھا مگر اللہ کا جو کرنا تھا وہ ہوا اور اصل فیصلہ اللہ ہی فرمائیں گے۔

۹، وال باب

جنت کا عمر بن عبد العزیز اور ہارون الرشید کی وفات

کی خبر دینا

ماہجون فرماتے ہیں کہ میں ایک رات مکہ میں باہر نکلا میں نے دیکھا کہ ایک کتا دوڑتا ہوا آیا اور دوسرے کتوں میں داخل ہو گیا اور ان سے کہا کہ تم ہنس رہے ہو کھیل رہے ہو حالانکہ رات عمر بن عبد العزیز کا انتقال ہو چکا یہ سن کر میں بھاگا اور چلا میں معلوم ہوا کہ عمر بن عبد العزیز رات کو مر چکے ہیں

حاکم ابو عبد اللہ نے تاریخ سنیا پور میں ہارون الرشید کے تذکرہ میں بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسلم نے فرمایا کہ میں اذان دینے کے لئے مینارہ پر چڑھا صحیح صادق طلوع

ہونے کی انتظار میں تھا دیکھا کہ دو کتے آمنے سامنے آ رہے ہیں ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا خبر ہے سناؤ دوسرے نے کہا ہاتھ ماروں الرشید مرچکے ہیں میں نے خط لکھ کر معلوم کیا پتہ چلا کہ اسی رات مرچکے تھے۔

از مؤلف :- اردن الرشید کا انتقال شہر طوس میں ہوا ۱۹۳۱ء ہجری آپ کی مدت خلافت تیس سال ایک ماہ ہوئی ہے اور عمر ۴۲ سال ہوئی ہے

۸۰ وال باب

امام ابو حنیفہؒ کے انتقال پر جنات کا رونا۔

جلیبی فرماتے ہیں کہ جس رات امام ابو حنیفہؒ کا انتقال ہوا جنات نے فوج کیا ہم نے آواز سنی اور کچھ نظر نہیں آیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ علم فقہ ختم ہو چکا اب تم کو فقہ نہیں ملے گا اللہ سے ڈرو اور اچھے بند نعمان بن ثابت مرچکے ہیں جو راتوں کو زندہ کیا کرتے تھے امام صاحب کا انتقال ۱۹۳۱ء ہجری بغداد شہر میں ہوا تھا

۸۱ وال باب

دکین ابن جراح کی وفات پر جنات کا نوحہ کرنا۔

جاسس مدنی فرماتے ہیں کہ حضرت دینارؒ کے لئے روانہ ہوئے اور وہ ہڑال گزنی کے موسم میں مکہ آجایا کرتے تھے ان کے گھر سے روانہ ہونے کے بعد ان کے گھر والوں نے فوج کی آواز سنی چونکہ ان کا گھر وسیع و عریض تھا انہوں نے گمان کیا کہ یہ آواز ہمارے گھر میں نہیں ہے ان کو یہ گمان رہا کہ یہ فوج کی آواز ہمارے گھر میں نہیں ہے آنکھیں کھلنے پر معلوم ہوا کہ ہمارے ہی یہاں ہے جب لوگ حج سے واپس ہوئے انہوں نے خبر دی کہ دینارؒ اسی رات میں مرچکے تھے جس رات

میں تم نے فوج کی آواز سنی تھی۔

ازمؤلف :- حضرت وکیعؒ اپنے وقت کے امام مجتہد تھے تمام علوم شرعیہ کے ماہر تھے ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور روزانہ شب میں ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے اور امام اعظمؒ کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام اعظمؒ سے بہت سی روایتیں بیان کیا کرتے تھے ۱۹۰ھ ہجری میں وفات پائی آپ کی کل عمر ۶۸ سال ہوئی آپ کے مناقب کثیر و کثیر ہیں۔ امام زعفرانی نے فرمایا ہے کہ آپ نے ۴۰ چالیس حج کئے ہیں اور عبادان میں ۴۰ دن تک حدود اسلامیہ کی حفاظت کی ہے اور وہیں چالیس قرآن ختم کیے ہیں آپ سے چار ہزار احادیث مروی ہیں اور آپ نے چالیس ہزار دینیم خیرات کئے ہیں اور آپ کو کبھی کسی نے آرام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

۸۲ واں باب

متوکل بادشاہ کے انتقال پر جنات کا نوحہ کرنا

عمر بن شیبان فرماتے ہیں کہ جس رات متوکل کو قتل کیا گیا میں ملک شام میں اپنے گھر میں تھا مجھے کوئی علم نہیں تھا کہ متوکل مارا گیا ہے میں نے رات میں اپنے گھر کے کونے میں سے یہ آواز سنی شعر یا ثامم اللیل الخ ترجمہ :- اے رات میں بے خبر سونے والے بیدار ہوا اے عمرو بن شیبان اپنے آنسو بہا مجھ کو یہ سن کر گھبراہٹ ہوئی پھر میری آنکھوں لگ گئی اس نے پھر یہی کہا تین بار ایسا ہی ہوا میں نے اپنی بازو سے قلم دوات منگائی اور اپنے پاس رکھ لی پھر کچھ دیر بعد اس نے چند اشعار کہے میں نے ان کو لکھ لیا۔ ترجمہ اشعار در نظر ذیل ہے۔

”کیا نہیں دیکھا تو نے میرے لوگوں کو انہوں نے ایک ہاشمی کے ساتھ کیسا نازیبا

ملوک کیا ہے انہوں نے ایک مظلوم کو تباہ کر دیا جس کی وجہ سے زمین و آسمان کی تمام مخلوق پریشان ہے پرندے غمگین ہیں بادل رک گئے ہیں گھاس کم ہو گئی اشیاء کے بھاؤ کم ہو گئے ہیں نہریں خشک ہو گئی ہیں زمین میں زلزلہ ہے آپ کو مختصر یہ ہی اس کا نتیجہ ملنے والا ہے اپنے بادشاہ پر اتنا بھاؤ کیونکہ تمام جن و انس کو ان کے مرنے کا علم ہے۔

محمد ابن سعد فرماتے ہیں کہ میں سامرا میں متوکل کے قتل ہونے کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ ترجمہ اشعار ”جن لوگوں نے تجھ کو چھوڑا ہے وہ آباد نہیں ہو سکتے انہوں نے بد عہدی کر کے نہایت رذیل اخلاق کا ثبوت دیا ہے۔ اے مرد و تہد سے پاس ایک بڑا شخص آیا ہے اس سے ملو اس کو تیروں نے ہلاک کیا ہے مارنے والوں کو خیر نہ ملے گی میرا قلب نہایت ہی غمگین ہے۔“

محمد ابن سعد فرماتے ہیں کہ میں یہ سن کر بہت رویا جب بیدار ہوا تو مجھ کو یہ اشعار یاد تھے میرے ایک ساتھی نے کہا کہ کی بات تھی تو نیند میں رو رہا تھا۔

از مؤلف :- متوکل علی اللہ کا نام جعفر ہے ۲۴۰ ہجری میں مارا گیا آپ کی مدت خلافت چودہ سال دس مہینے تین دن ہے آپ کی عمر چالیس سال ہوئی ہے آپ کے تمام اجداد بادشاہ ہوئے ہیں۔

۸۳ واں باب

کیا تمام جنات کو خدا تعالیٰ نے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت دی ہے

عینی ابن ابی عمیر فرماتے ہیں کہ جلال ابن یوسف کو کسی نے خبر دی کہ ملک چین میں

ایک علاقہ ہے جب کوئی وہاں راستہ بھول جاتا ہے تو اس کو آواز آتی ہے کہ راستہ ادھر ہے اور کوئی نظر نہیں آتا حجاج نے یہ سن کر کچھ لوگ تیار کیے اور ان سے کہا کہ وہاں سے پہنچ کر قہدا راستہ گم کر دینا اور جب تم کو آواز آئے وہیں اس پر حملہ کر دینا اور دیکھنا کہ وہ کیا ہے انہوں نے ایسا ہی کیا ان کو بھی آواز آئی کہ راستہ ادھر ہے انہوں نے فوراً حملہ کیا ان جنات نے ان سے کہا کہ تم ہم کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتے انہوں نے ان سے معلوم کیا کہ تم کب سے یہاں رہتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ مدت تو ہم کو یاد نہیں ہے مگر ہماری موجودگی میں ملک چین آٹھ مرتبہ تباہ ہو چکا ہے اور آٹھ مرتبہ آباد ہو چکا ہے۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت حن نے فرمایا کہ جنات مرتے نہیں میں نے کہا کہ قرآن میں تو ارشاد ہے ”قد خلت من قبہم من الجن والانس“ یعنی ان سے پہلے بہت سے انسان و جنات گزر چکے حضرت حن کا یہ فرمنا کہ جنات مرتے نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ابلیس کی طرح منظر ہیں جب اس کی موت آئے گی اسی وقت ان کی موت آئے گی اور قرآن کو تم کی ظاہری آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت تک صرف ابلیس زندہ رہے گا۔ البتہ اس کی آل و اولاد کے بارے میں کوئی قرآن کی آیت دلالت نہیں کرتی کہ وہ بھی قیامت تک زندہ ہی رہیں گے بلکہ قرآن کی آیت ”انک من المنظرین“ سے بھی ابلیس ہی کی تخصیص معلوم ہوتی ہے کہ صرف وہی قیامت تک زندہ رہے گا اور تمام جنات کا قیامت تک زندہ رہنا قرآن کو تم کی کوئی آیت اس پر دلالت نہیں کرتی۔ پس ممکن ہے کہ کچھ جنات منظر ہوں تمام کے بارے میں کوئی صریح آیت نہیں ہے بلکہ شروع ابواب میں گزر چکا ہے کہ انسانوں کی طرح جنات بھی مرتے ہیں۔

ابن عباسؓ نے اس کی تصریح کیا کہ جنات بھی انسانوں کی طرح مرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ابن عباسؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا جنات مرتے ہیں آپؓ نے فرمایا کہ ہاں مگر ابلیس قیامت تک زندہ رہے گا پھر اس نے پوچھا کہ یہ چھوٹا سا سانپ جس کو شک کہتے ہیں یہ کیا ہے آپؓ نے فرمایا کہ یہ چھوٹے جنات ہیں۔ ایک روایت میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ زمانہ کے گزرنے کی وجہ سے ابلیس بھی بوڑھا ہوتا ہے مگر پھر تیس سالہ فرجوان بن جاتا ہے۔ عام اصول فرماتے ہیں کہ میں نے ربیع ابن انسؓ سے دریافت کیا مجھ کو بتلائیے کہ جو شیطان انسان کلم کے ساتھ رہتا ہے کیا وہ مرتا نہیں آپؓ نے فرمایا کہ وہ ایک شیطان تھوڑا ہی ہے وہ تو ربیعہ مضر کی طرح بہت زیادہ ہیں حدیث بن میمون فرماتے ہیں کہ جنات تو مر جاتے ہیں مگر شیطان جوں کا توں جو ان ہی ہے اور جو ان ہی رہتا ہے مرتا نہیں۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ابلیس کی ماں بھی جو ان ہے باپ بھی جو ان ہے اور ابلیس ان دونوں سے زیادہ جو ان ہے۔

فصل

جنات کا محشر ہونا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”یوم نحشرهم جمیعاً“ یعنی قیامت کے روز ہم سب کو اٹھائیں گے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ جن وانس کو اسی زمین میں جمع فرمائیں گے جو دوبارہ پھلائی جائے گی وہ نظر آئیں گے اور داعی رب کی آواز سب کو سنائی دے گی مگر ان کی ایک جماعت اترے گی اور وہ ان کا چکر لگائے گی پھر دوسری اترے گی وہ بھی چکر لگائے گی یہاں تک کہ چھ جماعتیں اسی طرح چکر لگائیں گی۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب زمین ہل جائے گی اور

پہاڑ اڑتے پھریں گے تو جنات انسان میں جانے شروع ہوں گے ان کو اٹھا کر
مضیں ملائکہ کی ملیں گی جو آسمان کے محافظ ہوں گے وہ ان کو ماریں گے اور کہیں
گے کہ وہیں چلو جب تک خدا کا حکم نہ ہو گا تم کو راستہ نہ ملے گا۔ حضرت صحا کہ نے
اپنی تفسیر میں اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

۸۲ واں باب

کیا ابلیس ملائکہ میں سے تھا

ابوالوفاء ابن عقیل نے کتاب الارشاد میں فرمایا ہے کہ اگر تم سے کوئی معلوم
کرے کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا تو یوں کہو کہ ملائکہ میں سے تھا بعض علما
کا اس میں اختلاف ہے ابو بکر عبد العزیز نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ابلیس ملائکہ
میں سے تھا چونکہ ارشاد خداوندی ہے ”وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا
لِلْآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ“ اس آیت شریفہ میں ابلیس کا ملائکہ سے
استثنا کیا گیا ہے اور لعن عرب میں استثنائاً جو ماہم جنس ہی سے ہوا کرتا
ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی یوں بولے ”فتح النبا زولنا لا فلاناً“ اور فلانا سے
مراد خدا لینے سے تو یہ مثال عربی قواعد استعمال کے اعتبار سے عمدہ شمار نہ ہوگی اس
طرح ”رایت الناس الا حمداً“ کہنا بھی مستحسن نہ ہوگا چونکہ ان دونوں مثالوں
میں خلاف جنس سے استثناء کیا گیا ہے اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ کلام عرب میں ایسی
مثالیں ملتی ہیں جن میں خلاف جنس سے استثناء کیا گیا ہے اور پھر بھی ان کو
عمدہ شمار کیا گیا ہے اور ضحما نے اپنے کلام میں اس کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ شیخ
کا قول ہے۔

دبلۃ لیس بھا اینس الا الیفا فیروا الیعلی

اس کا جواب یہ ہے کہ یعافیہ اور عیس و غیرہ امین بن سکتے ہیں انیس سے استواء نہیں ہے بلکہ ایناس سے استقواء ہے چونکہ اس شعر میں امین کے علاوہ نہ کسی انس کا تذکرہ ہے نہ کسی جن کا پس شعر کا مطلب یہ ہے کہ بعض آبادیاں ایسی ہیں کہ جہاں بھیڑیوں اور درندوں کے علاوہ کوئی امین نہ رہنے کا اہل نہیں ہے اور ابلیس کا ملائکہ میں سے ہونا اس کا بہترین استدلال یہ ہے کہ اگر وہ ملائکہ میں نہ ہوتا تو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملاست و مذمت کا مستحق نہ ہوتا کیونکہ اس کو یہ موقع تھا کہ وہ یوں کہہ سکے میں حکم میں داخل نہیں تھا عدم جنس کی وجہ سے۔ پس جب ترک سجدہ کی وجہ سے اس کو نافرمان شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ جنس ملائکہ میں داخل تھا اور سجدہ کرنے کا مامور تھا یہی وجہ ہے کہ جب اس نے "انا خسر منہ" کہہ کر حکم خداوندی سے اعراض کیا تو اس کو راندہ درگاہ قرار دیدیا گیا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی بادشاہ حکم کرے کہ آج بزاز لوگ اپنی اپنی دکانیں بند رکھیں اس حکم کے بعد اگر خباز لوگ اپنی اپنی دکانیں بند نہ رکھیں بلکہ کھول لیں تو وہ شاہ کے نافرمان شمار نہ ہوں گے کیونکہ حکم ان کو شامل نہیں ہے اس لئے کہ وہ لفظ بزاز کے مفہوم میں داخل نہیں ہیں۔ اسی طرح آیت خداوندی کو سمجھ لیا جائے اس پر اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ قرآن کریم نے اس کا خاص نام ذکر کیا ہے چنانچہ کہا ہے "الا ابلیس کان من الجن" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس جنات میں سے تھا اس کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ کی ایک قسم ہے جس کو جن کہتے ہیں۔ جیسا کہ اور دوسری اقسام ہیں مثلاً کروہیون خزنتہ زبانیہ پس ملائکہ کی جنس ایک ہی ہے البتہ اقسام مختلف ہیں جیسا کہ آدمیوں کی جنس ایک ہے اور اقسام مختلف ہیں مثلاً عربی عجمی حبشی وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنے خادموں کو طاعت کا حکم دیا سب نے پورا کر دیا مگر فلاں نے نافرمانی کی جو حبشی

تھا اس نے بات نہیں مانی اس کا مطلب یہ نہ ہوگا کہ اس کا جیسی خادم دوسرے
خادموں سے جہنیت کے اعتبار سے الگ ہے بلکہ جن سب کی ایک ہے
نوع مختلف ہے یہی حال حکم خداوندی کا ہے کہ ملائکہ میں ابلیس بھی تھا مگر اس کی
قسم جن تھی اس اعتبار سے وہ ان سے مختلف تھا۔

ابو یعلیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاق کی تعلیمات میں دیکھا ہے انہوں نے
فرمایا ہے کہ میں نے شیخ ابوبکر کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جبکہ ان سے پوچھا گیا تھا
کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا نہیں آپ نے فرمایا کہ اس کو آدم کے لئے سجدہ کرنے
کا حکم کیا گیا اگر وہ ان میں سے نہ ہوتا تو سجدہ کرنے کا حکم اس کو کیونکر دیا جاتا۔ اس
پر ابو اسحاق نے عرض کیا کہ تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ ملائکہ علیہم السلام
کی ذریت نہیں اور نہ ہی ان کے حق میں تو والد و تناسل مقصور ہے اور ابلیس کے
ذریت بھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس ملائکہ سے علیحدہ ہے حالانکہ ابوبکر
عبدالعزیز کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ میں سے ہے اور امام رازی
نے اپنی تفسیر میں اس کی تصریح کی ہے کہ وہ ملائکہ میں سے تھا اور پھر اختلاف
نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر وہ ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو مامور بالسجود کیونکر ہوتا
کیونکہ سجدہ کا حکم ملائکہ کو دیا گیا تھا اور تمام علماء کا اجماع ہے کہ ابلیس کو بھی سجدہ
کا حکم شامل تھا اور اکثر مفسرین کی بھی یہی رائے ہے۔ ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور
صحابہ کی ایک جماعت اور سعید بن المسیب اور دیگر حضرات ان سب کا یہی مذہب
ہے اور متکلمین کی ایک جماعت کی بھی یہی رائے ہے۔

ابوقاسم انصاریؒ نے فرمایا ہے کہ ہمارے شیخ ابو الحسن کا بھی یہی مذہب ہے
ابو اسحاق کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ
میں سے نہیں تھا اسی وجہ سے انہوں نے دلیل کے ساتھ ابوبکرؓ کے کلام پر اڑھکال

کیا ہے جو ابھی گزرا ہے حق بصری فرماتے ہیں کہ ابلیس ایک لمحہ کے لئے بھی ملائکہ میں سے نہیں ہوا۔

قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "الا ابلیس کان من الجن" یعنی ابلیس جنات میں سے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملائکہ میں سے نہیں تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد خبر دینا ہے اس امر کی کہ ابلیس کے دل میں خدا کی معصیت چھپی ہوئی تھی اس لئے لفظ جن کے معنی استنار یعنی پوشیدگی کے آتے ہیں اس وجہ سے جب ملک سچو رحم مادر میں رہتا ہے اس کو جنین کہتے ہیں پوشیدہ ہونے کی وجہ سے اور مجنون بھی لفظ جن ہی سے مشتق ہے کیونکہ اس کی عقل مستور ہو جاتی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ابوبکر رازی نے اپنی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے کہ ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے بیان فرمایا ہے کہ ابلیس کو سماء دنیا کے ملائکہ کا سردار بنا دیا گیا تھا اور وہ ملائکہ کی اس جماعت کا فرد تھا جس کو جن کہا جاتا ہے ان کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ جنت کے نگراں ہوتے ہیں اور ابلیس خازن جنت تھا اور ابوالسحاق نے جو استدلال کیا ہے کہ ابلیس میں شہوت پائی جاتی ہے اور ملائکہ اس سے بری ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابلیس میں شہوت اس وقت پیدا ہوئی ہے جبکہ اس کو ملائکہ کی فہرست سے خارج کر دیا گیا جیسا کہ ہاروت ہاروت میں زمین پر اترنے کے بعد شہوت پیدا کر دی گئی تھی بشرطیکہ اس روایت کو صحیح مان لیا جائے مگر یہ روایت اسرائیلی ہے سراسر باطل ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا جن میں سے اس کے ہونے کی خبر دینا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے اس کی کوئی تاویل ہے جو ابھی مذکور ہوئی۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ تاریخ طبری میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ابلیس بڑے درجے کے

فرشتوں میں سے تھا اور تمام جنّتوں کا خازن تھا اور زمین و آسمان میں اس کا بڑا مقام تھا۔ ابن عباسؓ کی دوسری روایت میں ہے کہ ملائکہ کی ایک جماعت کا لقب جبرئیل ہے ابلیس بھی انہیں میں سے تھا اور زمین و آسمان کے باہین وہ غلط دوسرے ذاتی تھا ابن عباسؓ ابن مسعودؓ اور دیگر حضرات مجاہد سے مروی ہے کہ ابلیس سماء و دنیا کا سردار تھا اور ملائکہ کی اس جماعت سے تھا جس کو جن کہتے ہیں ان کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ جنت پر مامور ہیں۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ابلیس صحران دس ملائکہ میں سے تھا جو ہوا کے نظام پر مامور ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابلیس ملائکہ کی اس جماعت میں سے تھا جس کو جن کہا جاتا ہے یہ خاص جماعت نادر موم سے پیدا کی گئی تھی اور اس کا نام حارت تھا اور جنت کا دروغہ تھا اس جماعت کے علاوہ باقی تمام فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور جنات کی پیدائش بھڑکتے ہوئے شعلہ سے ہوئی ہے اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیئے گئے زمین کو سب سے پہلے اولاد جنات نے آباد کیا تھا انہوں نے فساد برپا کر دیا اور قتل و غارت گری عام کر دی اللہ تعالیٰ نے ابلیس اور انس کے ساتھ دیگر فرشتوں کو بھیجا انہوں نے تمام جنات کو دیران جگہوں میں پہاڑوں میں جزیروں میں منتقل کر دیا ابلیس اپنے اس عمل پر نازاں ہوا اور اس میں تکبر پیدا ہو گیا اور اس نے یوں کہا کہ میں نے ایسا کام کیا ہے جو آج تک کسی نے نہیں کیا اللہ تعالیٰ کو اس کے اس خیال کا علم ہو گیا اور فرشتے نہیں جان سکے۔

ابن شہاب زہری سے معلوم کیا گیا کہ ابلیس کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ ابوالہیمن ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام ابوالانس ہیں واللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم بالصواب۔



۸۵ واں باب

کیا اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے کلام فرمایا ہے

ابن معقل فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ابلیس سے بلا واسطہ کلام فرمانا مختلف فیہ ہے۔ محققین اہل کلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ ابلیس سے کلام نہیں فرمایا کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ فرمایا ہے۔ یہ صحیح قول اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالمشافہ ابلیس سے کلام نہیں فرمایا بلکہ کسی فرشتے کی وساطت سے کلام فرمایا ہو گا اسی لئے کہ خدا تعالیٰ کا کسی سے بالمشافہ کلام فرمانا یہ اس مخاطب کی عزت و تعظیم کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء پر اس وجہ سے بھی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بالمشافہ کلام فرمایا ہے۔ لہذا جن آیات میں خدا تعالیٰ کے کلام فرمانے کا ابلیس کے ساتھ تذکرہ ہے ان میں یہی تاویل کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ نے کوئی فرشتہ اس کی جانب بھیجا ہوگا جس نے ابلیس کو خدا کا کلام پہنچایا ہوگا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ خدا کے رسول کا کسی کی جانب آنا یہ رسل الہی کی تعظیم کی وجہ سے ہوتا ہے اور شیطان کی طرف رسول کا آنا ظاہر ہے کہ تعظیم کے طور پر نہیں تھا۔ یہی تاویل اگر کلام بالمشافہ میں کر لی جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی کی طرف رسول کا مبعوث ہونا یہ علی الاطلاق تعظیم کے لئے نہیں ہوتا بلکہ بعض مرتبہ اتمام حجت کے لئے بھی ہوتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون و ہامان کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اور ظاہر ہے کہ اس میں فرعون و ہامان کی تعظیم و شرف مقصود نہیں تھا بلکہ اتمام حجت مقصود تھی چونکہ فرعون و ہامان یہ خدا کے دشمن تھے اور خدا کا کسی سے کلام

فرمانا بطور تعظیم ہوتا ہے لہذا خدا تعالیٰ نے ابلیس سے براہ راست کلام نہیں فرمایا بلکہ فرشتے کی زبان سے اس تک پہنچایا گیا اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جب خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ سب کے سب سجدہ کرو اس وقت شیطان بھی کلام خداوندی کا مخاطب تھا یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کے کلام کے عموم میں شیطان بھی داخل تھا شیطان کو اس کلام سے الگ نہیں کہا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خطاب خاص کے ساتھ مخصوص فرمایا اور نبی کے واسطے سے تمام امت کو خطاب فرمایا تاہم تمام امت خطاب نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی یہی حال ابلیس کے خطاب کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ سے بالمشافہ خطاب کیا ہوا اور ابلیس سے بواسطہ ارسال پس الفاظ ظاہر ہے کہ علی الاطلاق عام ہوں گے اور معنی میں کوئی ابہام نہ ہوگا اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جائے کہ بادشاہ نے اپنی رعیت اور زید کو حکم دیا حالانکہ ان کا درجہ تکلم مختلف ہوتا ہے۔ بعض سے بادشاہ بالمشافہ کلام کرتا ہے اور بعض سے بذریعہ ارسال یہی حال خطاب خداوندی کا ہے کہ ابلیس سے خطاب بذریعہ ارسال کیا اور جملہ ملائکہ سے بالمشافہ اگر کوئی شبہ کرے کہ خدا تعالیٰ کا شیطان پر غضب فرمانا اور اس کا نافرمان ہونا یہ عدم تکلم مع ابلیس کی دلیل کیسے بن سکتی ہے حالانکہ قرآن کریم میں ہے "و یوم ینادیھو فیقول انی و قال اخسئینھما" اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ غضب کے باوجود بھی کلام فرماتے ہیں نیز یہ بھی ہے کہ غضب میں کلام کرنا یہ تشریف مخاطب کے قبیل سے نہیں ہے بلکہ انتقامی طور پر ہوتا ہے جیسا کہ کوئی بادشاہ اپنے ماتحت کو برا بھلا کہے اور اس سے قتل کا حکم دیوے اس کو کوئی بھی انسان اگر ام پر محمول نہیں کر سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ بڑے کا کلام کرنا یہ مخاطب کی عزت ہی شمار ہوتی ہے اگرچہ وہ کلام دعیائیز

ہی کیوں نہ ہو یہی وجہ ہے کہ بادشاہ جو ہزاروں ہزار ہے اس سے کلام نہیں کرتا بلکہ اس کو اپنے ماتحتوں کے سپرد کر دیتا ہے خدا تعالیٰ کا کلام مخاطب کے لئے شرف کا باعث ہوتا ہے اس کی دلیل قرآن کی آیت ہے "لَا يُلَکْهُمُ الشُّرُکُ وَلَا يَنْظُرُ الْعِیْمُ" انج دوسری آیت میں "وَمَا كَانَ بَشَرًا یَلْکُهُ الشُّرُکُ" ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا کلام فرمانا یہ مخاطب کے لئے باعث شرف ہوتا ہے اور جواب ان کا جنہوں نے "یوم ینادیہم" سے استدلال کیا ہے یہ ہے کہ اس سے مراد بعض ملائکہ کی زبانی نداء دینا ہے چونکہ دوسری آیت میں ہے "لَا یَلْکُهُمُ الشُّرُکُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ" اگر نداء سے مراد کلام لیا جائے گا تو قرآن کریم میں تنکافض لانا آئے گا بلکہ دونوں آیتوں کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ "یوم ینادیہم" سے مراد فرشتوں کی زبانی نداء دلوانا ہے نہ کہ خود ان سے کلام فرمانا اس واسطے کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے شہر میں ندا دی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کسی خادم کو ندا دینے کا حکم صادر کیا نہ کہ خود اس فعل کو کیا ہو یہی معنی بعینہ آیت کریم کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی زبانی اعلان کرائیں گے نہ یہ کہ خود ان سے خطاب کر دیں گے۔ واللہ اعلم۔

۸۶ واں باب

ابلیس اپنے دعویٰ میں کہ میں آدم سے بہتر ہوں
کیونکہ آدم مٹی سے مخلوق ہیں اور میں آگ سے غلطی
پر تھا۔

جاننا چاہیے کہ ابلیس نے جو کچھ کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں یہ سب کچھ

لعنت کی بنیاد پر کیا اور اس کا آدم کو سجدہ نہ کرنا اس کا منشا تکبر اور کفر تھا اور آدم سے اس کو حسد تھا اور ابلیس نے اپنے اس باطل دعویٰ کی دلیل میں جو استدلال کیا ہے کہ میں آدم سے افضل ہوں کیونکہ آدم مٹی سے مخلوق ہیں اور میں آگ سے اور پھر اس پر یہ مرتب کیا کہ افضل شئی اودن کے لئے سجدہ نہیں کر سکتی یہ سب استدلال واپس بھی بطلان ہے اور اس کے بطلان کی چند وجوہ ہیں۔

اول۔ آگ کی خاصیت ہے کہ جب اس سے کوئی شئی متعلق ہوگی تو اس کو ختم کر دے گی بخلاف مٹی کے کہ اس کی طبع میں یہ فساد نہیں ہے۔

دوم۔ آگ کی طبع میں خفت ہے تیزی ہے اور سختی ہے اور مٹی کی طبع میں سکون و ثبات اور نرمی ہے۔

سوم۔ مٹی ہی سے تمام جانوروں کی روزی پیدا ہوتی ہے اور بندوں کے لباس وغیرہ کے مواد اسی سے پیدا ہوتے ہیں اور رہن بہن کے اسباب بھی اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور آگ سے ان مذکورہ اشیاء میں سے کوئی بھی شئی پیدا نہیں ہوتی۔

چہارم۔ ہر جاندار کے لئے مٹی کا ہونا ضروری ہے نیز مٹی سے پیدا ہونے والی اشیاء ہر جانور کے لئے ضروری ہیں اور تمام بہائم کو آگ کی کبھی بھی ضرورت نہیں پڑتی نیز بسا اوقات انسان کو بھی مہینوں تک آگ کی ضرورت واقع نہیں ہوتی۔

پنجم۔ جب مٹی میں غلہ کا دانہ ڈال دیا جاتا ہے تو مٹی کی پردر شس سے کئی گنا غلہ پیدا ہوتا ہے یہ گویا مٹی کی سخاوت ہے کہ اس نے ہم کو کئی گنا غلہ واپس کیا اور اگر آگ میں ڈال دیا جائے تو بجائے کئی گنا واپس کرنے کے اس کو بھی جلا کر راکھ بنا دے گی اور اس کے وجود کو فنا کر دے گی۔

ششم۔ آگ فی انفسہ موجود نہیں ہو سکتی جب تک کسی محل کے ساتھ اس کو قائم نہ کیا جائے اور وہ محل اس کا حامل بنتا ہے جیسا کہ لکڑی کو ٹلہ وغیرہ اور مٹی اپنے

وجود میں کسی محل کی محتاج نہیں ہے پس مٹی اس استثناء کی وجہ سے آگ سے اکل ہے اور آگ احتیاج الی المحل کی وجہ سے مٹی کے مقابلہ میں ادون ہے۔
ہشتم:۔ آگ اپنے وجود میں مٹی کی محتاج ہے اور مٹی اس کی محتاج نہیں ہے چونکہ آگ جس محل کے ساتھ قائم ہوتی ہے یا تو وہ محل مٹی کے اندر موجود ہوتا ہے جیسا کہ کوئلہ وغیرہ اور یا مٹی سے اس کی پیداوار ہوتی ہے جیسا کہ لکڑی پس اس اعتبار سے آگ مٹی کی محتاج اور مٹی آگ سے مستغنی ہے۔

ہشتم:۔ مادہ البلیسیہ بھڑکتا ہوا شعلہ ہے اور اس کا ضعیف ہونا ظاہر ہے کیونکہ اس کو ہوا ملائی ہے اور جس طرح ہوا مائل ہوتی ہے اسی طرح شعلہ بھی مائل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس سے پیدا ہونے والی مخلوق پر اس ہوا نفسانی کا غلبہ ہے اور یہ مخلوق اس کے سامنے مقہور و ماسور ہے۔ اور چونکہ مادہ آدمیت مٹی ہے اور یہ قوی ہے ہوا کے ساتھ مائل نہیں ہوتی اس وجہ سے اس ہوا نفسانی پر اس سے پیدا ہونے والی مخلوق کا مکمل کنٹرول ہے اور یہ مخلوق اپنے خالق کی طرف متوجہ رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو اپنا مخصوص بنا کر اس کو رسالت کیلئے منتخب فرماتے ہیں اور مادہ آدمیت کے ساتھ جو ہوا ہوتی ہے وہ عارضی ہوتی ہے سریع النزول ہوتی ہے پس وہ زائل ہو جاتی ہے اور مضبوطی چونکہ مادہ آدمیت کے لئے اصلی ہے اس لئے وہ اسی کی طرف لوٹ آتا ہے اور البلیس کا حال اس کے برعکس ہے پس چونکہ آدمی کا مادہ طلیب و شریف ہے اس کے اندر شرافت ہوتی ہے اور لعین البلیس کا مادہ خبیث کثیف ہے اس کے اندر رذالت ہوتی ہے۔

نہم:۔ اگرچہ آگ میں کچھ نفع بھی ہے مگر اس میں شر و شیدہ ہے جس کو بلا شدید بندش کے دور نہیں کیا جاسکتا اور اگر اس کی بندش کا نظم نہ کیا جائے

تو یہ تمام کھیتوں کو جلا کر رکھ بنا دے بلکہ تمام دنیا کو جلا کر فنا کر دے اور مٹی میں خود برکت
مخفی ہے جب بھی اس کو الٹ پلٹ کر کے اس میں کوئی چیز ڈالی جائے گی تو اس کا
ثمرہ خیر ظاہر ہوگا اس سے واضح ہو گیا کہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

دوم: قرآن کریم میں زمین کا تذکرہ بہت زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے منافع
بھی شمار کرائے ہیں چنانچہ فرمایا ہے کہ ہم نے زمین کو فرتش بنایا ہے اور یہ تمہارے
یسے گوارہ ہے اور ہم نے بہترین انداز سے اس کو بچھلایا ہے اور یہ تمہارے منافع
کے لئے قرار کئے ہوئے ہے نیز اللہ تعالیٰ نے عجائب ارض میں تفکر کرنے کا حکم دیا ہے
اور اس کے اندر جو چیزیں ودیعت کی گئی ہیں ان میں غور و فکر کرنے کا حکم فرمایا ہے
اور آگ کا تذکرہ قرآن کریم میں عذاب و عتاب کے مواقع میں کیا گیا ہے صرف
ایک دو جگہ اس کو متاع و تذکرہ فرمایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ”تذکرۃ و متاعاً
للمتقین“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی اور آگ میں شدید تفاوت ہے۔

یازدہم: اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ مٹی کو برکت کے ساتھ ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے
”بارک فیہا و قدر فیہا اقواتہا“ اس میں اللہ تعالیٰ نے ارض کی برکت
عامہ کا ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ برکت خاصہ کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ”وہیئنا
و لوطاً الی الارض اللتی بارکنا فیہا للعبالمین“ برخلاف آگ
کے اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی اس کے بارے میں برکت کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ مشاہدہ
سے واضح ہوتا ہے کہ آگ برکت کو ختم کرنے والی فنا کرنے والی شے ہے۔

دوازدہم: اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک گھر جن میں اس کا نام لیا جاتا ہے
یعنی مسجد ان کو بھی زمین پر ہی قائم فرمایا اور بیت المحرام جس میں لوگ طواف کرتے
ہیں اس کو بھی زمین ہی میں بنایا ہے صرف بیت اللہ کا زمین میں ہونا ہی زمین
کے شرف کے لئے کافی تھا چہ جائیکہ اس میں مسجد قائم کی جائیں۔

سیزدہم ۱۔ جن قدر اسماء و انصار ہیں اور اشجار و اثمار ہیں اور دیگر معادن ہیں اور تمام حیوانات کی اقوات وغیرہ سب کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا کیا ہے اور آگ میں ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ یہ بین دلیل ہے آگ کے مخلوق ٹھہرنے کی اور مٹی کے افضل ہونے کی۔

چہار دہم ۱۔ آگ ان اشیاء کے لئے خادم ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں پس اس اعتبار سے آگ کی حیثیت ایک خادم کی ہوتی ہے یہ مٹی کے تابع ہوگئی اور مٹی کو جب اس کی ضرورت نہ ہوگی اس کو اپنے پاس سے بھگا دے گی اور جب ضرورت ہوگی تو اس طرح بلائے گی جس طرح مخدوم خادم کو بلایا کرتا ہے۔

پانزدہم ۱۔ بلیس یعنی نے اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے مٹی سے تیار شدہ ایک صورت کو دیکھ کر اس پر حقیر ہونے کا حکم لگا دیا یہ نہ دیکھا کہ وہ صورت دو چیزوں سے مرکب ہے اور دوسری مٹی اس میں ایسی ہے جس سے سب جاندار وجود میں آئے ہیں یعنی پانی اگر وہ اس کو دیکھتا تو ہرگز آگ کو مٹی سے افضل نہ کہتا اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ عنصر ناری عنصر ترابی سے افضل ہے اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ آگ سے پیدا ہونے والی مخلوق بھی تراب سے پیدا ہونے والی مخلوق سے افضل ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ وہ ایک مفضل مادے سے افضل مخلوق پیدا فرما دیں۔ پس اعتبار غایت کا ہے نہ کہ مادہ کا پس یعنی کی نظر مادہ سے آگے نہ بڑھ سکی اور وہ کمال خلقت پر نظر نہ کر سکا۔ واللہ اعلم

۸۷۰ وال باب

شیاطین کے دوسرے ڈالنے کی کیفیت کا بیان

فرمایا اللہ تعالیٰ نے "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْاَشْجَسِ" الخ اس سورت میں اس

چیز سے پناہ چاہنے کا حکم ہے جو تمام معاصی کا سبب ہے اور اس کی وجہ سے بندہ عقوبات دنیویہ و اخرویہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ سورۃ فلق اس شریعت سے استعاذہ پر مشتمل ہے کہ جس کے ذریعہ بندہ دوسرے پر ظلم کرتا ہے جیسا کہ سحر کرنا سحر کرنا یہ دونوں چیزیں خارجی شریعت میں داخل ہیں ان سے سورۃ فلق میں پناہ چاہنے کی تعلیم دی گئی ہے اور سورۃ ناس میں بندہ کے داخلی شر سے پناہ چاہنے کی تعلیم دی گئی ہے پس پہلے شر کا بندہ مکلف نہیں ہے اور نہ ہی اس سے باز رہنے کی باز پرس ہوگی چونکہ اس میں بندہ کے کسب کو کوئی دخل نہیں ہے دوسرا شر العتہ بندہ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی نہی کا بندہ مکلف ہے دوسرا اور خناس یہ دونوں شیطان کے وصف ہیں خفیہ طور سے کسی شی کی کو قلب میں ڈالنا اور قلب کو اس پر آمادہ کرنے کے معنی میں مستقل ہے۔ قاضی ابوالعلیٰ فرماتے ہیں کہ دوسرا یا دوسرے شیطان کا ایک مخفی کلام ہوتا ہے جس کا قلب ادراک کر لیتا ہے اور ممکن ہے کہ وہ کلام وہی ہو جس کو انسان کسی چیز میں فکر کرنے کے وقت ادراک کرتا ہے اور شیطان اس کو انسان کے بدن میں پیدا کر دیتا ہے جس سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے امام احمد ابن حنبل کے اس کلام کا مطلب کہ شیطان آسیب زدہ کی زبان سے کلام کرتا ہے یہی ہے اگرچہ متکلمین اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں شیطان انسان کے بدن میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ جہ واحد میں دو حووں کا اجتماع ناممکن ہے اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ شیطان تو ندر ہے اور نار کی صفت اخراق ہے تو اگر شیطان کے دخول فی بدن الانسان کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ بدن انسان کا جمل جانا حالانکہ ایسا نہیں ہے پس معلوم ہوا شیطان انسان کے بدن میں داخل نہیں ہوتا اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ آگ فی نفس جلانے کی صلاحیت نہیں رکھتی بلکہ اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اس میں یہ صفت پیدا فرماتے رہتے ہیں پس ممکن ہے

کہ جب شیطان انسان کے بدن میں داخل ہوتا ہو تو اس کی یہ صفت اوراق ختم کر دی جاتی ہو۔ شیطان کے انسان کے بدن میں داخل ہونے کی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ حدیث میں آتا ہے ”سجری من ابن آدم مجری اللہم“ اگر کوئی اس حد سے اس کے وساوس مراد لے کر یہ کہے کہ اس سے مراد شیطانی وساوس ہیں نہ کہ نفس شیطان جیسا کہ قرآن میں دوسری جگہ ہے ”و فی کل وجہ للعجل“ مراد اس سے عجل کی محبت ہے نہ کہ نفس عجل پس یہی حال شیطان کے بدن انسان میں داخل ہونے کا ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بغیر داخل ہونے وساوس کا پیدا کرنا محال ہے چونکہ خارج سے دوسرہ پیدا ہونے کی ایک شکل ہو سکتی ہے کہ شیطان آواز دے اور شیطان کی آواز مسروع نہیں ہے لہذا شیطان کا بدن انسان میں داخل ہونا ہی راجح واضح ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ شیطان انسان کو مجبوط الحواس بنا دیتا ہے اور ایسا ہی مجبوط الحواس شخص جو حرکت کرتا ہے وہ شیطان ہی کا فعل ہوتا ہے پس ممکن ہے یہی حال اس کے دوسرہ کا ہوتا ہو کہ وہ اس کو پیدا کر دیتا ہو اور خود داخل بدن انسان نہ ہوتا ہو اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک فاعل کسی عمل میں نہ ہو گا اس کا فعل اس عمل میں واقع نہیں ہو سکتا پس مجنون وغیرہ کی حرکت حسب عادت ذاتی ہوتی ہے اور شیطان اس کا محک ہوتا ہے اور اگر اس کو کسی نہ کہا جائے گا تو اس کا مضطر ہونا لازم آئے گا۔

فصل :-

ابن عقیل فرماتے ہیں کہ اگر کوئی سوال کرے کہ شیطان کس طرح پہنچ کر دوسرہ ڈالتا ہے تو اس

کا جواب یہ ہے کہ دوسرہ شیطانی دراصل ایک قسم ہے کلام خفی کی جس کی طرف طبائع انسانی متوجہ ہوتی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چونکہ اس کا جسم لطیف ہے اس لیے وہ انسانی جسم میں داخل ہو جاتا ہے اور انسانی نفس میں افکار و خیالات

اتقاء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”یوسوس فی صدر والناس“ یعنی شیطان قلوب بنو آدم میں دسکوس پیدا کرتا ہے اگر کوئی ان دونوں تاویلوں کی تکذیب کرے اور یوں کہے کہ اگر وہ کلام کرنا تو ضرور سنا جاتا اور اس کا جسم میں داخل ہونا اس سے متداخل اجسام لازم آتا ہے لہذا یہ دونوں باطل ہیں نیز ابلیس نار سے مخلوق ہے اس کے داخل ہونے سے احراق لازم آئے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شیطان کا کلام کرنا اس سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کی طرف انسانی طبائع مائل ہوتی ہیں جیسا کہ جادو کے اثر سے مسور کی طرف نفس انسانی مائل ہو جاتا ہے یہی حال اس کے کلام کا ہے اور یہ کہنا کہ اس کے داخل ہونے سے انسان کے بدن میں احتراق و متداخل اجسام لازم آئے گا یہ غلط ہے چونکہ جنات کا آگ سے پیدا ہونا اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ بھی بعینہ آگ ہیں اور متداخل اجسام اس وقت ممکن ہے جبکہ ایک جسم لطیف ہو اور ایک کثیف جیسا کہ روح کا جسم میں داخل رہنا اور ہوا کا اجسام میں داخل ہونا یہ اس طرح وہ سمجھ سکتے ہیں۔

فصل :- خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے ”من الجنة والناس“ علیٰ

کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں جن والنس سے کیا مراد لیا گیا ہے کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد وہ جن والنس ہیں جن کے قلوب میں شیطین و دسوس ڈالتے ہیں یعنی جس طرح انسانوں کے قلوب میں شیطین و دسوس ڈالتے ہیں اسی طرح جنات کے قلوب میں بھی دسوس ڈالتے ہیں یہ توجیہ نہایت ہی ضعیف ہے چند وجوہ سے۔

اولاً۔ اس پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے کہ جس طرح انسانوں کے قلوب میں شیطین و دسوس ڈالتے ہیں اسی طرح جنات کے قلوب میں بھی ڈالتے ہوں گے

اور جس طرح شیاطین انسان کے بدن میں داخل ہو جاتے ہیں اسی طرح جنات کے بدن میں بھی داخل ہو جاتے ہوں گے چونکہ ایسی کوئی دلیل نہیں ہے لہذا آیت کو اس پر عمل کرنا بھی درست نہ ہوگا۔

دوم ۱۔ لفظی اعتبار سے بھی یہ توجہ بہ درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ آیت یہ ہے ”الذی یؤکس فی صدور الناس من الجنة والناس“ لفظ ناس کی تفسیر لفظ ناس ہی سے کرنا مہمل ہے جو قرآن کے اسلوب بیان سے بہت بعید ہے۔ سوم ۱۔ یہ ہے کہ لفظ ناس کی تفسیر کی ہو ”من الجنة والناس“ سے اور یہ دونوں اس کی دو قسمیں قرار پادیں اس صورت میں قسم اور قسم کا ایک ہونا لازم آئے گا اور یہ ناجائز ہے چونکہ ایک ہی شئی قسم اور قسم دونوں نہیں ہو سکتی۔

چہارم ۱۔ لفظ ناس کا اطلاق جنات پر کرنا کسی بھی اعتبار سے صحیح نہیں ہے اگر کوئی شبہ کرے کہ قرآن کرم میں جنات پر لفظ رجال بولا گیا ہے لہذا لفظ ناس کے اطلاق میں کوئی امتناع نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ دونوں لفظ قریب المعنی سمجھے جاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ جنات پر لفظ رجال کا بولا جانا یہ رجال انس کے مقابلے میں واقع ہوا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ”وانہ کان رجسالی من الانس یعودون برجال من الجن“ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لفظ رجال کا اطلاق جنات پر ہر حال میں ہو سکتا ہے یہ استعمال ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جائے لکڑی کا آدمی یا پتھر کا آدمی اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہر پتھر اور لکڑی کو آدمی کہہ سکتے ہیں۔ یہی حال اس کا ہے نیز جنات پر لفظ رجال کے اطلاق سے لفظ ناس کا اطلاق لازم نہیں آتا چونکہ آیت صراحت کر رہی ہے کہ جنات لفظ ناس کے مفہوم میں داخل نہیں ہیں چونکہ آیت میں جن والنس کا تقابل کیا گیا ہے جس کے صریح معنی یہ ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے کے مفہوم میں داخل نہیں ہے ”من الجنة والناس“ کے صحیح معنی

یہ ہیں کہ دوسرے ڈالنے والے دو قسم کے لوگ ہیں جن اور انہیں جس طرح جنت انسان کے قلب میں دوسرے ڈالتے ہیں اسی طرح انسان بھی انسان کے دل میں دوسرے ڈالتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ دوسرے ڈالنے والے دو ہیں اور جس کے دل میں دوسرے ڈالنا جلتا ہے وہ ایک ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ دوسرے کلام مخفی کیسے القاء کو کہتے ہیں اور یہ فعل جن دانیوں میں مشترک ہے اس توجیہ سے مذکورہ بالا تمام اشکال رفع ہو جائیں گے اور آیت کے صحیح معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے شیاطین جن دانی ہر قسم کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے اور اہل توجیہ پر صرف شیاطین جن سے پناہ مانگنا مقصود ہو گا حالانکہ قرآن بتلاتا ہے کہ شیاطین دو قسم کے ہیں شیاطین انشیاطین جن جیسا کہ ارشاد باری ہے ”وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَاطِئِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ“

فصل :- معاویہ ابن طلحہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے ”اللهم امح قلبی من وساوس ذکرک واطرد عني وساوس الشيطان“ یعنی اے اللہ میں تیرے ذکر سے اپنے قلب کو مٹا کر تاروں اور وساوس شیطانی کو دور کر تاروں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد خداوندی ”الوساوس النجاس“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شیطان کی شکل نیولا کی طرح ہے اپنا منہ انسانی قلب کے دھان پر رکھتا ہے اور دوسرے ڈالتا ہے جب آدمی خدا کا ذکر کرتا ہے تو انگ ہو جاتا ہے اور جب خاموش ہو جاتا ہے تو پھر آجاتا ہے ”الوساوس النجاس“ کے یہی معنی ہیں عروہ ابن رویم فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے عرض کیا کہ اے اللہ مجھ کو دکھلا دے کہ شیطان انسان کو کس طرح بہکاتا ہے آپ پھر حال مشکف ہو گیا آپ نے دیکھا کہ اس کا منہ سانپ کے منہ کی طرح ہے انسان کے قلب پر

اس کو رکھے رہتا ہے جب انسان خدا کا ذکر کرتا ہے تو سر کو الگ کر لیتا ہے اور جب ذکر اللہ کو ترک کر دیتا ہے تو دوسرے ڈالنے لگتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح ذکر فرمایا ہے ”من شر الوساوس النجاس الذی یوحس فی صدر الناس من الجنۃ والناس“

عمر ابن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ تعالیٰ مجھ کو دکھلا دے کہ شیطان کس طرح دوسرے ڈالتا ہے پس اس کو ایک مصنوعی جسم نظر آیا جو نہایت ہی شفاف تھا اس نے دیکھا کہ شیطان قلب کے محاذات میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کی سونڈ پھر کے سونڈ کی طرح ہے اس کو قلب کے اندر داخل کیے ہوئے ہے جب خدا کا ذکر ہوتا ہے تو اس کو نکال لیتا ہے اور جب بندہ غفلت کرتا ہے تو پھر اسی جگہ داخل کر دیتا ہے۔

علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نبوت گردن کی جڑ کے پاس تھی چونکہ آپ معصوم تھے اور شیطان اس جگہ سے انسان کے بدن میں داخل ہو کر دوسرے ڈالتا ہے۔

ابو جریزہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ شیطان انسان کے قلب کو لازم پکڑے رہتا ہے اور اس کو خدا کا ذکر نہیں کرنے دیتا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بہت سے لوگ پورا پورا دن خدا کا نام نہیں لیتے مگر جبکہ ان کو قسم کھانی پڑے اس وقت نام لیتے ہیں۔ شیطان صرف لا الہ الا اللہ سے بھاگتا ہے پھر آپ نے ”واذکرت ربک فی القرآن وحده“ کو صلی اوبارحم نفوراً ”تلاوت فرمائی یعنی جب آپ اپنے رب کا نام لیتے ہیں تو کفار و شیاطین پیٹھ دے کر بھاگتے ہیں۔

علامہ زعزعی فرماتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ شیاطین

کمپیوں کی طرح انسان کے قلب کے پاس جمع ہوتے ہیں اگر ان کو بھگایا نہ جائے تو فساد برپا ہو جاتا ہے۔

انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اپنی چوٹی انسان کے قلب پر رکھے رہتا ہے اگر وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو الگ ہٹ جاتا ہے ورنہ اس کو غافل بنائے رہتا ہے۔

عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ ابلیس زنجیروں میں بندھا رہتا ہے جب وہ حرکت کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں زمین پر جھکڑا پیدا ہوتا ہے۔ ابن ربیعہ فرماتے ہیں کہ سب سے نیچے والی زمین میں بندھا ہوا رہتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آکر پوچھتا ہے کہ تجھ کو کس نے پیدا کیا خود ہی جواب دیتا ہے کہ اللہ نے پھر کہتا ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا جب یہ دوسرے دل میں آئے تو فوراً یہ کہنا چاہیے "أمنت باللہ ورسولہ" اس کے کہنے سے وہ دوسرے جانا رہے گا۔ جریر ابن عبد اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ مجھ کو دسویں زیادہ آیا کرتے تھے میں نے علماء بن زیاد سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ شیاطین کی مثال چوروں کی سی ہے۔ جب وہ کسی گھر سے گزرتے ہیں اور اس میں خیر دیکھتے ہیں تو اس کو حاصل کرنے کے کوشش کرتے ہیں اور اگر کچھ نہیں پاتے تو اس سے تعزض نہیں کرتے مطلب یہ ہے کہ دسویں سے پریشان نہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ غیر اختیاری ہوتے ہیں ان پر مواخذہ نہیں ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے کے دوسرے سے خدا کی پناہ مانگو۔

ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو میں

جو شیطان دوسرے ڈالتا ہے اس کا نام دلغان ہے اس سے بچتے رہو ایک روایت میں ہے کہ وضو کے شیطان کا نام دلغان ہے جو لوگوں کو وضو کرتے وقت ہنساتا طاؤس فرمایا کرتے تھے کہ وہ سب سے بڑا شیطان ہے۔

عبداللہ ابن مفضل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل خانہ میں پیشاب مست کیا کرو کیونکہ اس سے عموماً دساؤں پیدا ہوتے ہیں طہارت و عدم طہارت کے اعتبار سے ابوالحسن فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اس سے دساؤں بھرکتے ہیں بعد فرماتے ہیں کہ عذہ کے وقت غسل خانہ میں پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے عثمان ابن ابوالعاص فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب میں نماز میں قرأت کرتا تو شیطان آکر مجھ کو گڑبڑ کر دیتا ہے جس سے میری نماز میں شک ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا وہ شیطان اس کا نام خنزب ہے جب تو یہ حالت محسوس کرے تو اعوذ باللہ پڑھ کر تین بار یا میھر جانب تھٹھکا دے میں نے ایسا ہی کیا اللہ نے یہ حالت ختم کر دی۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ ابلیس یا یوس ہو چکا کہ لوگ اس کی عبادت کریں مگر فرما کر اتار رہے گا ایک روایت میں ہے کہ جزیرۃ العرب میں ابلیس اپنی پرستش کرانے سے یایوس ہو چکا حارث بن قیس فرماتے ہیں کہ جب شیطان نماز میں آکر یہ دوسرے ڈالے کہ تو دکھلاؤ کہ نماز پڑھ رہا ہے تو تم نماز کو لمبی کر دو یعنی یہ دوسرے نماز کو لمبی کرانے کے لئے ڈالتا ہے۔ محمد بن الحسین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو جن احکام کا حکم دیا ہے فرمایا شیطان ان میں اگر دو باتوں میں سے ایک ضرور پیدا کرتا ہے یا تو غلو کرتا ہے اور یا کمی کرتا ہے۔ ابو حازم کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا اے ابو حازم شیطان میرے دل میں دوسرے ڈالتا ہے۔ اور سب سے سخت یہ دوسرے ڈالتا ہے کہ تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اس سے مجھ کو زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔ ابو حازم نے اس شخص

سے کہا کیا تو نے میرے پاس آکر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی تھی اس شخص نے یہ سُن کر فوراً کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو کبھی بھی تمہارے پاس آکر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی آپ نے کہا کہ جس طرح تو نے اب قسم کھائی ہے اس طرح شیطان کے دوسرے کے وقت قسم لکھا لیا کہ پھر دوسرے نہ آئے گا (ازمترجم) یہ علی مجرب ہے کہ جب شیطان کسی غیر واقع امر کا دوسرے کو تو فوراً یہ سوچ لو کہ ہم نے یہ کیا ہی نہیں انشاء اللہ اس کا دوسرے ختم ہو جائے گا اور جاتا رہے گا۔ واللہ اعلم۔

۸۸ واں باب

انسان اپنے دل میں جو سوچتا ہے اگرچہ وہ کسی سے ظاہر

نہ کرے مگر شیطان لوگوں کو اس کی خبر دے دیتا ہے

عبداللہ ابن حنطب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب کے دل میں کسی عورت

کا خیال پیدا ہوا آپ نے اس کا کسی سے بھی اظہار نہیں فرمایا تھا آپ کے پاس ایک

شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ نے فلانی عورت کے بارے میں یوں کہا ہے کہ وہ نہایت

ہی حسین ہے آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھ سے کس نے کہا اس نے کہا کہ لوگوں

میں چرچا ہو رہا ہے آپ نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے کسی سے اس کا اظہار نہیں کیا تھا

پھر فرمایا کہ ہاں میں سمجھ گیا لعین شیطان نے اس کا چرچا کیا ہے۔

ابو الجوزاء فرماتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے روز اپنی بیوی کو طلاق دی اور دل میں

سوچا کہ آنے والے جمعہ کے روز اس سے مراجعت کر لوں گا اور میں نے اس کی خبر کسی

کو نہیں دی میری بیوی نے کہا کہ کیا آپ مجھ سے مراجعت کریں گے میں نے کہا کہ یہ

عجیب بات ہے میں نے اس کا کسی سے بھی تذکرہ نہیں کیا پھر مجھ کو حضرت ابن عباس

کا قول یاد آگیا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی کا شیطان دوسرے آدمی کے شیطان

سے ذکر کر دیتا ہے جس وجہ سے بات کی شہرت ہو جاتی ہے۔

حجاج ابن یوسف کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس کے بارے میں جادوگر ہونے کا شبہ تھا اس نے پوچھا کہ کیا تو جادوگر ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ حجاج نے کچھ کنکریاں شمار کر کے اپنی مٹھی میں دبائیں اور اس سے معلوم کیا کہ بتاؤ میری مٹھی میں کتنی کنکریاں ہیں اس نے بتا دیا کہ اتنی ہیں اور وہ صحیح بات نکلی پھر دوبارہ بغیر شمار کیے پوچھا کہ اب بتا کتنی ہیں اس نے کہا کہ مجھے پتہ نہیں ہے حجاج نے کہا کہ پہلی مرتبہ تجھے کس طرح بتا چل گیا تھا اور اب کے نہیں چل سکا اس نے کہا کہ پہلی مرتبہ تو نے کتنی تھیں تو تیرے شیطان نے میرے شیطان کو بتا دیا تھا اور اس نے مجھے بتا دیا تھا اور اس بار تو نے نہیں گنا تیرے شیطان کو علم نہیں مجھ کو بھی نہیں ہوا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ میں فلاں بات لکھ کر کسی کو خبر نہ پہنچاؤ وہ کاتب لکھنے میں مشغول تھا تو ایک مکھی کسی حرف پر آکر بیٹھی اس نے اس کو مارا جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور وہ اڑ گئی جب کاتب باہر آیا تو لوگوں نے کہا کہ تو نے فلاں فلاں بات لکھی ہے اس نے کہا کہ تم کو کیسے علم ہوا انہوں نے کہا کہ ایک لنگڑے حبشی نے بتلایا ہے وہ کاتب امیر معاویہؓ کے پاس آیا اور ان سے اس کا تذکرہ کیا۔ اور کہا کہ ان کو کسی لنگڑے حبشی نے بتلایا ہے آپ نے فرمایا تو نے جس مکھی کو مارا تھا وہ شیطان تھا اس نے ہی بتلایا ہے۔

۸۹ وال باب

وساوس شیطانی کے چھ درجے ہیں

سبرہ ابن فاکہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شیطان انسان کو ہر طریقہ سے بہکا رہا ہے جب انسان اسلام لانا

چاہتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو اسلام لا کر اپنے آپ کو واجدِ اد کے دین کو چھوڑ رہا ہے پس بندہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے اسلام لے آتا ہے اور جب کوئی ہجرت کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے تو اپنے علاقہ کو چھوڑ کر جا رہا ہے بندہ اس کی نافرمانی کرتا ہوا ہجرت کر لیتا ہے اور جب کوئی بندہ جہاد کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو اپنے جان و مال کو ضائع کرنے جا رہا ہے تیرے بچے یتیم ہو جائیں گے اور تیری بیوی دوسرے سے نکاح کرے گی پس بندہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے جہاد کرتا ہے آپ نے فرمایا جو بھی شخص اس طرح کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اگرچہ وہ ڈوب جائے یا جانور اس کو روند ڈالیں اور وہ چھوڑ دے یہ ہیں۔

اول:۔ شیطان کو شمش کرتا ہے کہ انسان کو کفر و شرک میں مبتلا کر دے اور اللہ و رسول سے عناد پیدا کر دے جب وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو شیطان کو سکون ملتا ہے اور اس کو چین نصیب ہوتی ہے اور سب سے پہلے وہ اکی کی کوشش کرتا ہے۔

دوم:۔ بدعت میں مبتلا کرنا بدعت شیطان کو فسق و فجور سے بھی زیادہ پسند ہے چونکہ بدعت کا ضرر دین پر پڑتا ہے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ بدعت ابلیس کو مصیبت سے زیادہ پسند ہے چونکہ معاصی سے توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے بدعت سے نہیں ہوتی کیونکہ بندہ اس کو دین گمان کرتا ہے۔

سوم:۔ کباٹر یعنی جب بندہ کو بدعت میں مبتلا کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے تو پھر اس کو مختلف قسم کے کباٹر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

چہارم:۔ صفائے جب کباٹر میں مبتلا کرنے کا بس نہیں چلتا تو صفائے میں مبتلا کر دیتا ہے اور صفائے جب بہت زیادہ ہو جاتی ہیں تو بندہ کو ہلاک کر

دیتی ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچتے رہو چونکہ ان کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کچھ جنگل میں جا کر ایک ایک لکڑی چن کر لائیں اور ان کو اکٹھا کر کے آگ جلا کر اپنا کھانا تیار کر لیں یہی حال صغائر کا ہے کہ وہ بندہ کو ہلاک کر دیتی ہیں۔

پنجم ۱۔ مباحات یعنی جب صغائر میں مبتلا کرنے پر بس نہیں چلتا تو مباحات میں مبتلا کر دیتا ہے یعنی وہ چیزیں جن کے ارتکاب پر نذر ثواب نہ عتاب مگر یہ نقصان ضرور ہوتا ہے کہ جتنا وقت ان میں صرف ہوتا ہے اگر اتنا نیک کام میں کیا جاتا تو ثواب ہوتا مباحات میں مشغول ہونے سے نیک اعمال سے رہ جاتا ہے جو ایک درجہ میں نقصان ہے۔

ششم ۱۔ مفضول میں مشغول کرنا یعنی جب اس پر بھی بس نہیں چلتا تو افضل کو ترک کر کے مفضول میں مشغول کر دیتا ہے اور بندہ سے افضلیت کا ثواب فوت کر کے کچھ راحت اس کو مل جاتی ہے ”اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم“ واللہ اعلم۔

۹۰ وال باب

کون سے بُرے کام ابلیس کو زیادہ پسند ہیں

ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنے گمراہ کن لشکر کو پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کسی مسلمان کو گمراہ کر دے میں اس کو تاج پہناؤں گا پھر کوئی شیطان خبر دیتا ہے کہ میں فلاں کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ابلیس کہتا ہے ممکن ہے دوبارہ نکاح کر لے۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں فلاں کو والدین کا نافرمان بنا کر چھوڑا ابلیس کہتا ہے کہ ممکن ہے

حق سلوک سے وہ اس کی مکافات کر دے۔ تیسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو شراب نوشی میں مبتلا کر کے چھوڑا ابلیس کہتا ہے تو نے عمدہ کام کیا چوتھا کہتا ہے میں نے فلاں کو زنا میں مبتلا کر کے چھوڑا ابلیس کہتا ہے تو نے بھی عمدہ کام کیا۔ پانچواں اگر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کے ہاتھ سے فلاں کو قتل کر کے چھوڑا ابلیس کہتا ہے کہ واہ واہ تو نے تو سب سے عمدہ کام کیا۔

مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھا کر اپنے چیلوں کو گمراہ کرنے کے واسطے بھیجتا ہے ایک اگر کہتا ہے میں نے ایسا کیا وہ کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا دوسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں کے درمیان اور اس کی بیوی کے درمیان نزاع کرا دیا ابلیس اس کو اپنے پاس بلاتا ہے اور کہتا ہے تو نے اچھا کیا۔

امام احمد بن حنبل نے بھی اس کو روایت کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک عفریت جن سے پوچھا کہ ابلیس کہاں ہے اس نے کہا کہ آپ اس کے بارے میں کچھ حکم فرمائیں گے انہوں نے فرمایا کہ نہیں صرف دیکھنا چاہتا ہوں اس نے کہا کہ آپ میرے ساتھ آئیے پس وہ جن آگے آگے چل دیا یہاں تک کہ ایک آیا بروہو رخ گئے پس دیکھا کہ ابلیس پانی پر فرش بچھائے اس پر بیٹھا ہوا ہے۔ سلیمان علیہ السلام اس سے بہلا گئے اور واپس چل دیئے ابلیس خود آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ میرے بارے میں آپ کو کوئی حکم ملا ہے آپ نے کہا کہ نہیں لیکن میں تو یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کون سی چیز تیرے نزدیک سب سے اچھی ہے اور کون سی چیز خدا کے نزدیک سب سے بُری ہے۔ اس نے کہا کہ اگر آپ میرے پاس نہ آتے تو میں ہرگز نہ بتلاتا اس نے کہا کہ خدا کے نزدیک سب سے بُری چیز یہ ہے کہ مرد مہر دے کے ساتھ بدکاری کرے اور عورت عورت کے ساتھ

اور مجھ کو یہ سب سے زیادہ پسند ہے واللہ اعلم۔

۹۱ واں باب

شیطان انسان کو گمراہ کرنے میں کس چیز سے مدد
لیتا ہے

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت پردہ کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو اچک لیتا ہے جب تک وہ اپنے گھر میں رہیگی خدا کے نزدیک مقرب رہے گی۔ حسین بن صالح فرماتے ہیں کہ شیطان نے عورت سے کہا کہ تو میرا آدھا شکر ہے اور تو میرا وہ تیر ہے جس سے میرا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا اور میں تجھے سرگوشی کرتا ہوں اور تو میرا قاصد ہے۔ مالک ابن دینار سے مروی ہے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اور عورت شیطان کا پھندا ہے۔ مالک ابن دینار سے یہ بھی مروی ہے کہ دنیا کے مقابلے میں کوئی بھی شی ایلیس کے نزدیک زیادہ معتبر نہیں ہے۔ سعید ابن مسیب فرماتے ہیں کہ اللہ نے جو بھی نئی مبعوث کیا ہے شیطان اس کو عورت کے ذریعے سے گمراہ کرنے سے مایوس ہوا ہے جن انبیاء پر شیطان کا یہ پھندا نہیں چل سکا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ شیطان مرد کے تین مقاموں میں رہتا ہے آنکھوں میں دل میں اور شرر نگاہ میں اور عورت کے بھی تین مقاموں میں رہتا ہے آنکھوں میں دل میں اور سر میں میں مراد یہ ہے کہ ان دونوں کو ان تینوں اعضاء کے ذریعہ گمراہ کرتا ہے۔ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ جب ایلیس زمین پر اتار دیا گیا تو اس نے کہا کہ اے رب تو نے مجھے ملعون کر دیا میرا عمل کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جادو اس نے کہا کہ میرا پڑھنا کیا ہوگا اللہ نے فرمایا کہ شعر اس نے

کہا کہ میری کتابت کیا ہوگی اللہ نے فرمایا کہ نقش و غیرہ اس نے کہا کہ میرا کھانا کیا ہوگا اللہ نے فرمایا کہ مردار اور غیر مذکور جانور اس نے کہا کہ میرا پینا کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نشہ آور اشیاء شراب و غیرہ اس نے کہا کہ میرا مسکن کہاں ہوگا اللہ نے فرمایا کہ حمام و غیرہ اس نے کہا کہ میری مجلس کہاں ہوگی اللہ نے فرمایا کہ بازار میں اس نے کہا کہ میرا موذن کیا ہوگا اللہ نے فرمایا کہ بابے اس نے کہا کہ میرے جال کیا ہوں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورتیں

سمرة ابن جندب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان کا سرمہ ہے اور چٹنی ہے جب آدمی اس کا سرمہ لگا لیتا ہے تو اس کی آنکھیں بھدی ہو جاتی ہیں یعنی اس کو نیک کام میں مستی پیدا ہو جاتی ہے اور جب اس کی چٹنی چاٹ لیتا ہے تو اس کی زبان سے بُرے کلمات نکلتے ہیں مطلب یہ ہے کہ نیک کام میں مستی اور خوش باتیں شیطانی ہیں کا اثر ہیں۔ حضرت حن فرماتے ہیں کہ شیطان کا سرمہ ہے اور چٹنی ہے اس کا سرمہ نمینڈ کا آنا ہے ذکر اللہ کے وقت اور چٹنی جھوٹ بولنا ہے۔

خالد ابن مصفوان فرماتے ہیں کہ شیطان اپنے مکر کے پھندے ڈالتا ہے شہوات پیدا کر کے عبادت میں خلل ڈالتا ہے اور شہوت کے ذریعہ ظلم کرتا ہے۔ جب غفل پیدا کرنے سے عاجز آجاتا ہے تو دوبارہ شہوت کے ذریعہ حملہ کرتا ہے۔

دہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ ریاچین میں ایک عابد تھا شیطان نے اس کو گراہ کرنا چاہا مگر اس کا بس نہ چل سکا شیطان نے اس سے کہا کہ تو مجھ سے معلوم کر کہ میں انسان کو کس چیز کے ذریعہ اغوا کرتا ہوں اس نے کہا کہ بتلا کس چیز سے تو انسان کو جلدی گراہ کرتا ہے شیطان نے کہا کہ بخل، شدت اور نشہ سے جب انسان بخل بن جاتا ہے تو اس کا مال اس کی نظروں میں کم دکھائی دیتا ہے جس سے وہ دوسروں کے اموال میں راعب ہو جاتا ہے اور جب وہ سختی کرتا ہے تو ہم گیند کی طرح اس کو

گھماتے ہیں اگر اس کی دعا سے مردے زندہ ہونے لگیں تب بھی ہم اس سے یا کوس نہیں ہوتے مطلب یہ ہے کہ شدت اور ظلم اس قدر بڑی چیزیں ہیں اور جب وہ نشہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو ہم اسے ہر قسم کی شہوات کی طرف کھینچتے ہیں جیسا کہ اونٹ وغیرہ کو کھینچا جاتا ہے مراد مکمل تابعداری ہے۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ شیطان ذاکرین کی مجلس کے پاس گھومتا ہے مگر قابو نہیں پاتا پھر دنیا والوں کی مجلس میں آتا ہے ان میں فساد کرتا ہے یہاں تک کہ قتل کی فوج آجاتی ہے پھر جب ذاکرین ان کے درمیان آتے ہیں تب وہ منتشر ہوتے ہیں اس سے مراد ذکر کی اھمیت ہے کہ شیطان بھی اس مجلس پر اثر نہیں کرتا ثابت بنائی فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابلیس نے شیاطین کو اصحاب رسول کے پاس بھیجنا شروع کیا کہ جا کر ان کو بہکاؤ انہوں نے ہر چند کوشش کی مگر ان کا بس نہ چل سکا جب ابلیس نے ان کے صحیفے خالی دیکھے تو شیاطین سے پوچھا کہ کیا بات ہے تم کسی کو بھی گمراہ نہ کر سکے انہوں نے کہا کہ ایسے مضبوط لوگ ہم کو آج تک نہیں مل سکے ابلیس نے کہا کہ ان کو چھوڑو عنقریب وہ لوگ دنیا کے مالک بنیں گے اس وقت تم کو خوب موقع مل جائیگا۔

عبد اللہ ابن مویب فرماتے ہیں کہ ابلیس سے کسی نبی نے پوچھا کہ اے ابلیس کس چیز سے انسان کو قابو میں کرتا ہے اس نے کہا کہ غضب و ہوا و نفسانی کے وقت انسان ہرگز مکمل قابو ہوتا ہے۔ خیر فرماتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ شیطان کہتا ہے کہ انسان مجھے کس طرح قابو میں کر سکتا ہے جب وہ مجھ سے راضی ہوتا ہے تو میں اس کے قلب میں ہوتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ناراض ہوتا ہے تو میں اس کے سر پر ہوتا ہوں اس کی تائید بخاری شریف کی ایک روایت ہے اس سے ہوتی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے وحیت

فرما دیجئے آپ نے فرمایا کہ عفتہ مت کرنا اس نے چند بار اس طرح کہا آپ نے اس کو بار بار بارہوی جواب دیا کہ عفتہ مت کرنا۔ ایک حدیث میں ہے کہ دو آدمیوں نے حضور کی مجلس میں آپس میں کالم کلمہ شروع کی ان میں سے ایک کا چہرہ عفتہ کی وجہ سے سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر یہ اس کو کہہ دے تو اس کا عفتہ ختم ہو جائے وہ کلمہ ”اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم“ ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ عفتہ شیطان کی جانب سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے جب تم کو عفتہ آئے تو وضو کر لو۔ علامہ مجامعی نے لباب میں عفتہ کے وقت وضو کو مستحب قرار دیا ہے۔ شوافع کا کہنا ہے کہ علامہ کے علاوہ کسی اور نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے صرف وہی استحباب وضو کے قائل ہیں۔ قرآن کریم میں ہے ”خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجبر“ بلین و اما ینتر عنک من الشیطن نزع فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم“ شیطان انسان کو آمادہ کرتا ہے کہ غضب کے وقت ناپسندیدہ کلمات اپنی زبان سے نکالے جب آدمی غضب کے وقت ناپسندیدہ کلمات بول دیتا ہے تو اس سے اس کے عفتہ کی حرارۃ جاتی رہتی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مکہ اکراہ کے وقت مکہ الیہ پر عمل کر کے اکراہ کے ضرر سے اپنی جان بچا لیتا ہے۔ واللہ الموفق

۹۲ وال باب

شیطان جماعت مسلمین سے مخالفت کرنے والے کے

ساتھ رہتا ہے

حضرت عمر ابن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے جنت کا خواہاں ہو اس کو جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا چاہیے کیونکہ

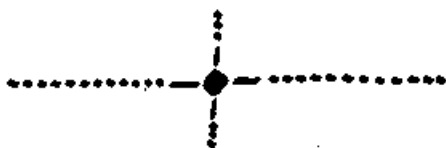
کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور جب وہ ہو جاتے ہیں تو الگ ہو جاتا ہے
(ترمذی، ابن ماجہ، ابن حنبل)

حضرت عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے (امراؤ نصرت خداوندی ہے) اور شیطان مخالف جماعت کے ساتھ رہتا ہے۔

اسامہ ابن شریک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے جب کوئی شخص جماعت سے الگ ہو جاتا ہے تو شیاطین اس کو اس طرح اچک لیتے ہیں جس طرح ریوڑ سے الگ ہونے والی بکری کو بھڑیا اٹھا لے جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ سیدھا راستہ اللہ کا ہے پھر آپ نے دائیں بائیں بہت سے خطوط بنائے اور فرمایا کہ یہ سب شیاطین کے راستے ہیں ہر راستہ پر شیطان مقرر ہے جو لوگوں کو اس کی طرف بلاتا ہے پھر آپ نے آیت ”وَالْحَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ“ تلاوت فرمائی

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک شیطان انسان کا بھڑیا ہے جیسا کہ بکریوں کا بھڑیا دور والی اور الگ ہونے والی بکری کو اٹھا کر لے جاتا ہے پس جو تم مختلف فرقے بنانے سے اور ایک ہو کر رہو اور نماز پڑھتے رہو۔



۹۳ واں باب

عالم شیطان پر بھاری ہوتا ہے

ترمذی شریف میں ابن عباسؓ کی روایت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک ایک نعتیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے بھی بھاری ہوتا ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک عابد اور ایک عالم کی آپس میں دوستی تھی۔ شیاطین نے ابلیس سے کہا کہ ہم ان میں تفریق نہیں ڈال سکتے پس ابلیس لعین نے کہا کہ میں ان کو بہکاؤں گا۔ پس ابلیس عابد کے راستے پر بیٹھ گیا جب وہ عابد وہاں سے گزرا تو شیطان ایک دیندار بوڑھے کی شکل میں چہرہ پر سجدہ کا نشان بنائے ہوئے آیا اور عابد سے کہا کہ میرے دل میں ایک دوسرہ پیدا ہو رہا ہے پس میں آپ سے اس کا علاج چاہتا ہوں عابد نے کہا کہ پوچھو اگر مجھے علم ہوگا تو بتا دوں گا ابلیس نے کہا کیا اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ تمام آسمان وزمین دریا و پہاڑ ان سب کو ایک انڈے میں جمع کر دیں اور نہ انڈے کو بڑا بناویں اور نہ آسمان وزمین کو چھوٹا بناویں یعنی دونوں چیزیں اپنی اصلی ہدیت پر رہیں۔ اس عابد نے بطور تعجب کہا کہ بغیر کوئی زیادتی کیئے اور تعجب میں وہیں ٹھہر گیا جب کافی دیر تک کوئی جواب نہ بن سکا تو ابلیس نے کہا اچھا جائیے پھر ابلیس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ عابد کو تو میں نے ہلاک کر دیا کہ وہ قدرتِ خداوندی میں شک میں مبتلا ہو گیا پھر ابلیس عالم کے راستے پر بیٹھ گیا اور اس عالم سے بھی یہی سوال کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو ایک انڈے میں جمع کر سکتا ہے بغیر ان میں کمی زیادتی کیئے اس عالم نے کہا کہ بیشک کر سکتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے ابلیس نے پھر دوبارہ بطور انکار کہا کہ بغیر کمی زیادتی کیئے اس عالم نے جھٹک کر بلند آواز سے ساتھ کہا کہ ہاں ہاں بغیر زیادتی و کمی کیئے پھر اس کو یہ آیت سنائی کہ انہ امروہ

اذا اراد شيطان ان يقول له كن فيكون « ابليس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس پر بس نہ چل رکھا یہ تو بہت ہوشیار ہے۔

۹۴ واں باب

شیطان کا مومن کی وفات پر شدت سے رونا کیونکہ وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور موت کے وقت اس کو بہکانے کی کوشش کرنا

صفوان فرماتے ہیں کہ جب مومن مر جاتا ہے تو شیطان اس کے گھروالوں سے بھی زیادہ زور سے اس پر گریہ و زاری کرتا ہے کیونکہ اس کو بہکانے کا موقع نکل جاتا ہے۔

صالح ابن احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کے انتقال کا وقت آیا تو میں ان کے پاس تھا وہ بار بار یہ کہہ رہے تھے کہ ابھی نہیں ابھی نہیں میں نے کہا اب جان یہ کیا کہہ رہے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ شیطان میرے سر پر کھڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ تو میرے ہاتھ سے نکل گیا میں کہہ رہا ہوں کہ ابھی نہیں جب تک جان نہ نکل جائے یعنی جب تک ایمان پر خاتمہ نہ ہو جائے۔

ابوداؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔
” اعوذ بک ان یتخبطنی الشیطان عند الموت “ یعنی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان موت کے وقت مجھ کو گمراہ نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ثابت قدمی عطا فرمائے۔



۹۵ وال باب

موت کے وقت شیطان کے نرغہ سے مومن کے مٹا
رہ جانے پر ملائکہ کا تعجب کرنا۔

عبدالعزیز ابن فرسیع فرماتے ہیں کہ جب مومن کی روح آسمانوں میں جاتی ہے
تو ملائکہ علیہم السلام فرماتے ہیں کہ یہ شخص شیطان سے کس طرح بچ آیا اس کا شیطان سے
بچ جانا بڑی عجیب بات ہے۔ ابو الفرج ابن جوزی فرماتے ہیں چونکہ شیطاں قلب
انسان پر پورا قابو رکھتے ہیں اس کے باوجود اس کے نرغہ سے بچ جانا اور بحالت
سلامتی ایمان مرجانا تعجب کی بات ہے اسی وجہ سے ملائکہ علیہم السلام کو اس کے ایمان
سے تعجب ہوتا ہے۔ وباللہ التوفیق

۹۶ وال باب

شیطان نے سب سے پہلے کون سے افعال
پہلے کیے

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا اور قیاس
ہی کے نتیجے میں لوگوں نے چاند سورج پوجنے شروع کیے۔ حسن بصری نے بھی یہی فرمایا
ہے کہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے اور آدم
کے درمیان غور کیا اور اپنے آپ کو آدم سے افضل سمجھ کر حکم خداوندی کے باوجود مسجد
سے انکار کر دیا حالانکہ حکم خداوندی کے سامنے قیاس نہیں چلتا اور اس کا قیاس کرنا فی

فی نفسہ بھی باطل تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ مٹی سے آگ افضل نہیں ہو سکتی ۸۶ ویں باب میں ہے۔ پندرہ وجوہ میں اسی کو باطل قرار دیا گیا ہے۔ بیہون ابن ہرمان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے عشاء کا نام عتہ کس نے رکھا آپ نے کہا کہ نماز عشاء کا نام عتہ سب سے پہلے شیطان نے رکھا۔ علامہ نوکا فرماتے ہیں کہ نوح سب سے پہلے شیطان نے شروع کیا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ گانا سب سے پہلے شیطان نے گایا۔

۹۷ واں باب

ابلیس لعین کتنی بار رویا ہے

ابن مخلفہ فرماتے ہیں کہ شیطان چار مرتبہ رویا ہے۔

- ۱۔ جس وقت وہ مردود ہوا۔
- ۲۔ جب زمین پر اتارا گیا۔
- ۳۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے
- ۴۔ جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

اور فرمایا کہ زور سے رونا اور خراٹے سے رونا عمل شیطان ہے۔

سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کہ جب شیطان کی شکل تبدیل کر دی گئی اور اس کو ملعون کر دیا گیا تو شیطان رویا اور جب اس نے حضور کو مکہ میں نماز پڑھتے دیکھا تب بھی رویا اور جب آپ نے مکہ فتح کیا تب بھی رویا جس سے تمام شیاطین جمع ہو گئے اس نے ان سے کہا کہ امت محمدیہ اب شرک نہیں کر سکتی مگر ان کو دین میں گمراہ کرتے رہو اور نوحہ و شور میں ان کو مبتلا کرتے رہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب ابلیس کو پیدا کیا گیا تو اس نے خراٹے لینے شروع کیے۔



۹۸ واں باب

ابلیس کا عرش دریا پر بچھتا ہے

سلم شریف میں حضرت جابرؓ کی حدیث ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابلیس اپنا عرش دریا پر بچھتا ہے پھر اپنے چیلوں کو گراہ کرنے کے واسطے لوگوں کے پاس بھیجتا ہے جو بھی کسی انسان کو بڑے فتنے میں مبتلا کر دیتا ہے اسی کا مرتبہ اس کے نزدیک بڑا ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک شیطان اگر کہتا ہے کہ میں نے ایسا ایسا کرایا ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا حتیٰ کہ ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں میں اور اس کی بیوی میں تفریق کر دی ابلیس اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے عہدہ کام کیا۔ یہ حدیث متعدد طرق سے مسند احمد ابن حنبل میں بھی مذکور ہے۔

ابوسعید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صائد سے کہا کہ تو کیا دیکھتا ہے اس نے کہا کہ میں ایک عرش دیکھتا ہوں جو پانی پر بچھا ہوا ہے جس کے چاروں اطراف میں بہت سے سانپ ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ ابلیس کا عرش ہے۔ ابوریحانہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس پانی پر اپنا عرش بچھتا ہے اور ہر آدمی پر دو شیاطین مستط کرتا ہے اور ان کو ایک سال کی مہلت دیتا ہے اگر وہ اس کو گراہ نہیں کر پاتے تو ان کے ہاتھ پر کاٹ کر سولی دیتا ہے پھر دوسرے دو شیاطین بھیجتا ہے۔ حافظ ذہبی نے اسی حدیث کو منکر قرار دیا ہے اس کی ایک ہی سند ہے۔

۹۹ واں باب

شیطان کا جھنڈا گاڑنا

مسلم شریف میں حضرت سلیمان کی حدیث ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تجھ سے ہو سکے تو بازار میں سب سے پہلے جانے والا اور سب سے آخری آنے والا مسرت ہو چونکہ وہاں شیطان کا معرکہ ہوتا ہے اور وہیں پر شیطان جھنڈا گاڑتا ہے۔

۱۰۰ اوال باب

ابلیس کا اپنی اولاد میں سے ہر ایک کو کسی خاص کام پر مقرر کرنا۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ابلیس کے پانچ لڑکے ہیں ان میں سے ہر ایک کو ایک کام پر مقرر کر رکھا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں ثور، اعر، مسوط، داسم، زنبور۔ ثور کا کام یہ ہے کہ وہ مصیبتوں کے وقت گریبان چاک کرنے اور منہ پھینٹنے اور خلاف شرع باتیں زبان سے نکالنے پر انسان کو اکساتا ہے۔ اعر زنا کرانے پر مامور ہے اور لوگوں کو اس میں مبتلا کرتا ہے۔ مسوط جھوٹ پر موقوف ہے وہ کوئی بات سن کر کسی سے جھوٹ بیان کرتا ہے وہ شخص جس کو اپنے خاندان والوں سے کہتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ایسا ایسا سنا ہے میں اس کو پہچانتا ہوں مسوط کا کام ہم کو یاد نہیں۔ داسم زہین میں بدگنیاں پیدا کرتا ہے اور آپس میں ناراضگی پیدا کرتا ہے۔ زنبور بازار میں جاتا ہے اور وہاں اپنا جھنڈا گاڑ دیتا ہے۔

۱۰۱ اوال باب

شیطان کا انسان کے ہر کام میں شریک رہنا
مسلم شریف و ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ شیطان تمہارے ہر ایک کام میں شریک رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانے پینے میں بھی شریک رہتا ہے پس اگر کھاتے وقت تمہارا قدم گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہئے شیطان کے لئے مت چھوڑو اور جب تم کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو اپنی انگلیاں چاٹ لیا کرو کہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔

۱۰۲۔ اوّل باب

شیطان کا بیوی سے جماع کرتے وقت حاضر ہونا

حضرت انس ابن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ہمبستری کرے اور یہ دعا پڑھ لے "اللھم جنبت الشیطان وجبت الشیطان ما رزقتنا" اگر اللہ نے کوئی سچہ عطا کیا تو اس دعا کی برکت سے شیطان اس کو کبھی گمراہ نہ کر سکے گا (صحیحین)

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ جب آدمی بغیر بسم اللہ کے اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے تو شیطان اس کے قضیب ذکر پر حمل کر اس کے ساتھ شریک جماع ہو جاتا ہے ۴۴ ویں باب میں ابن عباسؓ کا قول گزر چکا ہے کہ رسول اللہؐ نے حالت حیض میں جماع کرنے سے منع فرمایا ہے اگر کوئی اس حال میں جماع کرتا ہے تو شیطان اس سے جماع کرنے میں سبقت کرتا ہے اگر اس کا نطفہ قرار پا جاتا ہے تو سچہ مخنت پیدا ہوتا ہے۔ علامہ طروشانی نے تحریریم الفواش میں اس کو ذکر کیا ہے۔

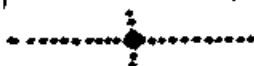
۱۰۳۔ اوّل باب

ولادت کے وقت شیطان کا حاضر ہونا

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ علاوہ عیسیٰ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام کے تمام اولاد آدم کی ولادت کے وقت شیطان مولود ہونے والے بچے کو دباتا ہے جس کی وجہ سے بچہ روتا ہے حضرت ابوہریرہ نے استدلال میں یہ آیت تلاوت فرمائی: ”وإني أعيد صابك وذرنيهما من الشيطان الرجيم“ یہ آیت کرمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ دونوں شیطان کے اثر سے اس خاص حالت میں مامون رہے تھے۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ شیطان ہر بچہ کو اس کی آنکھ میں ولادت کے وقت انگلی جھومتا ہے علاوہ عیسیٰ علیہ السلام کے۔ ایک روایت میں ہے کہ بچہ کا چیخنا شیطان کی حرکت کے نتیجہ میں ہوتا ہے۔ علامہ سیلی فرماتے ہیں کہ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت مردوں کی مٹی سے نہیں ہوئی بلکہ روح القدس کے نفیض سے ہوئی اس واسطے شیطان سے آپ محفوظ رہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم نہیں آتا اس لئے کہ آپ کے قلب اطہر سے حصہ شیطانی نکال دیا گیا تھا اور آپ کے قلب اطہر کو روح القدس نے پانی سے صاف کر دیا تھا اور چونکہ اس حصہ شیطانی سے انسان میں شہوات نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں اور وہ حصہ درحقیقت صلب پدر سے منتقل ہو کر آتا ہے اس لیے وہ حصہ شیطانی آپ کے والد محترم کی جانب راجع ہو گا نہ کہ آپ کے نفس اطہر کی جانب اسی واسطے وارد ہے کہ روح القدس نے آپ کا سینہ مبارک چاک کیا اور اس میں سے ایک گوشت کا ٹکڑا نکال دیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہی حصہ تھا جس سے شیطان بچہ کے اندر اثر کر کے اس کو دباتا ہے اور بچہ چیخ پڑتا ہے۔ واللہ اعلم۔



۱۰۴واں باب

شیطان انسان کے اندر اثر کرتا ہے

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعود کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان بھی انسان کے اندر اثر کرتا ہے اور فرشتہ بھی انسان کے اندر اثر کرتا ہے شیطان برائی کا حکم کرتا ہے اور جھوٹ کا حکم کرتا ہے اور فرشتہ اچھائی کا حکم کرتا ہے اور سچائی کا حکم کرتا ہے۔ پس اگر اچھائی کا خیال پیدا ہو تو سمجھو کہ یہ خدا کی جانب سے ہے اور خدا کی تعریف کرو اور اگر برائی کا دوسرا پیدا ہو تو سمجھو کہ شیطان کی طرف سے ہے خدا سے پناہ مانگو۔ پھر آپ نے یہ آیت کو تلاوت فرمائی۔
”الشیطن یعدکم الفقر و یا مرکم بالفقر“ یعنی شیطان تنگدستی کا دوسرا داتا ہے اور برائی کا حکم دیتا ہے۔

۱۰۵واں باب

شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے

صحیحین کی حدیث ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم شیطان سے کسی طرح نجات پا سکتے ہیں جبکہ وہ ہمارے جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ شیطان انسان کی شرمگاہ میں بھی آمد و رفت رکھتا ہے اس کا تفصیلی بیان جنات کا انسان کے بدن میں داخل ہونا اس باب میں گذر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔

۱۰۶واں باب

رات میں شیاطین کا منتشر ہونا اور بچوں سے تعرض کرنا
صحیحین میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب رات شروع
ہو تو اپنے بچوں کو رد کر دو کیونکہ اس وقت میں شیاطین منتشر ہو جاتے ہیں اور جب
رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو ان کو چھوڑ دو اور اللہ کا نام لیکر دروازہ بند کر لو اور اللہ کا
لے کر بerton کو ڈھک دو اگرچہ ان پر کوئی معمولی ہی چیز رکھنی ہو اور سوتے وقت
چرخہ بچھا دیا کر دو۔

۱۰۷واں باب

شیطان کس چیز کے ذریعہ بچوں سے الگ ہوتا ہے

حضرت حسن سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبوتروں کو
بغیر سے میں بند کر کے گھر میں رکھا کر دو اس سے شیطان تمہارے بچوں کو نہیں پھیر سکتا
حضرت امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ پالتو کبوتر پر بند سے اپنے گھر میں رکھنا اس
میں کوئی حرج نہیں ہے مگر کھیل کی نیت سے پالنا ناپسندیدہ ہے۔

۱۰۸واں باب

جس بستر پر کوئی نہیں سوتا اس پر شیطان سوتا ہے

ابن ابی حازم فرماتے ہیں کہ جس گھر میں کوئی بستر لگا ہوتا ہے اور اس پر کوئی نہیں
سوتا تو شیطان اس پر سوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بغیر بسم اللہ کے بستر
بچھا جائے اور کھانا کپڑا وغیرہ ہر چیز جس پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا تو شیطان اس

میں تصرف کرتا ہے یا تو اس کو ختم ہی کر دیتا ہے جیسا کہ کھانا وغیرہ اور یا اس سے نفع اندوز کرتا ہے احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۹. اوائل باب

شیطان کا قیلو لہ نہ کرتا

عبداللہ ابن احمد فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی سردی ہر موسم میں نصف النہار میں قیلو لہ فرمایا کرتے تھے اور مجھ کو بھی اپنے ساتھ شریک قیلو لہ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عمر ابن خطابؓ نے فرمایا ہے کہ دو پہر کو سویا کرو کیونکہ شیطان ڈوبہر کو نہیں سوتا۔ حضرت قتادہ انس ابن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزوں کی محافظت کرنے سے روزہ آسان ہو جاتا ہے۔ قیلو لہ کرنا سحری کھانا اور کھانے کے بعد پانی پینا۔

۱۰. اوائل باب

شیطان کا سونے والے کے سر پر گرہ لگانا

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کے آخری حصہ میں تین گرہ لگا دیتا ہے یہ کہہ کر لگا دیتا ہے کہ لمبی نیند سو جا جب آدمی بیدار ہوتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ خود بخود کھل جاتی پھر جب اگر وضو کرتا ہے تو دوسری کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے اور آدمی خوش و خرم ہو کر صبح کرتا ہے اور اگر ایسا نہیں کرتا تو پریشان حال رہتا ہے اور سستی چھا جاتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ وہ سوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی نماز

نکل جاتی ہے آپ نے فرمایا کہ اس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔
یہ گروہ لگانا اس شخص کو پیش آتا ہے جو سوتے وقت آیۃ الکرسی یا اور کوئی دیگر آیات
نہیں پڑھتا چونکہ جو شخص سونے سے قبل آیۃ الکرسی وغیرہ پڑھ لیتا ہے تو شیطان اس
کے قریب بھی نہیں جاتا ہے جیسا کہ پہلے احادیث کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔

۱۱۱۱۱۱۱۱ باب

برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں

بخاری و مسلم میں حضرت ابو قتادہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اچھا خواب خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور بُرا
خواب شیطان کی طرف سے جب تم میں سے کوئی خواب برا دیکھے تو اپنی بائیں جانب
تھمتھکا کر دے اور اعوذ باللہ پڑھو اس کے شر سے خطر ہو گے۔ بخاری شریف
میں حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو خدا کی حمد بیان کرنی
چاہیئے کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور دوسروں سے اس کا ذکر کرنا چاہیئے
اور جب نا پسند خواب دیکھے تو اعوذ باللہ پڑھنا چاہیئے کیونکہ وہ شیطان کی طرف سے
ہوتا ہے اور کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ علامہ سیوطی
فرماتے ہیں روایات میں کسی چیز کے دیکھنے کو کہتے ہیں اور رویت بیداری میں دیکھنے
کو کہتے ہیں۔ پس رویت نبی کریم مخصوص ہے آپ کی حیات طیبہ کے ساتھ۔ اور
خواب میں آپ کی زیارت کا شرف ہونا اس کو روایا کہیں گے خواب میں آپ کا دیکھنا
برحق ہے چونکہ آپ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے برحق مجھ
کو ہی دیکھا۔

علامہ رازوی فرماتے ہیں کہ خواب کی حقیقت کے بارے میں لوگوں کا طویل کلام ہے اور غیر اسلامی لوگوں کے ایسے اقوال ہیں جو بالکل بے اصل ہیں کیونکہ انہوں نے ایسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کی کوشش کی ہے جو غیر مدد رک بالعقل اور جس پر کوئی معتبر دلیل بھی قائم نہیں ہے اور نہ ہی اس کو اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے اس وجہ سے مختلف اقوال پیدا ہو گئے اور ہر شخص نے اپنے اپنے ذوق کے موافق ایک راستے قائم کر لی چنانچہ اہلئے نے کہا کہ خواب چاہے جس قسم کا ہو اس کا تعلق اضطرار سے ہے پس جس شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ پانی میں تیر رہا ہے یا ڈوب گیا ہے یا اس قسم کی کوئی چیز پانی سے متعلق دیکھی تو سمجھو کہ اس پر بغم کا غلبہ ہے کیونکہ بغم میں اور پانی میں رطوبت کے اعتبار سے مناسبت ہے اور جس شخص نے خواب میں آگ دیکھی تو سمجھو کہ اس پر مصراۃ کا غلبہ ہے کیونکہ طبیعت نارا اور طبیعت صفرا میں مناسبت ہے۔ اس طرح بعض مرتبہ آدمی اپنے آپ کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھتا ہے اس کی بھی یہی وجہ ہے۔ اطباء کا یہ مذہب اگرچہ عقلاً ناممکن نہیں ہے بلکہ امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اضطرار کے غلبہ کے وقت ایسا اثر فرمادیتے ہوں مگر چونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی امر معاد ہے اس لیے قطعیت کا فیصلہ کرنا درست نہیں بلکہ محض ایک امکان ہے بشرطیکہ ان اضطرار کی جانب اس قسم کے خوابوں کی نسبت صرف اعتباری وسیع ہو اور اگر کوئی بالفعل اس کا قائل ہو تو اس وقت ہم اس کو کاذب قرار دیں گے اور ان کا قول باطل رہے گا کیونکہ بالفعل کسی فعل کا فاعل صرف خدا تعالیٰ ہے آئمہ فلاسفہ کی اس بارے میں بڑی طویل و عریض تحقیقات ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ عالم علوی کے اندر جو صورتیں پھرتی رہتی ہیں ان کی حالت ایسی ہے جیسا کہ ثلوی یعنی وہ اس کی طرح گھومتی رہتی ہیں اور ان میں سے جو بعض ذہن انسانی محاذی ہو جاتی ہیں ان کو انسان نیند کی حالت میں دیکھ لیتا ہے بس یہ خواب کی حقیقت ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ قول سراسر باطل ہے اور یہ رائے محکم محض ہے کیونکہ اس پر ان کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ہے کیونکہ کسی چیز کا ذہن انسانی میں منقش ہونا یہ خاصہ ہے اجسام کا اور اعراض جو عالم علوی میں پائے جاتے ہیں نہ وہ خود منقش ہو سکتے ہیں اور نہ کوئی شی ان میں منقش ہو سکتی ہے۔ پس یہ رائے سراسر باطل ہے اور خواب کی تحقیق میں صحیح مذہب وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا معمول ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح بیدار شخص کے قلب میں اعتقادات پیدا فرماتے ہیں اسی طرح ناظم کے قلب میں پیدا فرماتے ہیں اور خدا تعالیٰ جو چاہتے ہیں پیدا فرماتے ہیں کوئی شی اس کے حکم و فعل کو رد نہیں کر سکتی وہ نوم و یقظہ ہر حال میں جو چاہتا ہے انسان کے اندر تصرف کرتا ہے پس جب خدا تعالیٰ اس قسم کے اعتقادات پیدا فرماتے ہیں تو گویا یہ اعتقادات ثانوی درجہ میں کسی امر آخر کے واسطے علامت بنتے ہیں۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ میں کوئی اعتقاد پیدا ہوتا ہے اور واقعہ اس کے خلاف ہوتا ہے اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں ہے کیونکہ بیداری میں بھی ایسا ہو جاتا ہے کہ انسان کوئی اعتقاد کرتا ہے اور واقعہ اس کے برعکس ہوتا ہے ہاں وہ اعتقاد کسی امر ثانی کے واسطے علامت بن جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا بدلی کو پیدا کرنا علامت ہوتا ہے بارش کی یہی حال جمیع اعتقادات کا ہے پس وہ اعتقاد کہ جن کو خدا تعالیٰ نے علامت بنایا ہے اور اس میں شیطانی دخل نہیں ہے بلکہ اس سے سرور حاصل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور جن میں ضرر ہوتا ہے یا شیطانی دخل ہوتا ہے وہ مجازی طور پر شیطان کی طرف منسوب ہوتے ہیں یہی مراد اس حدیث کی ہے جس میں آیا ہے **الرؤیا من اللہ والعلم من الشیطان** یعنی خوش کن خواب منجانب اللہ ہوتے ہیں اور ڈر اور ڈرنا خواب شیطانی ہوتے ہیں یہ مطلب نہیں ہے کہ شیطان اس کو دکھلاتا ہے اور اس میں کوئی دوسرا

تصرف کرتا ہے اور رویا پسندیدہ خواب کو کہا جاتا ہے اور علم برے خواب کو بلکہ شیطان کی طرف اس کی نسبت صرف مجازی والاشاعی ہے جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے کہ یہ تحقیق علامہ غزالی نے فرمائی ہے۔

اور علامہ پہلی نے خواب کی حقیقت کے بیان میں ابو اسحاق اسفہر کا قول نقل فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رویا جز قلب کا ادراک ہے جیسا کہ رویت جز عین کا ادراک ہے پس جب نیند مکمل طور پر قلب پر غالب آجاتی ہے تو کچھ نظر نہیں آتا ہے اور جب نیند کا غلبہ ختم ہو جاتا ہے یا قلب کے اکثر حصہ سے ختم ہو جاتی ہے تو اس وقت خواب نہایت صاف و تھرا نظر آتا ہے جیسا کہ صبح کا خواب۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ خواب یہ وہ اعتقادات ہوتے ہیں جن کو ناظم حالت نوم میں ادراک کرتا ہے یہ کسی حاسہ کا ادراک نہیں ہوتے۔ اسذا ابو بکر ابن فورک فرماتے ہیں کہ خواب یہ وہ ادہام ہوتے ہیں جن کو ناظم حالت نوم میں متصور کرتا ہے علامہ ابوبکر نے علامہ الغزالیؒ کی تحقیق پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ممکن ہے کہ علامہ الغزالیؒ کی تحقیق بعض احوال سے متعلق ہو نہ کہ جمیع احوال سے چونکہ بسا اوقات ناظم حالت نوم میں کسی معدوم شے کا ادراک کر لیتا ہے اور ظاہر ہے کہ معدوم شے سے ادراک متعلق نہیں ہو سکتا اور قاضی عیاضؒ کا قول بالکل درست و حق ہے چونکہ کبھی آدمی کسی شے کا اعتقاد واقعہ کے مطابق کر لیتا ہے اور کبھی خلاف واقعہ بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ کوئی آدمی خواب میں دودھ کو دیکھے اور اس کو دودھ ہی یقین کے ساتھ گمان کرے حالانکہ وہ علم کی صورت معنوی ہوتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ خواب میں دودھ دیکھا اور ساتھ ساتھ یہ یقین بھی ہو جاتا ہے کہ یہ دودھ نہیں ہے بلکہ علم ہے علامہ ابن فورک کا خواب ہی میں خواب کو ادہام قرار دینا یہ بھی درست ہے اور قاضی صاحب کے قول میں اور اس میں کوئی تضاد نہیں ہے اسی لیے بعض مرتبہ ناظم کسی شے کا تصور کرتا ہے

پھر ساتھ ہی یہ عقیدہ پیدا ہو جاتا ہے کہ تو جو کچھ کر رہا ہے یا دیکھ رہا ہے وہ بالکل واقعہ کے مطابق ہے یہ خیال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ نیند کی وجہ سے اس کی عقل ختم ہو جاتی ہے پس جب وہ بیدار ہوتا ہے اور عقل بحال ہو جاتی ہے تو اب وہ اعتقاد ختم ہو جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ اب تک جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ سب خلاف واقعہ تھا اور محض اوہام تھے اور یہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص کشتی میں سفر کر رہا ہو اور وہ دوران سفر سر کے عارضہ میں مبتلا ہو جائے تو اس کو یہ وہم ہونے لگتا ہے کہ دریا میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے حالانکہ عقل اس کے اس وہم کو دفع کرتی رہتی ہے اگر یہ عقل نہ ہو تو یہ وہم یقین بن جائے پس اگر کسی وجہ سے عقل ختم ہو جائے تو وہم مضبوط ہو جاتا ہے اور نفس انسانی اس وہم کو صحیح ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے پس اب وہم یا تو صادق رہے گا یا کاذب اور اس حالت میں تصدیق وہم کا اعتقاد بھی یا صادق ہو گا یا کاذب (انتہی)

شروع باب میں حدیث آئی تھی کہ جب آدمی بُری خواب دیکھے تو اس کو تھتکار چاہیئے اس کے برے اثر سے محفوظ رہے گا۔ علامہ مازنی نے اس کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ برا خواب دیکھنے سے جو کچھ اڑھٹ پیدا ہو جاتی ہے وہ اس کو تھتکارنے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ اس کا کرنے والا اس پر اعتقاد رکھتا ہو اور اس پر بھروسہ ہو کہ خدا تعالیٰ اس کے ذریعے سے اس بُرے اثر کو ختم فرمادیں گے اور ایک معنی یہ ہیں کہ خواب میں جو بُری حالت پیش آئی تھی وہ اس کی وجہ سے اثر انداز نہیں ہو سکتی اور یہ تھتکارنا اس کے دفع کا سبب بن جائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ آفات و بلیا کو ختم کر دیتا ہے اور دیگر نظائر امثال میں بھی یہی تاویل کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲ اوّل باب

شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک میں متمثل نہیں ہو سکتا

صحیحین میں حدیث شریف ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے حقیقتاً مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار کرنے پر قادر نہیں ہے یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے سب کا مفہوم تقریباً یہی ہے ابو بکر ابن الطیب فرماتے ہیں کہ آپ کے اس ارشاد پاک کا مطلب یہ ہے کہ خواب میں مجھ کو دیکھنا یہ حق ہے شیطان کے تخیلات و تشبیہات نیز اضغاث و احلام ان میں سے کسی شے کا اس میں دخل نہیں ہے نیز ایک حدیث شریف میں وارد ہے ”من رآنی فقد رآی الحق“ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس نے حق دیکھا یعنی فی الواقع آپ ہی کو دیکھا ہاں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دیکھنے والا آپ کو اس شکل کے خلاف دیکھتا ہے جو شامل وغیرہ کی کتابوں میں منقول ہے مثلاً آپ کی ریش مبارک ابھری ہو یا آپ کا لون مبارک کسی دوسری قسم کا ہو بہر حال جو شکل بھی ہو جس نے آپ کو دیکھا اس نے حقیقتاً آپ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان آپ کی صورت مبارک میں متشکل نہیں ہو سکتا۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا حق ہے شیطان اس میں دخل نہیں بن سکتا ایک حدیث شریف میں ہے ”من رآنی فی المنام فیسیرانی فی الیقظة“ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مجھ کو خواب میں دیکھے تو وہ مجھ کو اس صورت میں دیکھے گا کہ جس صورت میں میں واقعتاً ہداری میں ہوتا ہوں یہ مطلب یہ ہے کہ آپ کا حلیہ مبارک متبدل نہیں ہو سکتا بلکہ ہر حال میں حلیہ مبارک ایک ہی رہے گا یہ حدیث

بالکل حق ہے اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے اب اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض مرتبہ رائی آپ کو خلافِ حدیث مبارک پاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی تخیلات کو مرئیات گمان کر لیتا ہے یعنی خواب میں کوئی گمان پیدا ہوا کوئی خیال آیا اور بیدار ہونے کے بعد اس کو مرئیات شمار کرنے لگا پس اس میں ایسا ہوتا ہے کہ آپ کی ذاتِ شریفہ تو وہی ہوتی ہے اور آپ کی صفاتِ متخیلہ ہوتی ہیں اور آدمی دونوں مرئی شمار کر بیٹھتا ہے جس کے نتیجے میں یہ گمان ہوتا ہے کہ آپ کی ریش سفید ہے یا آپ کا لون متبدل ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ صفات کے متعلق صرف ایک خیال ہوتا ہے جس کو وہ ایک واقعہ کی شکل دے لیتا ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے آپ کو خواب میں بوڑھا دیکھا اس سے مراد سکون و راحت کا سال ہوتا ہے اور جس نے آپ کو فوجان پایا اس سے مراد جنگ و جدال کا سال ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے شخص کے مارنے کا حکم فرما رہے ہیں جس کا مارنا حلال نہیں ہے تو پس اس طرح کا خواب سراسر صفاتِ متخیلہ میں داخل ہے مرئیات میں اس کو ہرگز شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ آپ کا اس طرح کا حکم فرمانا بالکل محال و ناممکن ہے۔ علامہ مازری فرماتے ہیں کہ یہ بھی صفاتِ متخیلہ کی فہرست میں داخل ہے اس کو ان سے خارج کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ علامہ مازری نے اس حدیثِ شریفہ ”من رآنی فی المنام فیسرانی فی الیقظة“ کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ ممکن ہے کہ آپ کا یہ ارشاد اپنے زمانے کے لوگوں کے واسطے ہو جس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا وہ مختصر یہ بیداری میں بھی اکھڑے گا پس اس سے مراد وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے آپ کی طرف اس وقت تک ہجرت نہیں کی تھی۔

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ خواب کا حق ہونا کس طرح ہو سکتا جبکہ

بہا اوقات خواب دیکھنے والا آپ کو کسی دیگر صورت میں دیکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص آپ کو کسی دیگر حلیہ میں دیکھے تب بھی اس نے آپ ہی کو دیکھا اور اس کا خواب اب بھی حق ہی شمار ہوگا مگر اس کو صرف رویا سے تعبیر کیا جائے گا اور جس کو یہ دیکھنے والا آپ کی صورت مبارکہ گمان کر رہا ہے وہ صورت نہیں ہے بلکہ آپ کی صفت مبارکہ ہے مگر چونکہ فہم کی وجہ سے عقل سلامت نہیں رہتی اس سے وہ صفت کو صورت گمان کر لیتا ہے اور یہ وہم تصدیق و یقین کا درجہ اختیار کر لیتا ہے مگر یہ وہم و گمان اس خواب کی حقانیت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا جیسا کہ کئی کا سواریہ گمان کرتا ہے کہ دریا میرے ساتھ تھا چل رہا ہے حالانکہ دریا ساکن رہتا ہے مگر اس کے اس گمان سے رویت دریا کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کو یہ حق رہتا ہے کہ یہ کہہ سکے کہ میں نے دریا دیکھا اگرچہ وہ فی الواقع ساکن تھا ہی حال آپ کو کسی دیگر صورت میں دیکھنے کا ہے اگرچہ وہ دیگر صورت اس رائی کے گمان کی طے کردہ ہے مگر ذات نبوی در حقیقت اس کو نظر آتی ہے تو اس کا آپ کو خواب میں دیکھنا حق ہی شمار ہوگا اگرچہ صورت دیگر ہی رہے اور اسی طرح کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی نے کسی بعید سے آنے والے کو دیکھا اور اس کو سچہ یا پرندہ گمان کرنے لگا تو اس گمان سے اس کی صحت رویت پر کوئی اثر نہ ہوگا بلکہ اس کا دیکھنا صحیح شمار ہوگا مگر حالت بیداری میں چونکہ عقل درست رہتی ہے اس لئے شبہ کے بعد وہ گمان بدل جاتا ہے اور حقیقت منکشف ہو جاتی ہے برخلاف حالت نوم کے کہ اس میں ایک اعتقاد کا درجہ پیدا ہو جاتا ہے عقل کی سلامتی کے مفقود ہونے کی وجہ سے اور خیال میں جو صورت جم جاتی ہے واپس اس کو حق شمار کرنے لگتا ہے حالانکہ خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا پس جب آدمی بیدار ہوتا ہے تو وہ اعتقاد ختم ہو جاتا ہے اور وہ صورت مستحکم جاتی رہ جاتی ہے اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے وہ صورت خیال میں اس لیے پیدا فرمائی تھی تاکہ وہ اپنا خواب اس کے موافق کر سکے مگر چونکہ خارج میں اس صورت کا وجود نہیں ہوتا اس

سے وہ صورت متوجہ خارج سے الگ ہو کر ایک گان بن کر رہ جاتی ہے جس کا کافی مواقع کوئی وجود نہیں ہوتا۔

فصل

خدا تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا

جب شیطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں مشکل ہونے کی قدرت نہیں تو بدرجہ اولیٰ خدا تعالیٰ کی شکل اختیار کرنے کی طاقت نہ ہوگی لہذا جس نے خواب میں خدا تعالیٰ کی زیارت کی تو اس نے خدا ہی کی زیارت کی اس میں شیطان کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا۔ ابو بکر ابن العزنی اور دیگر علماء سلف کی یہی رائے ہے۔ کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں شیطان کا نہ آنا یہ صرف حضور ہی کے حق میں ہے چونکہ آپ بشر ہیں مختلف شکلوں کا امکان ہے اور خدا تعالیٰ چونکہ اشکال و صورت سے منزہ و مبرا ہیں اس لیے وہاں یہ صورت ناممکن ہے۔ ابن بطلان نے بسط کے ساتھ شرح بخاری میں اس مسئلہ کو ذکر کیا ہے تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائی جائے۔

فصل :- شیطان کی ذلت و خواری کے بیان میں۔

موطائک میں عبد اللہ ابن کی حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شیطان عوذ کے دن نہایت ذلیل و خوار اور نہایت بد حال رہتا ہے چونکہ اس دن میں خدا کی خاص رحمت بندوں پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ بندوں کے بڑے بڑے گناہ معاف فرماتے ہیں جس سے شیطان کو رسوائی ہوتی ہے اس طرح جب جبریل علیہ السلام بدر کے دن فرشتوں کی جماعت کے ساتھ مسلمانوں کی معاونت کے واسطے اترے تھے تب بھی شیطان نہایت غائب و عاتب ہوا تھا۔

۱۱۳واں باب

قرن شیطان کا نجد کی جانب سے طلوع کرنا

بخاری و مسلم و دیگر ائمہ حدیث نے ذکر فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا خبردار! اسے لوگوں کو فتنہ ادھر سے مراد جانب مشرق ہے رو نما ہو گا۔ جہاں سے قرن شیطان طلوع کرتا ہے ایک روایت میں ہے کہ آپ اس وقت مشرق کی جانب چہرہ مبارک کیے ہوئے تھے اور آپ نے اسی طرح تین مرتبہ ارشاد فرمایا تھا ایک اور روایت میں بھی تقریباً ہی مفہوم وارد ہے اور بخاری کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اے اللہ ہمارے ملک شام کو متبرک بنا اور ہمارے ملک تمن کو متبرک بنا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد کے لیے بھی دعا فرمائیے آپ نے فرمایا کہ وہاں زلزلوں کی کثرت ہوگی اور فتنے پیدا ہوں گے اور ادھر ہی سے قرن شیطان کا طلوع ہو گا۔

ازمواجہ : قرن شیطان سے کیا مراد ہے اس کے تعین میں علی کے مختلف اقوال ہیں کچھ علما کی رائے یہ ہے کہ قرن سے مراد شیطان کا سینک ہے یعنی شیطان کے حقیقتاً دو سینک ہیں اور ان میں سے ایک سے سورج طلوع ہوتا ہے ایک رائے یہ ہے کہ قرن سے مراد سمت و جہت ہے چونکہ مشرق کی جانب میں نبی پاک کے زمانہ میں کفر کا غلبہ تھا اس لیے آپ نے جانب مشرق کو قرن سے تعبیر فرمایا ایک رائے یہ ہے کہ قرن سے مراد جماعت و گروہ ہے چونکہ جنگ جبل و صغین اور وفد خوارج کا خروج و دیگر فتنے اہل مشرق نے پیدا کیے تھے اس لیے آپ نے بطور پیشین گوئی جانب مشرق کو قرن شیطان سے تعبیر فرمایا یہ سب تفصیل بخاری شریف جلد دوم میں اس حدیث مذکور کے ذیل میں حاشیہ پر درج ہے۔

فصل ۱۔ جانب مشرق میں فتنوں کے بارے میں اہل سیر کی تحقیق

اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور حجرِ سود کے رکھنے کے بارے میں اختلاف کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فیصلہ فرمایا چنانچہ سب نے اس کو چادر میں رکھ کر اٹھایا اور آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس کو نصب کر دیا تو اس وقت شیطان ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا اور اس نے کہا کہ اے اہل قریش کیا تم راضی ہو گئے کہ ایتِ شیم سجدہ اس شرف کی چیز کا اہل ہوا اور تمہارے بڑے بڑے لوگ اس سے محروم رہیں اس کے اس قول سے قریب تھا کہ دوبارہ اختلاف ہو جائے مگر خدا نے رحم کیا کہ سب خاموش رہے اسی طرح سب قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا کہ ان کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے تب بھی شیطان ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا تھا اور اس نے ہی قتل کی رائے پیش کی تھی اس واقعہ میں نجدی بوڑھے کی شکل میں شیطان اس لیے آیا تھا کہ اہل قریش نے یہ شرط لگائی تھی کہ اس مجلس میں کوئی تہامہ کا شخص حاضر نہ ہوگا چونکہ وہ محمدؐ کے ہم خیال ہیں تو شیطان نے اپنے آپ کو نجد کی طرف منسوب بتلایا تاکہ اس شرط میں داخل نہ ہو سکے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ”الفتنة ههنا“، انھیں اس وقت آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور آپ کی نظر مشرق کی جانب تھی اور آپ بار بار یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ”الفتنة ههنا الخ“ علامہ سیسی فرماتے ہیں کہ آپ کا حضرت عائشہ کے حجرہ کے پاس کھڑا ہونا اور مشرق کی جانب اپنا چہرہ مبارک کرنا غالباً یہ اشارہ اس جانب کے وقوعِ فتنہ کے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا

اس جانب کو جائیں گی جیسا کہ آپ نے نزول فتن کا ذکر کرتے وقت فرمایا تھا "ایقلوا صواحِبَ النَجْمِ یعنی ان جبروں والیوں کو بیدار کر دو۔ واللہ اعلم۔

۱۴واں باب

سورج کا شیطان کے سینگوں کے درمیان میں طلوع و

غروب ہونا

ابو داؤد و نسائی میں حضرت عمرو بن عبسہ کی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ رات کے کون سے حصہ میں دعا زیادہ سنی جاتی ہے یعنی زیادہ قبول ہوتی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رات کے آخری حصے کے درمیان میں اس وقت جس قدر تھجہ سے ہو سکے نماز پڑھ چونکہ اس وقت کی نمازیں فرشتے حاضر ہوتے ہیں (ازادہ) وہ خاص فرشتے ہیں جو اس نماز میں آمین کہنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور جن کی آمین کی وجہ سے دعا جلد قبول ہوتی ہے) عدہ ویسے ہر نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ پھر صبح کی نماز پڑھ کر رک جا یہاں تک کہ سورج نکل کر ایک یا دو نیزے کی برابر اونچا ہو جائے چونکہ وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔ پھر جتنی چاہے نماز پڑھ یہاں تک کہ سورج نصف النہار میں چلا جائے پھر رک جا کیونکہ اس وقت میں جہنم کو دھبکایا جاتا ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس جب سورج ڈھل جائے تو پھر جتنی چاہے نماز پڑھ پھر عصر کا وقت ہو جائے اور عصر پڑھ چکے تو پھر رک جا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اس کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

امام مالک نے زید ابن اسلم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج شیطان کے سینک سے متصل ہو کر نکلتا ہے پس جب سورج اوجھڑا ہوتا ہے تو شیطان اگک ہو جاتا ہے پھر جب نصف النہار میں جاتا ہے پھر اس سے متصل ہو جاتا ہے پھر جب غروب ہونے کے قریب جاتا ہے تو پھر مل جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں اوقات سے منع فرمایا ہے۔ حافظ ابن عبد البر نے اس روایت کو عمدہ قرار دیا ہے۔

شیطان کے سینکوں کے درمیان سورج کا طلوع و غروب ہونا اس حدیث کے بارے میں علماء کرام کے دو قول ہیں۔

۱۔ یہ حدیث اپنے ظاہر و محمول ہے اور شیطان کے دو سینک ہیں اور سورج حقیقتاً ان کے درمیان سے طلوع کرتا ہے اس میں کسی معنی مجازی کا دخل نہیں بلکہ حقیقتاً ایسا ہی ہے۔ ان کی دلیل حضرت عکرمہ کی حدیث ہے جس کو انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے حضرت عکرمہ نے ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر ابن صلت کے بارے میں یہ فرمایا ہے ”امن شعرہ و کفر قلبہ“ یعنی اس کے اشعار مومن ہیں اور اس کا قلب کافر ہے مطلب یہ ہے کہ اس کے اشعار اہل ایمان کی طرح حق ہیں مگر مومن نہیں ہے حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ آپ کا فرمان حق ہے اور عکرمہ سے پوچھا کہ کیا تم کو امیر کا کوئی شعر نا پسند ہے حضرت عکرمہ نے کہا کہ اس کا یہ شعر میں نا پسند ہے

والشمس تطلع کل آنر لیلہ
لیت بطلانہ لہم فی السکھ
حمرأ یصبح لو ضیا متورد
الامعذبۃ والاتبعد

اور سورج روزانہ سرخ ہو کر نکلتا ہے اس کا نکلتا اپنی اصلی حالت میں نہیں ہے بلکہ اس کو سزا دی جاتی ہے تب وہ سُرخ ہوتا ہے۔

کیونکہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کو سزا دی جاتی ہے سورج کو سزا دیئے جانے کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے قبضہ میں میری جان ہے۔

سورج نہیں نکلتا جب تک کہ اس کو ستر بزرگ فرشتے زما رہیتے ہوں اور وہ اس کو کہتے ہیں کہ نکل نکل وہ جواب دیتا ہے کہ میں ایسی قوم پر طلوع نہیں کرتا جو خدا کو چھوڑ کر مجھ کو پوجتی ہے پھر ایک اور فرشتہ آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ نکل پس وہ انسانوں کو روشنی دینے کے لئے چمکدار ہو کر نکلتا ہے۔ اس وقت شیطان آتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو نکلنے سے روک دے مگر وہ سورج اس کے سینگوں کے درمیان میں سے نکل آتا ہے اور خدا تعالیٰ شیطان کو اس سے جلا دیتے ہیں اور سورج جب بھی غروب ہوتا ہے تو خدا کے سامنے سجدہ میں گر جاتا ہے اس وقت شیطان آتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو سجدہ سے روک دے پس وہ اس کی آنکھوں میں غروب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ شیطان کو اس کے نیچے ہلاک کر دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ سورج شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع کرتا ہے اور اسی کے سینگوں میں ہو کر غروب ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے۔

۲:- قول یہ ہے کہ یہاں پر قرن کے معنی مجازی مراد ہیں یعنی وہ جماعت مراد ہے جو سورج کی پرستش کرتی ہے اس کے طلوع و غروب کے وقت اور خدا کو چھوڑ کر سورج کو اپنا معبود سمجھتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشبیہ کفار کو ناپسند فرمایا کرتے تھے اور ان کی مخالفت کو پسند فرمایا کرتے تھے اسی وجہ سے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے آپ نے امت کو منع فرمایا کیونکہ اس میں تشبیہ یا کفار ہے اور اس طرح کا تشبیہ کلام عرب میں خوب شائع و ذائع ہے اور قرن کے معنی امت و جماعت لینا یہ بھی کلام عرب میں شائع ہے چنانچہ قرآن کی آیت ہے۔ ”وَمِنْ أَهْلِكَ مِمَّنْ قَبْلِمْ مِنْ قَرْنٍ نِيزَ“ ”وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرٌ“ نیز ”قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى“ ”ان تمام آیات میں لفظ قرن جس کی جمع قرون ہے جماعت و امت کے معنی میں متعمل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے ”خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي“

یعنی سب سے بہتر میری امت ہے اور قرن شیطان سے حزب شیطان بھی مراد ہو سکتی ہے۔
 جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کفار کو حزب شیطان قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد خداوند کا ہے۔
 ”اولئک حزب الشیطان“ نیز حضرت عمر دین غنہ کی حدیث میں بھی اس کا
 تذکرہ ہے یعنی اس میں بھی قرن شیطان سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اس باب کے شروع
 میں گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم

۱۱۵ اوائل باب

شیطان کی مجلس یعنی بیٹھک کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کا اس حال میں بیٹھنا کہ
 اس کا آدھا حصہ دھوپ میں ہو اور آدھا سایہ میں یہ شیطانی بیٹھک ہے یعنی بے ٹھنکے
 بن سے بیٹھنا شیطان کو محبوب ہے کیونکہ اس سے آدمی کے بغیر مہذب ہونے کا بہتہ
 چلتا ہے۔ سعید ابن المسیب فرمایا کرتے تھے کہ آدھا دھوپ میں اور آدھا سایہ میں ہو
 کہ سونا شیطان کا سونا ہے۔ حضرت قتادہ فرمایا کرتے تھے کہ دھوپ اور سایہ میں
 بیٹھنا شیطان کا بیٹھنا ہے اور آپ اس طرح بیٹھنے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔
 اسحاق ابن منصور نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ دھوپ اور سایہ میں ہو کر بیٹھنا کیا مکروہ
 ہے آپ نے کہا کہ جی ہاں لیکن اس سے منع نہیں کیا گیا۔ اسحاق ابن راہویہ فرماتے
 ہیں کہ اس طرح بیٹھنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منع ثابت ہے
 لیکن اگر شروع میں کوئی ٹھیک بیٹھا پھر اتفاقاً ایسا ہو گیا تو اس میں کوئی حرج نہ
 ہوگا۔



۱۶واں باب

جب قاضی ظلم کرتا ہے تو شیطان اس کو لازم پکڑ لیتا ہے
حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ اللہ کی مدد قاضی کے ساتھ ہوتی ہے جب تک وہ خلاف حق کا فیصلہ نہ
کرسے اور جب خلاف حق فیصلہ کرنے لگے تو خدا کی مدد الگ ہو جاتی ہے اور اس پر
شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے۔

۱۷واں باب

اذان ہوتے وقت شیطان کا پیٹھ دے کر بھاگنا
بخاری و مسلم و دیگر کتب حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اذان ہوتی ہے تو شیطان گوز مارنا ہو جائیگا
ہے تاکہ اذان کو نہ سنے سکے پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو اگر نمازی کے دل میں دوسرے
ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر اور آدمی کو ان باتوں کے خیال میں مبتلا کر دیتا
ہے جو اس کو پہلے سے یاد نہیں ہوتی یہاں تک کہ آدمی عدد رکعات کو بھول جاتا
ہے کہ کتنی پڑھی ہیں یہ روایت متعدد طریقوں سے مروی ہے جن کا مفہوم تقریباً ہی
ہے۔ اس روایت میں لفظ فراطر حصاص میں فراطر کے معنی گوز مارنا اور حصاص کے
معنی تیز دوڑنا۔

۱۸واں باب

شیطان کا صرف ایک جوتی پہن کر چلنا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تم میں سے کوئی صرف ایک جوتی پہن کر نہ چلے چونکہ یہ شیطانی طرز ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل اس طرح چلنے کو مکروہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی ایک جوتی ٹوٹ جاوے تو جب تک اسے درست نہ کرالو دوسری بھی مت پہنو۔

فائدہ ۱: یہ اس وقت ہے جب کہ وہ بالکل قابل انتفاع نہ رہے۔

۱۹واں باب

انسان کے سجدہ کرتے وقت شیطان کا انگ رہنا

جب انسان آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے تو شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے اور رونا ہوا یہ کہتا ہے کہ ہائے ہلاکت انسان کو سجدہ کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کر لیا پس اس کے لئے جنت ہے اور مجھ کو حکم دیا گیا میں نے نہیں مانا پس میرے لئے جہنم ہے۔ ابن مقفع فرماتے ہیں کہ جب آدمی شیطان کو لعنت کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے مستحق لعنت کو لعنت کی اور جب اس عوذ بالہند پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے میری کمر توڑ دی اور جب سجدہ کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ آدمی کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کر لیا اور مجھ کو حکم ہوا میں نے نہیں کیا پس اس کے لئے جنت ہے اور میرے لئے جہنم ہے۔

۲۰واں باب

نمازی کے دل میں شیطان کا خروج ریح کا دوسرہ پیدا

کرنا، جمائی چھینک اونگھ نماز میں آنا شیطان کی طرف

سے ہوتا ہے

حضرت زید ابن عاصم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ مجھ کو نماز میں خروج ریح کا دوسرا آتا ہے میں کیا کروں آپ نے فرمایا کہ برگز نماز مت توڑو جب تک آواز نہ سنی جائے یا جو محسوس نہ کی جائے یہ روایت مختلف طرق سے مروی ہے جن کا مفہوم تقریباً یہی ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ مقابلہ کفار کے وقت اونگھ آنا یہ خدا کی رحمت ہے اور نماز میں اونگھ آنا یہ شیطان کا فعل ہے یعنی مذموم ہے حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جمائی اور چھینک نماز میں شیطان کی طرف سے ہے۔

۲۱واں باب

عجالت شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

ابن نے کتاب الایجاز میں حدیث ذکر کیا ہے کہ صبر اور توقف سے کام لینا۔ بجانب اللہ ہوتا ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

۲۲واں باب

شیطان کو دیکھ کر گدھے کا بولنا

صحیحین میں حدیث شریف ہے حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم ریح کی آواز سنو تو خدا کا فضل مانگو کیونکہ وہ کسی فرشتہ کو دیکھ کر بولتا ہے اور جب تم کسی گدھے کو بولنا دیکھو تو خدا کی پناہ مانگو شیطان مردود سے کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے۔

۲۳واں باب

شیطان کا سجدہ والے شخص سے تعرض کرنا

سنو احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص مسجد میں آتا ہے تو شیطان اس سے اس طرح مانوس ہو جاتا ہے جیسا کہ چوپایہ اپنے مالک سے مانوس ہو جاتا ہے پس جب انسان اس سے مانوس ہو جاتا ہے تو اس کو مکمل طریقہ پر اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے کبھی آدمی خدا کا ذکر نہیں کرتا اور کبھی لایعنی باتیں کرنے لگتا ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفیں بیدھی کر لیا کرو ورنہ شیطان وسط صفوں میں داخل ہو جائے گا۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی مسجد سے نکلتا ہے تو شیاطین اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں جیسا کہ شہد کی مکھی فیوض کے پاس جمع ہو جاتی ہیں پس جب تم میں سے کوئی مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو تو یہ پڑھا کرو "اللھم انی اعوذ بک من ابلیس و جنودہ" اس کی وجہ سے شیطان کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

۲۴واں باب

ابلیس کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تکبر کرنا اور ان کے دل میں دوسوسہ پیدا کرنا یہاں تک کہ آپ نے شجرہ ممنوعہ سے کھانا کھا لیا

مشہور مفسر ابن جریر فرماتے ہیں کہ شیطان کو کس وجہ سے تکبر ہوا اس کے بارے

میں یہ خیال ہے جو تمام کھیلوں کی سردار ہوتی ہے۔

میں صحابہ و تابعین کے مختلف اقوال ہیں حضرت ابن عباسؓ سے اس بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں۔

۱۱۔ ضحاک ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب باذن خداوندی ابلیس نے ان جنت کو قتل کر دیا کہ جنہوں نے خدا کی نافرمانی کر کے زمین میں فساد برپا کیا تھا تو اس کی وجہ سے شیطان نے یہ گمان کیا کہ مجھ سے افضل کوئی نہیں ہے اور یہ فضیلت صرف مجھ ہی کو حاصل ہے۔

۱۲۔ دوسرا قول ابن عباسؓ سے یہ مروی ہے کہ ابلیس آسمان دنیا کا سردار تھا اور زمین و آسمان کا نظام اسی کے سپرد تھا اور جنت کا خازن بھی وہی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بہت بڑا عبادت گزار بھی تھا ان تمام امور سے اس کے اندر تکبر پیدا ہوا اور اس نے یہ گمان کر لیا کہ میں ہی سب سے افضل ہوں یہاں تک کہ خدا کے روبرو بھی تکبر کا اظہار کیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی حسبِ منشأ مخلوق پیدا فرما چکے تو عرش پر جلوہ افروز ہوئے اور ابلیس کو آسمان دنیا کا سردار مقرر فرما دیا۔ ابلیس کا تعلق ملائکہ کی اس جماعت سے تھا جس کو جن کہا جاتا ہے چونکہ وہ جماعت جنت کی نگران ہے ابلیس آسمان دنیا کا سردار ہونے کے ساتھ ساتھ چونکہ خازن جنت بھی تھا اس لیے اس کے دل میں یہ تکبر پیدا ہوا کہ خدا نے مجھ کو یہ شرف کسی کمال کی وجہ سے دیا ہے جو دوسرے ملائکہ میں نہیں ہے خدا تعالیٰ چونکہ دلوں کے اسرار کو جانتے ہیں اس وقت خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک صاحبِ خلافت مخلوق پیدا کروں گا۔

۱۳۔ تیسرا قول جو حضرت ابن عباسؓ ہی سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا فرمائی تھی جب اس کو کوئی حکم دیا تو اس نے نافرمانی کی ابلیس اسی مخلوق کا ایک بقیہ فرد تھا چنانچہ حضرت عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے

ایک مخلوق پیدا فرمائی اور اس سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو اس نے انکار کر دیا تو خدا تعالیٰ نے ان پر ایک آگ مسلط فرمادی جس نے اس کو تباہ کر دیا پھر ایک دوسری مخلوق پیدا فرمائی اور اس سے کہا کہ میں نے مٹی سے ایک بشو پیدا کیا ہے اس کو سجدہ کرو اس نے بھی نافرمانی کی خدا تعالیٰ نے اس کو بھی آگ سے تباہ کر دیا پھر ایک مخلوق پیدا فرمائی اور اس سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو اس نے کہا کہ ہاں کرتے ہیں اور ابلیس اسی مخلوق کا ایک فرد تھا جس نے سجدہ سے انکار کر دیا تھا۔ اس حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے لہذا یہ قابلہ استدلال نہیں ہو سکتی۔ ایک جماعت علماء کی رائے یہ ہے کہ ابلیس ان جنات میں سے ایک فرد تھا کہ جو زمین میں آباد تھے اور انہوں نے خون ریزی شروع کر دی تھی اور خدا کھ نافرمانی کر کے زمین میں فساد برپا کر رکھا تھا پس فرشتوں نے ان کو ہلاک کر دیا تھا چنانچہ حضرت شھرا بن حوشب خدا کے قول "کان من الجن" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابلیس ان جنات میں تھا جس کو ملائکہ علیہم السلام نے بھگایا تھا اور اس کو کسی فرشتے نے قید کر لیا تھا اور اس کو آسمان پر لے گیا تھا۔ حضرت سعد بن مسعود سے مروی ہے کہ ملائکہ نے جنات سے قتال کیا اور چونکہ ابلیس اس وقت صغیر سن تھا اس کو قید کر لیا اور وہ فرشتوں کے ساتھ مل کر عبادت کرتا رہا یہاں تک کہ جب فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں کیا اس واسطے خدا تعالیٰ نے فرمایا "الا ابلیس کان من الجن" ابو جعفر فرماتے ہیں کہ اس بارے میں سب سے صحیح قول وہی ہے جس کو خدا تعالیٰ نے فکر کیا ہے یعنی "واذ قلنا لللائکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن فخص عن امر ربہ" پس ممکن ہے کہ اس کا خدا کے حکم سے اعراض کرنا اس وجہ سے ہو کہ وہ قوم جنات سے تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا اعراض کرنا اس وجہ سے ہو کہ زیادہ عبادت گزار ہونے کی وجہ سے اس کے میں تکبر پیدا ہو گیا ہو چونکہ وہ آسمان دنیا کا سردار تھا اور خازن جنت بھی تھا۔

اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ واقعہ ان واقعات میں سے ہو کہ بغیر صحیح علم کے اس کے اندر کوئی حتمی بات نہیں کہی جاسکتی اور کوئی صحیح خبر ہمارے پاس اس بارے میں ہے نہیں بلکہ سب اختلافی اقوال ہیں جیسا کہ اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔

ابلیس کے ہلاک ہونے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے سے قبل زمین میں جنات آباد تھے اور خدا تعالیٰ نے ابلیس کو جنات کا قاضی و حاکم بنا کر بھیجا تھا پس وہ ایک ہزار سال تک بالکل حق فیصلے ان کے درمیان کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو حکم کہا جانے لگا اور یہ نام اس کا خدا تعالیٰ نے ہی رکھا تھا اور اس کو اس کی خبر بھی کر دی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کے اندر تکبر پیدا ہو گیا پس جب وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگا تو اب جنات کے درمیان عداوت و عناد کا بیج بودیا جس کی وجہ سے دو ہزار سال تک آپس میں قتال کرتے رہے اور ان کی حالت اس قدر ابتر ہو گئی تھی کہ ان کے خیالات ہر وقت خونریزی میں گھومتے رہتے تھے جن لوگوں کی یہ رائے ہے وہ کہتے ہیں کہ خدا کے قول ”افعینا بالخلق الاول مل حم فی لبس من خلق جدید“ اور ملائکہ کے قول ”اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء“ کا مطلب یہی ہے دونوں آیتوں میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ نے ایک آگ بھیجی جس نے ان تمام جنات کو جلا کر ہلاک کر دیا پس جب ابلیس نے اپنی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھا تو آسمان پر چڑھ گیا اور ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ مل کر خدا کی ایسی عبادت کی کہ آج تک کسی مخلوق نے ایسی عبادت نہیں کی تھی پس وہ برابر خدا کی عبادت میں لگا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمادیا پس اس وقت ابلیس نے جو کچھ نافرمانی کی وہ کی۔ اور جب خدا تعالیٰ نے ملائکہ کو آگاہ کرنا چاہا کہ اب ابلیس ہلاک ہونے کے قریب ہے کیونکہ اس کے اندر تکبر پیدا ہو چکا ہے اور خدا نے فرمایا کہ

میں زمین میں ایک مخلوق پیدا کر رہا ہوں تو انہوں نے سابقہ مخلوق جنات کے کردار کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا کہ آپ ایسی مخلوق پیدا فرما رہے ہیں جو زمین میں فساد کرے گی اور خونریزی کرے گی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ملائکہ نے یہ بات اس لیے کہی تھی کہ وہ پہلے جنات کے کردار کو دیکھ چکے تھے کہ انہوں نے یہ سب کچھ کیا تھا مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے یعنی شیطان کے اندر تکبر آگیا ہے اور وہ خوش خیالی کا شکار ہے دیکھو میں اس کے تکبر کو عیاں کرتا ہوں۔ خدا نے ظاہر کر دیا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ دیکھ صحابہ سے مروی ہے کہ جب فرشتے وہ سب کچھ کہہ چکے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ”انی اعلم مسالاً“ تعالٰی نے تو خدا تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو زمین پر بھیجا اور کہا کہ وہاں سے مٹی لاؤ اور جب وہ زمین پر آئے اور مٹی لینی چاہی تو زمین نے خدا کی پناہ مانگتے ہوئے کہا کہ خدا راجھ کو پارہ پارہ نہ کیجیے پس انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور خالی ہاتھ چلے گئے۔ اور کہا کہ زمین نے معافی مانگی میں نے معاف کر دیا اور کچھ نہیں لایا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل کو بھیجا زمین نے ان سے بھی معافی مانگی انہوں نے بھی معاف کر دیا اور جبریلؑ کی طرح خالی ہاتھ چلے گئے پھر خدا تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا زمین نے ان سے بھی معافی مانگی انہوں نے کہا کہ میں خدا کے حکم پورا کیے بغیر نہیں جاسکتا پس زمین کے مختلف حصوں سے مٹی لے لی سیاہ سفید سرخ ہر قسم کے خطے سے مٹی لی یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے رنگ مختلف ہیں اور آسمان پر چلے گئے اور تمام مٹی ایک جگہ مل کر متغیر ہو گئی یہاں تک کہ اس کا خمیر تیار ہو گیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے ”مسنون“۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ابلیس کو مٹی لانے کے لیے بھیجا تھا اس نے ہر قسم کے خطے سے مٹی لی جس سے آدم پیدا کیے گئے آدم کو آدم اسی واسطے کہتے ہیں کہ وہ ارض سے پیدا کیے گئے اسی وجہ سے ابلیس نے کہا تھا کہ میں ایسی مخلوق کو سجدہ نہیں کروں گا جس کو تو نے مجھ سے مٹی منگا کر بنایا ہے یعنی

یہ ایک بہت معمولی درجہ کی مخلوق ہے میں اس سے برتر ہوں۔

حضرت ابن عباسؓ سے ہی مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی مٹی کے بارے میں حکم دیا پس فرشتوں نے اس کو جمع کر دیا پس خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس سے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور چالیس دن تک آدم علیہ السلام اسی حال میں رہے اس عرصہ میں ابلیس آپ کے پاس آیا کرتا اور پیر سے آپ کو چھیڑا کرتا جس سے آدم علیہ السلام کے جسم سے ایک خاص قسم کی آواز نکلا کرتی "من مصلصال کالفضار" سے یہی مراد ہے اور کبھی آپ کے منہ سے داخل ہو کر پیچھے کے راستے نکلتا اور کبھی پیچھے کے راستے سے داخل ہو کر آپ کے منہ کے راستے سے نکلتا اور کہتا کہ اے آدم تو کوئی ذبیحہ نہیں ہے اگر مجھ کو موقع مل جائے تجھ کو ہلاک کر ڈالوں اگر تو مجھ پر قابو پائے تو بھی میں تیری بات نہ مانوں۔ حضرت ابن مسعودؓ و دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان پیدا کروں گا جب وہ بن کر تیار ہو جائے تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر جانا پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا تاکہ ابلیس تکبر نہ کرے اور خدا تعالیٰ یوں کہیں کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا تو اس سے کیوں تکبر کرتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر دیا پس آپ مٹی کے ایک جسم کی شکل میں چالیس سال تک رہے پس جب فرشتے وہاں سے ڈرتے ہوئے گزرتے اور ابلیس سب سے زیادہ ڈرتا تھا جب وہ اس جسم کے پاس سے گزرتا تو گھنٹی کی طرح اس میں آواز پیدا ہو جاتی۔ یہی مطلب ہے "من مصلصال کالفضار" کا۔ اور شیطان یہ کہتا کہ نہ معلوم کس لیے یہ آدم پیدا کیا گیا ہے اور کبھی آپ کے منہ سے داخل ہو کر دہرے سے نکلتا اور کبھی دہرے سے داخل ہو کر منہ سے نکلتا اور نہ شیعوں سے کہتا کہ اس سے سمت ڈرو تمہارا رب بے نیاز ہے اور یہ بڑے پیٹ والا ہے مراد اس سے انسان کا احتیاج ہے اور اگر میں اس پر قابو پا

گاہ تو اس کو ہلک کر ڈالوں گا ایک روایت میں آیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے جسم میں روح پھونکنے کا وقت قریب آگیا تو خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ جب میں اس میں روح پھونک چکوں تو تم اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا پس جب آپ کے جسم میں روح پھونکی گئی اور روح سر میں داخل ہوئی تو آپ کو چھبیک آئی فرشتوں نے کہا اے آدم الخلیل کہو آپ نے اٹھ لٹکے کہا پس اللہ نے کہا یرحمک ربک یا آدم اور جب روح آپ کی آنکھوں میں داخل ہوئی تو آپ نے جنت کے پھلوں کی طرف دیکھا اور جب آپ کے بطن میں داخل ہوئی تو آپ کو کھانے کی خواہش ہوئی پس آپ جلدی سے جنت کے پھلوں کی طرف یکے حالانکہ روح آپ کے پیروں تک نہیں پہنچی تھی اس وقت خدا تعالیٰ نے فرمایا رخصل الانسان من غسل یعنی انسان بہت جلد بازنہ ہے۔ پس تمام فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا بلکہ تکبر کیا اور منکرین میں سے بن گیا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جب میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور سجدہ کا حکم دیا ہے تو تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا ابلیس لعین نے کہا کہ میں بشر کو سجدہ نہیں کروں گا جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے اللہ نے کہا کہ نکل یہاں سے مردود تو ذلیل و خوار ہی رہے گا۔ اس روایت کے بہت سے شواہد بھی ہیں مگر کثران میں اسرائیلی روایات ہیں خدا تعالیٰ کا شیطان کو اترنے اور نکلنے کا حکم دینا دلیل ہے اس امر کی کہ وہ آسمان میں تھا جب اس نے نافرمانی کی تو اس کو نیچے اترنے کا حکم دیا گیا اور اس سے وہ مرتبہ سلب کر لیا گیا جو اس کی عبادت کے صلہ میں حاصل ہوا تھا اور اس کو ذلیل و خوار بنا کر زمین پر اتار دیا گیا۔

ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے اندران کی روح کو پھونکا تو آپ کا تمام جسم گوشت میں تبدیل ہو گیا پس جب روح آپ کی ناف میں پہنچی تو آدم علیہ السلام اپنے پھر

خوبصورتی کو دیکھ کر خوش ہونے لگے اور آپ نے اٹھنا چاہا مگر اٹھ نہ سکے یہی مطلب ہے خدا کے قول "خلق الانسان من عجل" کا یعنی انسان بہت جلد باز ہے اور خلق الانسان عجل کا یعنی انسان بہت جلد باز پیدا کیا گیا ہے جب آدم علیہ السلام اٹھنا چاہ رہے تھے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر خوشی اور رنج پر صبر نہ ہوگا پھر جب روح آپ کے تمام جسم میں سرایت کر گئی تو آپ کو چھینک آئی آپ نے بحکم خداوندی الحمد للہ کہا اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا یرحمک اللہ یا آدم اے آدم خدا تعالیٰ تجھ پر رحم کرے پھر اللہ نے آسمانوں کے فرشتوں سے کہا مع ابلیس کے کہ آدم کو سجدہ کرو یہ حکم سنتے ہی تمام فرشتے سجدہ میں گر گئے مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا کیونکہ اس کو کمان تھا کہ میں آدم سے افضل ہوں اور یوں کہا کہ چونکہ میں اس سے افضل ہوں اس لئے میں اس کو سجدہ نہ کروں گا تو نے آدم کو مٹی سے بنایا ہے اور مجھ کو آگ سے پس اسی اعراض عن الحکم کی وجہ سے ابلیس ہمیشہ کے لئے لعین و مردود قرار دیا گیا ابن جریر نے اس روایت کو نقل کیا ہے اسی میں یہ بتایا گیا ہے کہ صرف آسمانوں کے فرشتوں کو مع ابلیس کے سجدہ کا حکم دیا گیا یہ تخصیص عام روایات کے منافی ہے چونکہ عام روایات میں یہی ثابت ہے کہ جمیع ملائکہ سجدہ کے مامور تھے نہ کہ صرف آسمانوں کے فرشتے احادیث صحیحہ سے بھی یہی ثابت ہے پس اس اعتبار سے ابن جریر کی روایت میں نکارت و انقطاع ہے اگرچہ بعض متاخرین نے اس کو راجع قرار دیا ہے مگر صحیح وہی ہے جس کو جہور نے اختیار کیا ہے یعنی تمام فرشتے سجدہ کے مامور تھے جیسا کہ حدیث "اسجد رکع ملائکتہ" یعنی اے آدم تجھ کو اللہ نے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا۔

ابن جریر نے ایک اور روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کے اندر روح پھونکی اور آپ کے جسم میں پہنچی تو آپ کو چھینک آئی پس آپ نے الحمد للہ

کہا اللہ تعالیٰ نے برحمت ربک فرما یعنی اے آدم تیرا رب تیرے اوپر رحم کرے اور جب آپ کے تمام جسم میں روزِ سرایت گر گئی تو تمام فرشتے خدا کی طاعت و عبادت و بیان کو بجا لانے کے لئے سجدہ میں گر گئے اور ابلیس یعنی یہودھا کھڑا رہا اس نے سجدہ نہیں کیا تھا تو اللہ بغض کی وجہ سے اپنے آپ کو افضل سمجھتا رہا یہاں تک کہ ارشادِ ربانی متوجہ ہوا "معاذ اللہ ان تسمجد لما خلقت بیدعی الخ پس جب خدا تعالیٰ ابلیس پر عتاب فرما چکے اور اس نے خدا کی طاعت نہیں کی بلکہ عصیت کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "انصرج منها فانک رجیم ولن علیک اللعنة الی یوم الدین" کہ اے مردود نکل میری جنت سے تو ہمیشہ لعین و مردود رہیگا اور قیامت تک تجھ پر لعنت رہے گی خدا کے اس حکم کی وجہ سے اور آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے اور حق کے رد و ردوبہ جاحمت گری کی وجہ سے وہ لعین و مردود ہوا اور اس نے بے حجت گری کی جس سے کچھ حاصل نہ ہو سکا بلکہ اس کا جرم اور سنگین ہو گیا جیسا کہ سورۃ سبحان میں ارشادِ خداوندی "ولکنی برکب وکیلہ"

حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ابلیس جنت سے ذلیل و خوار ہو کر نکل گیا اور آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرا دیا گیا تو آدم علیہ السلام تنہا جنت میں رہا کرتے اور کوئی مونس نہ ہونے کی وجہ سے آپ کو وحشت ہوتی ایک روز جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ان کے سر لانے ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کیا ہے آدم علیہ السلام نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں عورت ہوں آپ نے معلوم کیا کہ تو کس لئے پیدا کی گئی ہے اس نے کہا تیری راحت و سکون کے لئے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے مبلغِ علم کو دیکھنے کے لئے آدم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اس عورت کا نام کیا ہے آپ نے فوراً جواب دیا کہ حواء فرشتوں

فرشتوں نے کہا کہ اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے آپ نے جواب دیا "لا خلقت من شیء محی" یعنی
 سوا کو حواء اس لئے کہا گیا کہ ان کی پیدائش ایک جی یعنی زندہ شیء سے ہوئی۔ یہ اللہ تعالیٰ
 نے حکم دیا اسے آدم تو اور تیری بیوی جنت ہی میں رہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ خوب فراخی
 سے کھاؤ اس روایت کے راوی ابن جریر ہیں اور یہ روایت توریت سے لی گئی ہے
 جو اس وقت اہل کتاب کے پاس تھی۔ اس روایت سے تو معلوم ہو رہا ہے کہ حواء علیہا السلام
 کی پیدائش جنت میں ہوئی اور قرآنی آیات کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں داخل
 ہونے سے قبل ہی حواء علیہا السلام کی پیدائش ہو چکی تھی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے "یا
 آدم اسکن أنت وزوجک الجنة" ابن اسحاق نے اس روایت کو صریح
 ذکر فرمایا ہے کہ جنت میں جانے سے قبل ہی حواء علیہا السلام کی پیدائش ہو چکی تھی نیز
 ابن اسحاق نے ابن عباس سے یہ بھی روایت کی ہے کہ حواء علیہا السلام کی پیدائش آدم
 علیہا السلام کی سب سے چھوٹی پسی سے ہوئی تھی جبکہ آپ سوئے ہوئے تھے آپ کی
 جن پسی سے اُٹھیں انہوں نے انہیں اس جگہ پر گورشت منظم ہو گیا تھا۔ قرآن کریم کی آیت "یا
 ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة" اور "وهو الذی خلقکم من نفس
 واحدة وجعل منہا زوجاً" لیکن ایہا کا مصداق یہی ہے۔ ابن جریر فرماتے ہیں کہ جب
 آدم اور حواء علیہما السلام کو جنت میں ٹھیرا دیا گیا تو ان کو اللہ تعالیٰ نے مکمل آزادی دے
 دی کہ جنت میں جو چاہو کھاؤ اور جہاں چاہو پھرو مگر ایک خاص درخت کے بارے میں
 حکم دیا کہ اس کے قریب بھی نہ جانا اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش و ابتلاء اس سے منع فرمایا
 تھا تا کہ قضاوالہی آدم اور حواء اور ان کی ذریت میں جاری ہو جائے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے
 "و یا آدم اسکن أنت وزوجک الجنة و کلا منہما رغداً حیث شئتما ولا تقربا هذه
 الشجرة فیکونان من الظالمین" پس شیطان نے ان کے قلوب میں دوسرہ ڈال دیا
 یہاں تک کہ ان کو اس درخت کا پھل کھانے پر آمادہ کر دیا جس سے ان کو ان کے رب

نے منع کیا تھا۔ پس جب انہوں نے اس درخت کے پھل کو کھالیا تو فوراً ہی ان کا لباس خود بخود اتر گیا اور وہ برہنہ ہو گئے۔

ابلیس کی رسائی آدم و حوا تک کیسے ہوئی۔

ابن عباس اور ابن مسعود و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجماع سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا کو جنت میں ٹھہرنے کا حکم دے دیا اور ان کو کہہ دیا گیا کہ تم جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے پاس نہ جانا ورنہ تم نافرمان بن جاؤ گے تو ابلیس نے ان کے پاس جنت میں جانا چاہا پس جنت کے محافظ فرشتوں نے اس کو روک دیا پس ابلیس جنت کے ایک چوہائے کے پاس آیا جس کو حیہ کہا جاتا ہے اور اس سے کہا کہ تو مجھ کو اپنے منہ میں لے کر آدم تک پہنچا دے اس جانور نے اس کو اپنے منہ میں لے کر جنت میں داخل کر دیا اور جنت کے محافظ فرشتوں کو خبر نہ ہو سکی چونکہ اللہ کو ایسا ہی منظور تھا اس لئے فرشتے اس کے دخول سے بے خبر رہے۔ جب ابلیس جنت میں داخل ہو چکا تو اس نے اس جانور کے منہ میں سے ہی آدم علیہ السلام سے گفتگو شروع کر دی آپ نے اولاً کوئی توجہ نہ دی تو وہ اس جانور کے منہ سے باہر آیا اور آدم سے کہنے لگا اے آدم تجھے ایسا درخت نہ بتا دوں جس کو کھا کر تو ہمیشہ زندہ رہے اور فرشتوں میں سے تیرا شمار ہونے لگے ابلیس نے یہ بات آدم علیہ السلام سے قسم کھا کر کہی تھی تاکہ آپ کو بالکل یقین آجائے ابلیس نے یہ حرکت اس لئے کی تھی کہ اس کو معلوم تھا کہ آدم اور حوا کے شرمگاہ ہے اور اس درخت کے پھل کے کھانے سے وہ لباس خود بخود ساقط ہو جائے گا جس سے ان دونوں کی بے عزتی ہوگی چونکہ ابلیس اس بات سے واقف تھا اور آدم علیہ السلام اس بات سے واقف نہ تھے پس آدم علیہ السلام نے کھانے سے منع کر دیا اور حضرت حوا علیہا السلام نے بڑھ کر اس کو کھالیا پھر آدم علیہ السلام سے کہا اے آدم آپ بھی کھالیں میں نے کھالیا ہے اور مجھے کچھ نقصان نہیں دیا پس آپ نے بھی

کھالیا آدم علیہ السلام کے کھلتے ہی ان دونوں کا لباس خود بخود ساقط ہو گیا اور وہ دونوں برہنہ ہو گئے اور شرم کی وجہ سے انھیں کے پتوں سے اپنا بدن ڈھانکنا شروع کیا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں اس طرح آیا ہے کہ ابلیس نے زمین کے تمام جانوروں پر اپنے کو پیش کیا کہ مجھے اٹھا کر جنت میں داخل کر دو تاکہ میں آدم اور اس کی بیوی کو گمراہ کر سکوں۔ پس تمام جانوروں نے انکار کر دیا پھر سانپ سے کہا کہ میں انسان سے تیری حفاظت کروں گا بشرطیکہ تو مجھ کو جنت میں پہنچا دے پس سانپ نے شیطان کو اپنے کیلوں میں دبایا اور اس کو جنت میں پہنچا دیا اور ابلیس اس کے منہ میں ہی سے آدم و حواء سے گفتگو شروع کر دی چونکہ سانپ نے شیطان کا ساتھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے بطور سزا سانپ کا فطری لباس سلب کر لیا اور اس کے پاؤں بھی ختم کر دیئے چونکہ اس حرکت سے قبل سانپ کے چار پاؤں تھے اور دیگر جانوروں کی طرح اس کے بدن پر فطری لباس بھی تھا اب وہ بے لباس ہے اور پیٹ کے بل چلتا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ جہاں بھی سانپ ملے اس کو قتل کر دو تاکہ شیطان کی حفاظت کی ذمہ داری ختم ہو جائے جو اس نے سانپ کو دی تھی۔

ابن جریر نے ربیع کی روایت ذکر کی ہے کہ شیطان اونٹ کی شکل میں جنت میں داخل ہوا تھا اللہ نے اس کو لعین کر دیا پس اس کے پر ختم ہو گئے اور وہ سانپ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ حضرت ربیع نے ایک اور روایت ذکر کی ہے کہ اونٹ کے دانت دراصل جنات میں سے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت میں داخل کر دیئے گئے تو آپ نے وہاں نعمتیں دیکھ کر کہا اے کاش یہاں ہمیشہ رہنا نصیب ہو جائے پس جب شیطان نے یہ بات سنی تو آپ کو اسی طریق سے بہکایا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ شیطان نے آدم و حواء کو گمراہ کرنے کی ابتداء اس طرح سے کی کہ اس نے ایک چیخ ماری جس کو سن کر وہ دونوں رنجیدہ ہوئے اور شیطان سے

کہا کہ تو کیوں رو رہا ہے اس نے کہا کہ میں تمہاری وجہ سے رو رہا ہوں کیونکہ تم دونوں کے مرنے کے بعد یہ نعمت و کرامت تم سے سلب ہو جائے گی آدم و حوا نے جب یہ بات سنی تو ان پر ایک قسم کا اثر ہوا پھر شیطان نے دوسرے ڈالاکہ میں تمہاری رہنمائی ایسے درخت کی طرف کر رہا ہوں جس کو کھا کر تم کو کبھی موت نہ آئے گی اور قسم کھا کر کہا کہ تمہارے رب نے اس درخت کے پھل کو کھانے سے اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم اس کو کھا کر حیات ابدی کے مستحق نہ بن جاؤ اور تمہارا شمار فرشتوں میں نہ ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "قَدْ لَأَ كُھَا بَعُورٌ" یعنی ابلیس نے ان کو دھوکہ والی بات کی رہنمائی کی۔ ابن جریر نے ایک روایت میں فرمایا ہے کہ ابلیس نے ایک درخت کے بارے میں حوا کے دل میں دوسرہ پیدا کیا اور حوا کو اس درخت کے پاس لے جا کر اس درخت کی خوبیاں بیان کیں پھر اس طرح آدم علیہ السلام کے ساتھ کیا پھر جب آدم علیہ السلام نے حوا علیہا السلام کو اپنی جنسی حاجت کے لیے بلایا تو حوا نے کہا کہ جب تک آپ یہاں نہیں آئیں گے آپ کی حاجت پوری نہ کروں گی جب آپ وہاں چلے گئے تو پھر یوں کہا کہ جب تک آپ اس درخت سے نہیں کھائیں گے تب تک آپ کی حاجت پوری نہیں کروں گی۔ پس دونوں نے مل کر کھالیا کھلتے ہی خود بخود برہنہ ہو گئے اور آدم جنت میں بھاگنے لگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم مجھ سے بھاگ رہا ہے آپ نے جواب دیا نہیں میرے رب بلکہ مجھے شرم آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اب آ رہا ہوں آپ نے کہا کہ حوا نے سب کچھ کرایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس جرم کے پاداش میں حوا کو ہر مہینہ حیض کا خون آیا کرے گا اور یہ ناقص العقل رہے گی حالانکہ میں نے اس کو کامل العقل پیدا کیا تھا اور اس کو مدت حمل اور وضع حمل کے وقت سخت پریشانی ہوا کہ میں نے آسانی کا فیصلہ کیا تھا۔ ابن زید فرماتے ہیں کہ اگر حوا سے وہ غلطی نہ ہوتی تو عورتوں کو حیض نہ آیا کرتا وہ کامل العقل ہوتیں اور حمل وضع حمل میں آسانی ہوا کرتی۔ پس جب آدم و حوا نے درخت کا پھل کھالیا تو اللہ تعالیٰ

نے ان کا سب نعمتیں سلب کر لیں اور ان کو جنت سے نکال دیا اور آدم و حواء کو اور ان کے دو دشمن ابلیس اور سانپ کو زمین پر اتار دیا اور فرما دیا "اصبطوا بعضکم لبعض عدو" بعض صحابہ کی رائے ہے کہ بعضکم لبعض عدو سے مراد آدم و حواء ابلیس و سانپ مراد ہے ابن مسعود فرماتے ہیں کہ سانپ پر لعنت پڑی اس کے پر ختم کر دیئے گئے اور وہ پیٹ کے بل پھٹنے لگا اور اس کی روزی زمین میں کر دی گئی۔

فصل

آدم علیہ السلام جس جنت میں داخل کئے گئے تھے وہ کہا تھی

مفسرین کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ جنت جس میں آدم علیہ السلام داخل کئے گئے تھے وہ کہاں تھی کیا زمین میں تھی یا آسمان میں برتوجیہ ثانی وہ جنت النخلہ تھی یا اور کئی دوسری جنت تھی۔ جمہور کی رائے یہ ہے کہ وہ جنت وہی تھی جو آسمان میں ہے جس کو جنت المادوی کہا جاتا ہے قرآنی آیات و احادیث کے ظاہر سے یہی مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ آیت کو تمہ "وقلنا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة" اس آیت کو تمہ میں حنہ کا الف لام نہ معلوم کسے لئے ہے اور نہ معہو الغفلی کے لیے بلکہ معہو ذہنی کے لیے ہے جو شرعی اعتبار سے ثابت و مستقر ہے یعنی جنت المادوی اور جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا قول جو انہوں نے آدم علیہ السلام سے کہا تھا جبکہ آدم و موسیٰ کا مناظرہ ہوا تھا جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے "آخر جنتنا وفسک من الجنة" اس میں بھی جنت مفر بلام ہے اور اس سے مراد جنت المادوی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا تعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائیں گے پس جب جنت قریب کی جائے گی تو مومنین انھیں گے اور آدم علیہ السلام کے پاس اگر کہیں گے کہ اے ہمارے ابا

جنت کا دروازہ کھلوا دیجیے آدم علیہ السلام جواب دیں گے ”وصل اخر حکم من الجنة الا خطيئة وکلم“
یعنی تمہارے باقی خطا ہی کی وجہ سے تم جنت سے نکل لے گئے ہو۔ اس حدیث شریف میں بھی
جنت معروف بالام ہے اور جنت المادوی ہی مراد ہے۔ مسلم شریف میں اس قسم کی ایک اور
روایت ہے اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ جنت مراد جنت المادوی ہی ہے۔

پھر علماء کی رائے ہے کہ جس جنت میں آدم علیہ السلام ٹھہرائے گئے تھے وہ جنت
جنت المادوی نہیں تھی چونکہ آدم علیہ السلام کو جنت میں مکلف بھی بنایا گیا تھا مثلاً ایک
مخصوص درخت کے استعمال سے روک دیا گیا تھا اور آپ کو نیک بھی طاری ہوئی تھی اور پھر
آپ کو نکالا گیا اور ابلیس بھی آپ کے پاس داخل ہوا اور یہ سب چیزیں جنت المادوی کی
شان کے خلاف ہیں چونکہ جنت کی شان یہ ہے۔ از مترجم بہشت آنجا کہ آزار سے نباشد
کے ربا کے سے نباشد۔ یہ قول ابی ابن کعب عبد اللہ ابن عباس وحب ابن منہ سفیان
ابن عیینہ سے منقول ہے اور علامہ ابن قتیبہ نے معارف میں اسی کو اختیار کیا ہے اور قاضی
منذر ابن سعید بلوطی نے بھی اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار کیا ہے اور امام ابو حنیفہ اور آپ کے
اصحاب سے اس کو نقل کیا ہے اور علامہ رازی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے ابوالقاسم
اور ابوسلم اصفہانی سے اس کو نقل فرمایا ہے امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں اسی قول کو
قدریہ اور معتزلہ سے نقل فرمایا ہے اور علامہ ابن حزم الملل والنحل میں اس مسئلہ کو مختلف
فہم قرار دیا ہے۔ ابو محمد ابن عطیہ اور ابوعسی الرمانی ان حضرات نے بھی اپنی تفسیروں میں
اس کو مختلف فہم قرار دیا ہے جمہور کی رائے وہی نقل کی ہے جو ابھی گذر چکی ہے یعنی
جنت المادوی ہی میں آدم علیہ السلام مقیم ہوئے تھے امام رابع اور قاضی مادری فرماتے
ہیں کہ علماء کے اس میں دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ جنت المادوی تھی دوسرا قول یہ
ہے کہ وہ جنت خاص کر آدم وحواء کے ابتلاء کے واسطے بنائی گئی تھی جنت المادوی نہیں
تھی کیونکہ وہ تو دارالجزا ہے نہ کہ دارالبلا و جن لوگوں نے اس کو اختیار کیا ہے کہ وہ جنت

ابتلا کے واسطے بنائی گئی تھی ان کا اس میں اختلاف ہے کہ اس کا جائے وقوع کہاں تھا۔ کچھ حضرات کی رائے یہ ہے کہ آسمان میں تھی جس سے آدم و حوا کو زمین پر اتار دیا گیا حضرت حسن کی بھی یہی رائے ہے اور کچھ حضرات کی رائے ہے کہ وہ زمین پر ہی تھی اور ہمیں پر آدم و حوا کی آزمائش ہوئی تھی ابن کثیرؒ کا بھی یہی قول ہے۔ اور یہ واقعہ اس وقت کے بعد کہ جبکہ ابلیس کو آدم کے لیے سجدہ کا حکم دیا گیا تھا ہے اس کے اندر یہ تین اقوال ہو گئے اور ان کی اپنی رائے اس بارے میں توقف کی یہی وجہ ہے کہ امام رازی نے اپنی تفسیر میں چار قول نقل کئے ہیں اور چوتھا قول توقف شمار کر لیا ہے اور ابو علی جبائی سے نقل کیا ہے کہ وہ جنت آسمانوں میں ہی تھی لیکن جنت الماویٰ سے دوسری تھی۔ جن لوگوں نے قول ثانی کو اختیار کیا ہے انہوں نے ایک اشکال کیا ہے کہ جس وقت ابلیس سجدہ کرنے سے باز رہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار سے نکال دیا اور زمین پر اتار جانے کا حکم دے دیا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم شرعی احکام میں سے نہ تھا کہ جس کی مخالفت کا امکان نہ ہو بلکہ یہ ایک تقدیری امر تھا جس کی مخالفت خارج از امکان تھی اور اس میں کوئی استحالہ بھی نہیں ہے اور اخراج منہا کی ضمیر کا مرجع یا تو جنت ہے یا آسمان ہے اور یا ابلیس کا مقام ہے بہر حال جو بھی ہو ابلیس کسی ایسی جگہ میں نہ تھا جہاں سے اس کو الگ ہونے کا حکم دیا گیا ہو کہ اس کو حسی طور پر مشاہدہ کیا جاسکے بلکہ یہ سب کچھ ایک تقدیری معاملہ تھا اور بطریق تمثیل اس کو اس طرح تعبیر کیا گیا ہے نیز ان کا کہنا ہے کہ قرآن کریم کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے قلب میں دوسرہ ڈال دیا تھا اور آدم علیہ السلام سے خطاب کیا تھا ”هل ادبک علی شجرة الخلد و ملک لایسل“ یعنی میں تیری شجرۃ خلد کی طرف رہنمائی کروں تاکہ تجھ کو دوام حاصل ہو جائے اور شیطان نے یہ بھی کہا تھا۔ ”ما نھا کما رکبما عن هذه الشجرة الا ان یکتونا فلیکن او یموتنا من الخالدین“۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم و ابلیس دونوں

ایک ہی جنت میں جمع ہو گئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ شیطان کا وہاں کوئی گھر ہو اور جس کو اجتماع سے تعبیر کر دیا گیا ہو یا آدم و ابلیس کی گفتگو اس حال میں ہوئی ہو کہ آدم جنت کے اندر ہوں اور ابلیس جنت کے دروازہ پر ہو۔ اس تمام تحقیق سے معلوم ہو رہا ہے کہ آدم علیہ السلام کی جنت زمین میں ہی تھی اور قول ثالث میں نظر ہے ان حضرات کا استدلال ابی ابن کعب کی حدیث ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ میرے واسطے جنت کے انگوروں کا ایک خوشہ لاؤ آپ کے بیٹے اس کی تلاش میں نکلیں پھر سے پس ان کی ملائکہ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی ملائکہ علیہم السلام نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے والد نے جنت کے انگوروں کے خوشہ کی خواہش ظاہر کی ہے اس کی تلاش میں جا رہے ہیں ملائکہ نے ان سے کہا کہ واپس چلے جاؤ تمہاری کفایت کی جا چکی پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس واپس آئے تو ان کی روح مبارک پر دروازہ کھلی تھی پس انہوں نے آدم علیہ السلام کو غسل دیا اور خوشبو لگائی اور کفن دیا اور جبریل علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی تمام ملائکہ اور آدم کے بیٹوں نے جبریل علیہ السلام کی اقتداء کی اور آدم علیہ السلام کو دفن کر دیا پھر فرشتوں نے کہا کہ مردوں کو دفن کرنے کا طریقہ یہ ہے اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کی جنت تک پہنچنا ممکن نہ ہوتا تو آدم علیہ السلام ہرگز جنت کے خوشہ کی تمنا نہ کرتے اور نہ ہی وہ تلاش کرنے کے لیے نکلتے پس اس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کی جنت زمین میں ہی تھی۔ واللہ اعلم۔

ان مفتدین نے یہ بھی کہا ہے کہ "اسکن انت وزوجک الجنة" میں الف لام کو معوذ ذہبی کا قرار دینا یہ تسلیم ہے مگر سیاق قرآن کریم اس پر دلالت نہیں کرتا اس لئے کہ آدم علیہ السلام زمین سے پیدا ہوتا تو منقول ہے مگر ان کا آسمان پر اٹھایا

جانا کہیں منقول نہیں ہے پھر دوسری بات یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو زمین میں رکھنے کے لئے پیدا کیا گیا تھا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے ”اللی جاعل فی الارض خلیفۃ الخ اور اسکن انت وزوجک الجنة“ کو اس طرح سمجھو جیسا کہ قرآن کریم کی آیت ”انما یؤتاہم ما یؤتونا“ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ پس جس طرح یہاں پر کوئی معبود لفظی نہیں ہے بلکہ معبود ذہنی ہے جس پر سیاق کلام دلالت کر رہا ہے اسی طرح ”اسکن انت وزوجک الجنة“ کے الفاظ کو مان لیا جائے نیز یہ بھی ہے کہ بہوٹ کے لئے نزول من السماء ضروری نہیں ہے اور نہ ہی بہوٹ نزول من السماء پر دلالت کرتا ہے دیکھیے قرآن کریم ”ینوح اصبط بسلام منالہ نوح علیہ السلام کو بہوٹ کا حکم دیا جا رہا ہے حالانکہ وہ آسمان پر نہیں تھے بلکہ کشتی میں سوار تھے جو جودی پر آکر ٹھہر گئی تھی اور پانی ختم ہو چکا تھا اس وقت آپ کو حکم ملا تھا کہ زمین کی طرف اتر آؤ دوسری آیت ہے ”وان منھا لما یصبط من خشية اللہ“ احادیث و لغت میں بھی اسی طرح کے استعمالات و افرقہ اد میں موجود ہیں لہذا صبوط سے بھی جنت کے آسمانوں پر ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں۔

ان حضرات کا کہنا ہے کہ واقعہ وہ زمین پر ہی تھا البتہ زمین کے تمام خطوں سے اس کا خطہ بلند و بالا تھا اس میں درخت بھی تھے سایہ بھی تھا پھل فروٹ بھی تھے سبزی و شادابی بھی تھی خوشی و غمی بھی تھی غرضیکہ ہر قسم کی راحت کا سامان کثیر در کثیر تھا جیسا کہ قرآن کریم میں ”انھہ کث الا تجوع فیھ ولا تعری و انک لا تظموا“ فیھ ولا تضعی الخ میں جب آدم علیہ السلام سے اکل شجر کا صدمہ و روتاؤ آپ کو مشقت والی زمین میں اتار دیا گیا اور ہر قسم کے مصائب و آلام میں آپ کو مبتلا کر دیا گیا نیز سکانِ ارض کے اخلاق و عادات متفاوت بنا دیئے گئے اور خیال و ارادے سب کے سب متغیر کر دیئے گئے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے ”و لکم فی الارض مستقر و متاع الی عین“ یعنی دنیا تمہاری جلتے پناہ ہے اور چند دنوں تمہیں وہاں رہنا ہے اس سے کوئی یہ نہ

گمان کرے کہ آدم علیہ السلام آسمان میں تھے چونکہ یہ ایسا ہی ہے۔ "وَقُلْنَا مَنْ بَعْدَهُ بَنِي إِسْرَءِیْلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جَعَلْنَاكُمْ لُفِيفًا" اس آیت میں بنی اسرائیل کو زمین میں رہنے کا حکم مذکور ہے حالانکہ وہ پہلے ہی سے زمین میں تھے پس جس طرح اس آیت میں مطلق قرار فی الارض مراد ہے اس طرح ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین میں مطلق قرار فی الارض مراد ہے مضبوط من السماء مراد نہیں۔

فصل شجرہ ممنوعہ کا بیان

آدم و حواء کو جس درخت کے تناول سے منع کیا گیا تھا اس کے بارے میں علماء مفسرین کا اختلاف ہے کچھ صحابہ و تابعین کی رائے یہ ہے کہ وہ انگور کا پھل تھا جیسا کہ ابن عباس و سعید ابن جبیر وغیرہ کا یہی خیال ہے یہود کا کہنا یہ ہے کہ وہ گیہوں کا درخت تھا۔ حضرت ابن عباس و حسن بصری وغیرہ سے بھی ایک روایت ہو، پہرا آیا ہے حضرت دہب فرماتے ہیں کہ جنت سے اس گیہوں کا ایک دانہ بیل کی ٹاٹ کے برابر موٹا تھا اور اس کی روٹی گھی سے رقیق اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی۔ سفیان اثوری فرماتے ہیں کہ وہ کھجور کا درخت تھا۔ ابن جریر و مجاہد سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ انجیر کا درخت تھا۔ حضرت قتادہ و ابن جریر کی بھی اپنی رائے یہی ہے۔ ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ اس درخت کے کھانے ہی حدت لاحق ہو جاتا تھا اور حدت جنت کے مناسب نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کو سوار سو سال تک بھی طے نہیں کر سکتا اور وہ شجر خلد ہے۔ بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے معلوم کیا کہ کیا وہ شجر خلد ہی ہے شعبہ نے جواب دیا کہ اس میں کوئی شک نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی تعیین کو مبہم فرمایا اس میں کوئی مصلحت ہوتی تو اللہ تعالیٰ

مذہب پر بیان فرماتے۔

فصل

علم آدم الاسماء کھلا کی مختصر تفسیر

اگرچہ یہ بحث ہماری کتاب کے موضوع کے مناسب نہیں مگر طرد اللباب اس کو مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ”وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا“ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھلا دیئے تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس سے درمی اسماء مراد ہیں جن کو انسان آپس میں جانتے پہچانتے ہیں مثلاً انسان، جانور، زمین، پہاڑ، دریا، لکڑی، گھوڑے وغیرہ ہر قسم کی مخلوق کے اسماء ملو ہیں۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ہر چیز کے نام سکھلا دیئے گئے یہاں تک کہ پیالہ ہانڈی وغیرہ کے اسماء بھی سکھلا دیئے گئے تھے۔ سعید ابن جبیر و حضرت قتادہ وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے۔ حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ تمام فرشتوں کے نام سکھلائے گئے تھے۔ عبد الرحمن ابن زید فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی ذریت کے نام سکھلائے گئے تھے۔ اور صحیح یہ ہے کہ تمام چھوٹے بڑے جانوروں کے نام اور ان کے افعال کے نام سکھلا دیئے گئے تھے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ امام بخاری نے اس سلسلے میں ایک روایت ذکر کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن مسلمان جمع ہو کر کہیں گے اللہ تعالیٰ سے قبول شفاعت کی درخواست کرنی چاہیئے پس وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا ہے اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا ہے اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھلائے گئے اس حدیث شریف میں آدم علیہ السلام کی چار فضیلتوں کا ذکر

ہے جن میں سے ایک ہرگز کے اسماء کا سکھایا جانا بھی ہے۔ اس طرح آدم دلوئی میں جب منظر ہوا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ کے ان چار فضائل کا تذکرہ کیا تھا اور محض والے بھی ان کا ذکر کریں گے

۲۵ او او باب

شیطان کا آدم و حواء سے تعرض کرنا

امام احمد ابن حنبل نے حضرت سرور کی روایت نقل فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حواء علیہا السلام کے بچے پیدا ہونے شروع ہوئے تو آپ کے بچے حیات نہ رہتے تھے پس ابلیس نے حضرت حواء کے پاس آنا شروع کر دیا اور ان سے یوں کہا کہ اب کی بار اپنے بچے کا نام عبدالحارث رکھنا وہ حیات رہے گا پس جب ان کے بچہ ہوا تو انہوں نے اس کا نام عبدالحارث ہی رکھ دیا یہ ابلیس ہی کے دوسرے تھے امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو نقل فرمایا ہے اور حمی غریب کا درجہ اس کو دیا ہے اور کچھ محدثین نے اس کو موقوف قرار دیا ہے جس سے اس کی صحت مخدوش ہو جاتی ہے بظاہر یہ روایت اسرائیلیات سے معلوم ہوتی ہے کعب احبار اور اس کے اصحاب نے اس کو بیان کیا ہے۔ نیز حضرت حسن سے آیت کو ترجمہ ”یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم“ کی تفسیر اس کے خلاف ذکر فرمائی ہے اگر ان کے پاس کوئی مرفوع حدیث ہوتی تو وہ ہرگز اس سے عدول فرما کر دوسری تفسیر نہ فرماتے نیز عقلاً بھی یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم و حواء کو افزائش نسل انسانی کے لئے پیدا فرمایا تھا تو پھر ان کے بچے کیوں مرجھاتے تھے۔ جبکہ اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے پس اس حدیث شریف کو مرفوع قرار دینا غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے۔ قرآن کریم

میں ارشاد خداوندی "هو الذي خلقكم من نفس واحدة" الی قولہ تعالیٰ اللہ عزّٰی شَرَّکُونِ اِس آیت کرمہ میں آدم علیہ السلام کے ذکر کی طرف اذعان کو مائل کرنا مقصود ہے پھر طرد اللہاب جنس انسانی کا بھی ذکر کر دیا گیا یہ مراد نہیں کہ نفوذ باللہ بذات خود آدم و حوا نے ہی کیا ہو اس طرح کا انداز بیان قرآن کریم میں بہت ہی جگہ موجود ہے یعنی اولاً کسی فرد کو بیان کیا ہو پھر اس کی جنس کو بھی بیان کر دیا گیا ہو۔ ملاحظہ ہو قرآن کریم کی آیت "ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکیں" اِس آیت میں اولاً انسان اول یعنی آدم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا اور پھر تمام نسل انسانی کا تذکرہ کر دیا گیا ایک آیت میں ہے "ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناھا رجوماً للشیاطین واعدنا لھم عذاب السعیر" اِس آیت میں اولاً ان کو اکب کا ذکر کیا گیا جن سے آسمان دنیا کو مزین کیا گیا ہے اور پھر طرد اللہاب رجوم شیاطین کا بھی تذکرہ کر دیا گیا حالانکہ رجوم شیاطین اور ہیں اور مصابیح السماء اور ہیں مگر طرد اللہاب دونوں کو ذکر کر دیا گیا۔ بالکل بھی تو جیسہ اِس آیت کی سہجے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے آدم کو پیدا کیا پھر ان کی تسکین کے لئے ان کی زوجہ حوا کو پیدا کیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو ولد صالح عطا کیا تو انہوں نے شرک شروع کر دیا اِس آیت میں شرک کرنے والوں سے آدم و حوا ہرگز مراد نہیں ہیں بلکہ اولاد آدم کے مشرکین مراد ہیں جن کو طرد اللہاب ذکر کیا گیا ہے۔

۲۶ اوّل باب

شیطان کا نوح علیہ السلام سے کشتی میں تعرض کرنا

سالم ابن عبد اللہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہو گئے تو آپ نے کشتی میں ایک نامعلوم بوڑھا دیکھا آپ نے اِس

سے کہا کہ تجھ کو کس نے آنے کی اجازت دی اس نے کہا میں اس لئے داخل ہوا ہوں تاکہ تیرے ساتھیوں کے قلوب کا شکار کروں پس ان کے قلوب میرے تابع ہوں گے اور اجسام تیرے تابع ہوں گے آپ نے یہ سن کر حکم دیا کہ نکل خدا کے دشمن یہاں سے اس نے کہا کہ پانچ چیزوں کے ذریعے میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں تین چیزیں ان میں سے آپ کو بتلا دوں گا اور دو نہیں بتلاؤں گا فوج علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ اس سے یوں کہو کہ وہ دو ہی بتلا تین کو رہنے دے چونکہ وہ ان دو ہی سے لوگوں کو ہلاک کرتا ہے شیطان نے کہا کہ وہ دو چیزیں ان میں ایک حرم ہے۔ حرم ہی کی وجہ سے میں لعین و مردود ہوا ہوں اور دوسری چیز حرم ہے۔ جب آدم علیہ السلام کے لئے جنت میں رہنے کی عام اجازت مل گئی تو میں نے ان کو حرم میں مبتلا کر کے اپنی دشمنی پوری کی حرم سے مراد شیطان کا وہ دوسرا حصہ جس میں اس نے کہا تھا کہ تم اس درخت کو کھاؤ اس سے تم کو ہمیشگی نصیب ہو جائے گی۔ پس آدم علیہ السلام نے ہمیشگی کی حرم میں اس کو کھالیا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ ابلیس موسیٰ علیہ السلام سے بلا اور یوں کہا کہ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت سے نوازا اور آپ سے کلام فرمایا میں بھی اللہ کی مخلوق ہوں میں نے ایک گناہ کیا تھا اب میں چاہتا ہوں کہ تائب ہو جاؤں پس آپ میری خدا تعالیٰ کے یہاں سفارش کرویں تاکہ وہ میری توبہ قبول فرمائے موسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اے موسیٰ اس سے کہہ دو اگر وہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے گا تو ہم اس کی توبہ قبول کر لیں گے موسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے کہا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے تو آدم کی قبر کو سجدہ کرے تیری مغفرت ہو جائے گی ابلیس نے سخت ہو کر منکرانہ انداز میں کہا کہ میں نے آدم کو زندگی میں سجدہ نہیں کیا تھا اب مرنے کے بعد کیسے کر سکتا ہوں پھر ابلیس نے کہا اے موسیٰ چونکہ آپ نے میری سفارش کی ہے

اس لئے آپ کا میرے اوپر ایک حق واجب ہو گیا پس میں بھی آپ کو بطور احسان ایک بات بتاتا ہوں۔ تین وقتوں میں مجھے یاد کر لیا کرو کیونکہ ان تینوں وقتوں ہی میں میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں۔

۱۔ غصہ کے وقت جب آدمی غصہ میں ہوتا ہے تو میں ہی اس کے دل میں دوسرے ڈالتا ہوں اور میں اس وقت پورا انسان کے اندر سما جاتا ہوں اور خون کی طرح اس کے پورے جسم میں سرایت کرتا ہوں۔

۲۔ جہاد کے وقت جب آدمی جہاد شروع کرتا ہے میں اگر اس کو بیوی بچے یا دروہ دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ ان کی یاد میں جہاد سے بھاگ جاتا ہے۔

۳۔ آپ اجنبی عورت کے پاس بیٹھنے سے ہمیشہ بچتے رہیں چونکہ ایسے وقت میں میں اجنبی مرد و عورت کے درمیان قاصد بن جاتا ہوں اور ان کو مبتلا کر دیتا ہوں ابوالعالیہ فرماتے ہیں کہ جب نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھیر گئی تو آپ نے اس بچے والے جھٹے میں ابلیس کو دیکھا آپ نے دیکھ کر فرمایا تیرا ناس ہو تیری وجہ سے زمین والے غرق ہو کر تباہ ہو گئے ابلیس نے کہا پھر میں کیا کروں آپ نے فرمایا توبہ کر لے ابلیس نے کہا کہ آپ رب سے معلوم کر لو کیا میرے لئے اب بھی توبہ کی گنجائش ہے نوح علیہ السلام نے دعا کی خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ ابلیس کی توبہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے ہم معاف کر دیں گے آپ نے ابلیس کو یہ پیغام خداوندی سنا دیا ابلیس نے سہی کر کہا کہ میں آدم کو زندگی میں توبہ نہ کر سکا مرنے کے بعد کیسے کر سکتا ہوں۔ حضرت ایٹ سے مروی ہے کہ ابلیس نے نوح علیہ السلام سے کہا اے نوح حمد سے بچتے رہنا کیونکہ میں نے حمد کیا تھا پس مجھے جنت سے نکلنا پڑا اور طمع سے بھی بچتے رہنا کیونکہ آدم نے ثجوہ منوعہ کھا کر غلہ کی طمع کی تھی ان کو بھی جنت سے نکلنا پڑا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جانوروں میں سے سب سے پہلے کشتی نوح میں درجہ ایک جانور کا نام

ہے) داخل ہوا تھا اور سب سے بعد میں گدھا داخل ہوا تھا پس ابلیس بھی گدھے کی دم سے چمٹ کر داخل ہو گیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۲۷۰ وال باب

شیطان کا ابراہیم علیہ السلام سے تعرض کرنا جبکہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے

امام زہریؒ آیت کریمہ ”انی ارا فی المنام انی اذبحک“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ اور کعب دونوں بیٹھے ہوئے تھے ابوہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنارہے تھے تو کعبؓ اسرائیلی کتابوں کی روایات سنارہے تھے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کو ایک دعاء مستجاب کا اختیار دیا گیا ہے اور میں نے اپنی دعاء مستجاب بچا رکھی ہے کہ قیامت کے روز اپنی امت کی شفاعت کے لئے کروں گا کعب نے یہ سن کر کہا کہ کیا آپ نے بذات خود یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ابوہریرہؓ نے کہا کہ ہاں کعب نے کہا کہ میرے ماں باپ قربان ہوں ان پر کیا میں تجھ کو اس وقت کا قصہ نہ سناؤں جبکہ ابراہیم علیہ السلام اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کا ارادہ فرما رہے تھے۔ کعب نے کہا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بچہ کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو شیطان نے کہا کہ اگر آج میں ان کو مبتلا نہ کر سکا تو پھر کبھی بھی یہ میرے قبضہ میں نہ آسکیں گے پس جب ابراہیم اپنے بچے کو لیکر چلتے تاکہ اس کو ذبح کر کے حکم خداوندی بجالائیں تو شیطان حضرت سارہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ ابراہیم تیرے بچے کو کہاں لے جا رہے ہیں حضرت سارہ نے کہا کہ کسی کام کے لئے لے جا رہے ہیں شیطان نے کہا وہ کسی کام کے لئے نہیں لے گئے بلکہ ذبح کرنے کے لئے لے گئے ہیں حضرت سارہ نے پوچھا وہ اس کو کیوں ذبح کر رہے ہیں ابلیس نے کہا

کہ ابراہیم یہ کہتا ہے کہ اس کے رب نے اس کے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت سارہ نے جواب دیا اگر وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے ایسا کرنا چاہتے ہیں تو ان کا یہ اقدام قابل تحسین ہے پس شیطان یہ سن کر مایوس ہو کر واپس آیا اور حضرت اسماعیل سے کہا کہ تیرا باپ تجھے کہاں لے جاتا ہے انہوں نے کہا کہ کسی کام کے لئے لے جا رہے ہیں ابلیس نے کہا کہ کسی کام کے لئے نہیں لے جا رہے ہیں بلکہ تجھے ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا مجھے کیوں ذبح کر رہے ہیں ابلیس نے کہا وہ یوں کہتے ہیں کہ ان کے رب نے ان کو ایسا ہی حکم دیا ہے اسماعیل علیہ السلام نے سن کر کہا کہ اگر خدا کا حکم ایسے ہی ہے تو مجھے اس سے اعتراض نہیں میں راضی ہوں اور وہ ضرور اس حکم کو بجالائیں گے ابلیس یہاں سے بھی مایوس ہو کر لوٹا اور پھر ابراہیم کے پاس آیا اور ان سے پوچھا کہ اپنے بچے کو کہاں لے جا رہے ہو انہوں نے کہا کہ ایک کام کے لئے لے جا رہا ہوں ابلیس نے کہا کہ کام کے لئے نہیں لے جا رہے بلکہ ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہو ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ ذبح کیوں کر رہا ہوں پس ابلیس نے کہا کہ تیرا گمان یہ ہے کہ خدا کا حکم ایسے ہی ملتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جبکہ یہ خدا کا حکم ہے تو میں ضرور کروں گا ہرگز باز نہیں آؤں گا ابلیس یہاں سے بھی مایوس ہو کر واپس چلا آیا اس کے بعد وہ سارا واقعہ پیش کیا جس کو قرآن کریم نے ”فلما اسما وتکلم لبخبین“ سے شروع کیا ہے۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ جب وہ سارا واقعہ گزر چکا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے اسماعیل دعا مانگ تیری دعا قبول کروں گا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میری دعا یہ ہے کہ اولین و آخرین جو بھی آدمی تجھ سے اس حال میں ملے کہ اس نے شرک نہ کیا ہو آپ اس کو جنت میں داخل فرمادیں۔

فصل

علماء و مفسرین صحابہ و تابعین کا اس میں شدید اختلاف ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسحاق علیہ السلام تھے یا حضرت اسماعیل علیہ السلام کچھ حضرات صحابہ و تابعین نے ذبیح اللہ حضرت اسحاق کو قرار دیا ہے جیسا کہ خود اس کتاب میں بھی مذکور ہے اور بعض نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ قرار دیا ہے ہر ایک کے پاس مضبوط دلائل ہیں مصنف رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس مسئلہ کو بسط کے ساتھ اپنی کتاب قلاۃ النور فی تفسیر سورۃ الکہن میں تحریر کر دیا ہے تفصیل و ماں ملاحظہ کر لی جاوے

نوٹ (از مترجم) مصنف رحمہ اللہ کی یہ کتاب ابھی تک نایاب ہے وغیر مطبوعہ اگر کوئی صاحب مطلع ہوں تو براہ کرم احقر کو بھی مطلع کر دیں نوازش ہوگی (محمد میرٹھی)

۲۸ اواں باب

شیطان کا موسیٰ علیہ السلام سے تعرض کرنا

زیاد ابن الفم سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مجلس میں تشریف فرما تھے ابلیس ایک رنگین ٹوپی پہنے ہوئے آیا اور موسیٰ علیہ السلام کو سلام کیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو ہا کہ ہو تو کون ہے اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں آپ نے کہا کہ کیوں آیا ہے اس نے کہا کیونکہ آپ بلند مرتبہ ہیں اس لئے آپ کو سلام کرنے کی عرض سے حاضر ہوا ہوں آپ نے پوچھا کہ یہ ٹوپی میں کیا ہے ابلیس نے کہا کہ اس سے اولاد آدم کے دلوں کو اچکتا ہوں موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ انسان کے تیرے پھندے میں آجانے کی علامت کیا ہے اس نے کہا جب وہ تکبر کرنے لگے اور خود پسندی میں مبتلا ہو جائے اور اپنے گناہوں کا خیال اس کے دل سے نکل جائے اس وقت وہ میرے پورے قبضہ میں ہوتا ہے اور اے

موسیٰ میں آپ کو تین چیزوں سے بچنے کی ہدایت کرتا ہوں۔

- ۱۔ اجنبی عورت سے خلوت نہ کرنا۔ چونکہ جب آدمی اجنبی عورت سے خلوت کرتا ہے تو میں اس کا ساتھی بن کر اس کو اس عورت کے ساتھ مبتلا کر دیتا ہوں۔
- ۲۔ عہدِ خداوندی کو پورا کرتے رہنا۔ کیونکہ جب آدمی خدا سے عہد کرتا ہے تو میں عہد شکنی میں مبتلا کرنے کی پوری کوشش کرتا ہوں اور کامیاب ہو جاتا ہوں۔
- ۳۔ جب آپ صدقہ کرنا چاہیں تو اس کو کر گزریں ورنہ میں درمیان میں پڑ کر اس کو ایفاء سے روک دیتا ہوں۔

اس کے بعد شیطان یہ کہتے ہوئے واپس ہوا ہائے افسوس موسیٰ علیہ السلام ان تین باتوں پر مطلع ہوئے اب وہ لوگوں کو ان سے بچنے کی ترغیب دیں گے۔

فضیل ابن عیاض اپنے کسی استاد سے نقل فرماتے ہیں کہ ابلیس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا جبکہ وہ اپنے رجب مناجاة فرما رہے تھے ایک فرشتہ نے ابلیس سے پوچھا تیرا نام ہو تو اس سے کیا چاہتا ہے اس حال میں کہ جب وہ مناجات میں مشغول ہیں ابلیس نے کہا کہ وہی چاہتا ہوں جو ان کے جدِ امجد آدم علیہ السلام سے چاہا تھا جبکہ وہ جنت میں تھے مراد اس سے گمراہ کرنا ہے ابلیس نے کئی انبیاء علیہم السلام سے تعرض کیا ہے جیسا کہ نوح علیہ السلام کا قصہ ابھی گزرا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ اس باب میں مذکور ہے۔

۱۲۹واں باب

ذوالکفل علیہ السلام سے ابلیس کا تعرض کرنا۔

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ ایک نبی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص مجھے صحت دے اس بات کی کہ وہ عفت نہ ہوگا تو وہ جنت میں میرے ساتھ میرے درجہ میں رہے گا۔

اور وہی میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا ایک نوجوان نے کہا میں ضمانت دیتا ہوں اس نبی نے یمن بار
اس سے ہم کو لیا پس جب اس نبی کا انتقال ہو گیا تو وہی نوجوان اس کا خلیفہ مقرر ہوا پس
شیطان آیا تاکہ اس کو کسی بات پر ناراض کر دے پس شیطان نے پہلے ایک شخص کو بھیجا
اس شخص نے آکر جواب دیا کہ میں نے ان کو ناراض نہیں پایا پھر دوسرے شخص کو بھیجا اس
نے بھی یہی کہا پھر شیطان نے خود جا کر ان کا ہاتھ پکڑ لیا انہوں نے اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور اس
کو کچھ نہ کہا پس اس وقت سے اس نوجوان کا خام ذوالکفل بڑ گیا چونکہ انہوں نے عدم ناراضی
کے عہد کا ایفاء کر دیا۔

۳۰ اوں باب

شیطان کا ایوب علیہ السلام سے تعرض کرنا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا اے رب
مجھ کو ایوب علیہ السلام پر مسلط کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھ کو ایوب کے مال و اولاد
پر مسلط کر دیا مگر اس کے جسم پر تصرف کا حق نہ ہوگا پس شیطان نے اپنا لشکر جمع کیا اور ان سے
کہا کہ مجھ کو ایوب پر مسلط کر دیا گیا ہے اب مجھ کو تم سے کام لینا ہے لہذا تم سب اپنی اپنی طاقت
کا مظاہرہ کرو اتنا سننے ہی وہ سب لشکر مثل آگ ہو گیا اور پھر اچانک مثل آب ہو گیا اور
ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق تک پہنچ گیا پس جب ابلیس نے
ان کی طاقت و قوت دیکھ لی تو ان میں سے ایک ٹکڑی کو ایوب علیہ السلام کی کھیتی کی طرف
ردانہ کیا اور ایک کو ان کے اونٹوں کی طرف اور ایک کو ان کی بکریوں کی طرف اور ایک کو ان
کی گائے بیل کی طرف اور ان سے یہ کہہ دیا کہ ایک ایک کو تباہ کر دو بالکل کچھ نہ بچ پائے
پس انہوں نے حکم ابلیس سب کو تباہ کر دیا پس کھیتی کے نگران نے ایوب علیہ السلام کو خبر
دی کہ اے ایوب اللہ تعالیٰ نے ایک آگ سے آپ کی کھیتی کو تباہ کر دیا پھر اونٹوں کے

رکھوالے نے یہی خبر دی پھر گائے کے چرواہے نے اسی طرح خبر دی پھر بکریاں چرانے والے نے یہی خبر جاناں کاہ سنائی جب ابلیس کا لشکر ایوب علیہ السلام کے تمام جانوروں اور کھیتی کو تباہ کر چکا تو اب ابلیس ایوب علیہ السلام کے بیٹوں کو تباہ کرنے کے لئے چلے آیا وہ سب کے سب ایک مکان میں جمع ہو کر کھانے پینے میں مشغول تھے کہ اچانک ایک ہوا چلی جس کی شدت سے مکان کے تمام ستون گر کر زمین پر جا پڑے اور وہ سب کے سب وہیں فنا ہو گئے ابلیس دوبارے کان میں بہن کو ایک غلام کی شکل میں ایوب علیہ السلام کے پاس آیا اور تمام سرگزشت سنائی ایوب علیہ السلام نے معلوم کیا تو اس وقت کہاں تھا اس نے جواب دیا وہیں تھا مگر میں کسی طرح نکل بھاگا ایوب علیہ السلام نے کہا تو جھوٹا ہے بلکہ تو تو شیطان ہے تو نے ہی یہ سب حرکت کی ہے مگر ہم کو الحمد للہ کوئی پرواہ نہیں ماں کے پیٹ سے تنہا آئے تھے تنہا ہی رہ گئے ایوب علیہ السلام نے اپنا سر منڈا کر نماز کی نیت باز دھلی ابلیس نے یہ حالت دیکھ کر ایک بہت ہی تیز چیخ ماری اور پھر اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ ایوب اب بھی بعید نہ ثابت قدم ہے اب کی بار مجھے اس کے جسم پر تسلط دیدے اللہ تعالیٰ نے کہا جاوے دیا مگر اس کے قلب پر تسلط نہیں ہے پس شیطان نے ایک پھونک ماری جس سے ان کا تمام بدن پھوڑے پھنسیوں سے بھر گیا اور آپ ہر وقت راکھ پر پڑے رہنے لگے آپ کی بیوی نے کہا اے ایوب ہم بہت پریشان ہو گئے ہیں۔ منوروی کر کے تیرے لئے ایک ایک روٹی لاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ آپ کو شفاء ہو جاوے ایوب علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہم ستر سال تک خوشحالی میں رہے پس ستر سال تک پریشانی میں رہتے رہیں اس کے بعد دعا کروں گا پھر آپ سات سال بعد پہلے کی طرح ہو گئے۔ ابو بکر ابن محمد نے طلحہ ابن مصیرف سے نقل کیا ہے کہ ابلیس نے کہا کہ ایوب علیہ السلام سے مجھے کوئی خوشی حاصل نہ ہو سکی کیونکہ وہ بہت بڑے صابر نکلے البتہ جب وہ شدت غم سے کراہتے تھے تو میں خوش ہوتا تھا کہ ان کو کم از کم درد تو ہوا۔ و سب ابن منبہ

اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ ابلیس نے ایوب علیہ السلام کی بیوی سے کہا کہ تم اس قدر معصیت کو ہو چکی اس عورت نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ایسا ہی لکھ رکھا تھا ابلیس نے کہا کہ تو میرے پیچھے پیچھا آ پس وہ چل پڑی ابلیس نے ان کو ایک جنگل میں لے جا کر وہ سب مال و اسباب دکھلائے جو ان کے ہلاک ہو چکے تھے اور اس عورت سے کہا کہ تو مجھ کو سجدہ کرے تمہارے سب مال و اسباب واپس کر دوں گا اس عورت نے کہا کہ میں اپنے شوہر سے معلوم کر لوں چنانچہ واپس آ کر ایوب علیہ السلام کو سارا قصہ سنایا آپ نے سن کر فرمایا کہ ہرگز نہیں یاد رکھو وہ شیطان ہے اگر تو نے اس کی بات مان لی تو تیرے سو کوڑے رسید کروں گا۔

۳۱ اوال باب

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے رو برو شیطان کا آنا۔

وصیب ابن ورد فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ روایت پہونچی ہے کہ ابلیس حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہو کر آیا اور ان سے کہا کہ میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں آپ نے سن کر کہا تو جھوٹا ہے مجھ کو بھلی بات کیے بنا سکتا ہے البتہ میں ہی تجھ سے پوچھتا ہوں کہ اولاد آدم تیرے حق میں کتنی قسم کی ہے اس نے کہا کہ ہم کو تین قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے پہلی قسم کے لوگ تو بہت سخت ہیں اور وہ، وہ لوگ ہیں کہ جن کو ہم بہکا کر مبتلائے معصیت کر دیتے ہیں مگر وہ پھر توبہ کر کے ہماری کمر توڑ دیتے ہیں ہم پھر دوبارہ مبتلا کرتے ہیں وہ پھر اسی طرح توبہ و استغفار سے ہماری کمر توڑ دیتے ہیں ایسے لوگوں سے نہ تو ہم یابوں ہی ہوتے ہیں اور نہ ہی ہمارا مقصد کا حقد پورا ہو پاتا ہے البتہ ہم کو سخت پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ دوسری قسم کے لوگ ہمارے ہاتھوں میں گیند کی طرح گھومتے رہتے ہیں ہم جس طرح چاہتے ہیں ان کو گھماتے ہیں ان کے ساتھ ہمیں کچھ بھی کرنا

نہیں پڑتا تیسری قسم کے لوگ معصومین ہیں ہمارے اندران کے پاس پھٹکنے کی بھی ہمت نہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ سب کچھ سن کر فرمایا اس کو چھوڑ مجھے یہ بتلا کہ کیا کہی تو نے مجھے بھی بہکایا ہے۔ ابلیس نے کہا ایک مرتبہ جبکہ آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا تو میں اس کو برابر لذیذ تصور کرتا رہا یہاں تک کہ آپ نے معمول سے زیادہ کھالیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ اس رات سوتے ہی دم ہے اور تہجد میں بیدار نہ ہو سکے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں کبھی آنکھ نہ شکم میر ہو کر نہیں کھاؤں گا ابلیس نے کہا میں بھی آئندہ کسی کو نصیحت نہ کروں گا۔

عبداللہ بن احمد ابن حنبل نے بھی اس روایت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ایک اور روایت ذکر کی ہے کہ ابلیس نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات کی آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ اور سب سے زیادہ مبغوض کون ہے ابلیس نے کہا کہ میرے نزدیک بخیل مومن سب سے زیادہ محبوب ہے اور سخاوت کرنے والا فاسق سب سے زیادہ مبغوض ہے حضرت یحییٰ نے معلوم کیا کہ یہ کیوں ابلیس نے جواب دیا بخیل مومن کے بخیل سے میرے کفایت کر دیتا ہے اور فاسق سخی سے میں اس لئے ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت پر مطلع ہو کر اس کے فسق سے درگزر نہ فرمادیں یہ کہہ کر ابلیس بھاگ گیا اور یوں کہتا ہوا بھاگا اگر آپ نبی نہ ہوتے تو میں ہرگز نہ بتلاتا۔

۳۲ اوائل باب

شیطان کا عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرنا۔

ابو محمد سفیان بن عیینہ کی روایت سے بیان فرماتے ہیں کہ ابلیس نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی ابلیس نے آپ سے کہا کہ آپ بڑے پروردگار ہیں کیونکہ آپ نے گہوارہ میں گفتگو کی آپ سے پہلے کسی نے بھی گہوارہ میں گفتگو نہیں کی تھی آپ نے فرمایا کہ پروردگار تو

وہ ذات بالکمال ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور پھر موت دیکر دوبارہ زندہ کرے گا ابلیس نے پھر دوبارہ یہی کہا کہ آپ بڑے پروردگار ہیں کیونکہ آپ مردوں کو بھی زندہ کر دیتے ہیں آپ نے پھر جواب دیا کہ رب وہ ہے جو مجھے بھی موت دے گا اور میرے زندہ کئے ہوئے کو بھی مار دیتا ہے ابلیس نے پھر کہا کہ آپ زمین و آسمان کے خدا ہیں یمن کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ابلیس کو اس قدر مارا کہ وہ مشرق کی حدود میں جا کر رکا پھر آپ نے مارا تو کے پاس جا کر رکا پھر آپ نے مارا تو ساتوں سمندر پار کر گیا ادویوں کہا کہ عیسیٰ کی وجہ سے مجھے جو ذلت ہوئی ہے وہ آج ملک کسی کی وجہ سے نہیں ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ ابلیس نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس پہاڑ کی چوٹی سے اپنے آپ کو گرائیے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تیرا اس ہو کہ کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے ابن آدم اپنی ہلاکت سے میرا امتحان مت کرنا۔ اس لئے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں ایک روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر نماز پڑھ رہے تھے ابلیس نے کہا اے عیسیٰ تو کہتا ہے کہ ہر چیز قضا و قدر کے تحت ہوتی ہے ذرا اپنے آپ کو نیچے گر کر دیکھ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے لعین بندہ کو یہ حق کہاں کہ وہ اپنے رب کا امتحان کرے۔

سعید ابن عبد اللہ سند فرماتے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم نے ابلیس کو دیکھا اور فرمایا یہ دنیا کا سردار ہے یہی دنیا کے بارے میں مسئل ہو گا میں دنیا پر اعتماد نہیں کرتا اور جب تک زندہ رہوں گا ہنس نہیں سکتا عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ شیطان دنیا کا ساتھی ہے مال کا دلدادہ ہے خواہشات کو مزین کرتا ہے شہوات پر جستا ہے۔



۳۳واں باب

نبی کو تم صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو شیطان کا آنا

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اچانک ہم نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اعوذ باللہ منک والعنک بلعنة اللہ" آپ نے تین بار اسی طرح فرمایا اور آپ نے اپنے دست مبارک پھیلائے گویا آپ کوئی چیز نے رُسے ہیں جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے ہم نے کہا یا رسول اللہ آج ہم نے آپ کو ایسا جملہ فرماتے ہوئے سنا کہ اب سے پہلے کبھی آپ اس طرح نماز میں نہیں فرماتے تھے اور آپ نے دست مبارک بھی پھیلائے آپ نے فرمایا کہ ابلیس عدو اللہ انگارے ہوئے آیا اور میرے منہ میں دینے لگا میں نے تین بار اعوذ باللہ پڑھی اور پھر العنک بلعنة اللہ التامة پڑھی وہ پھر بھی یہ پچھے نہیں ہٹا پھر میں نے اس کو کپڑا لینا چاہا پس خدا کی قسم اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا نہ ہوتی کہ اسے اللہ مجھ جیسی حکومت میرے بعد کسی کو نہ ملنی چاہیئے تو میں اس کو ہاندھ لیتا اور مدینہ کے بچے اس سے کھیل کرتے۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے اور نسائی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی اس مضمون کی روایتیں مروی ہیں ایک روایت میں ہے کہ ابلیس میرے پاس آیا میں نے اس کو کپڑا لگا گھونٹ دیا اس کی زبان نکل پڑی خود میں نے اپنے ہاتھ پر اس کی زبان

اس سے مراد آیت کرتکہ "وہب لی ملکا لا ینسبغی لاحد من

بعیدی"



کی طوبت محسوس کی۔ ایک اور روایت میں بھی اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں نماز پڑھ رہے تھے ابلیس آیا اور آپ کا گلا گھونٹنا چاہا جبریل علیہ السلام نے اپنا ایک پر پھڑپھڑایا ابلیس دہم لگا اور اردن میں جا کر سانس لیا

امام مالک نے موطا میں ایک حدیث شریف ذکر کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معراج کی رات میں ایک حضرت جن کو دیکھا وہ ایک آگ کا شعلہ لیے ہوئے مجھے ڈھونڈتا پھرتا تھا میں اس کو برابر دیکھ رہا تھا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اے محمدؐ میں آپ کو ایک دعا سکھاتا ہوں اس سے یہ شعلہ سرد ہو جائے گا اور یہ حضرت منہ کے بل زمین پر گر پڑے گا آپ نے فرمایا ضرور سکھائیے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ پڑھو ”اعوذ بوجہ اللہ اکثرتم وبکلمات اللہ التامات التي لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء وما يعرج فيها ومن شر ما ذرأ في الارض ومن شر ما يخرج منها ومن خلق الليل والنهار ومن طوارق الليل والنهار الا طارق يطرق بخير يا رحمن“

پہلی حدیث شریف میں آپ کا استعاذہ فرمانا اور لعنت کرنا مذکور ہے اور دوسری میں آپ کا گلا گھونٹنا مذکور ہے یہ آپ نے ابلیس کی عداوت بالافضل کو دفع کرنے کے لئے کیا تھا جن میں آپ کا میاب رہے اور ابلیس کو ذلیل و خوار بنا کر بھگایا جیسا کہ حدیث شریف میں گزر چکا آپ نے ابلیس کو مسجد کے ستون سے باز دھنا چاہا مگر حضرت سلیمانؑ کی دعا کی وجہ سے اس کو ترک فرمایا یہ آپ کا اختیاری فعل تھا چونکہ آپؐ بعد رسول کے مرتبہ پر فائز ہیں اور سلیمان علیہ السلام نبی ملک کے مرتبہ پر فائز ہیں اور ظاہر ہے کہ آپ ہی کا مرتبہ افضل ہے دلیل یہ ہے کہ آپ پر یہ دونوں منصب پیش کئے گئے آپ نے بعد رسول کا منصب قبول فرمایا اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اپنے لئے افضل ہی کو اختیار فرمایا ہے۔ آپ کا ابلیس کا گلا گھونٹنا ظاہر ہے کہ نماز ہی میں تھا اس سے علماء نے استدلال

کیا ہے کہ اس قسم کا عمل نمازیں کر سکتے ہیں جیسا کہ گزرنے والے کو روکنا اور سناپ بچھو کو مارنا اور مقابلہ کفار کے وقت یا خوف سے بھاگتے وقت نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

شیطان جن کا نمازی کے آگے سے گزرنا اور اس سے نماز کا ٹوٹ جانا اس میں دو قول ہیں امام احمد بن حنبل کے مذہب کے مطابق اس کا بیان مستقل ایک باب کے تحت گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جاوے۔

اذہتر جہ :۔ نمازیں گزرنے والے کو روکنا اور موذی جانوروں کا روکنا اور اس قبیل کے دوسرے مسائل کا حکم کتب فقہ معتبرہ سے دریافت کر لیا جاوے یہ موقع مسائل فقہ کے بیان کرنے کا نہیں ہے اس لئے باب بنائیں جس سے لال کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ شافی نہیں ہے (محمد میثمی)

۳۴۱ اوں باب

حضرت عمر ابن الخطاب سے شیطان کا ڈر کر فرار ہونا اور آپ کا اس کو پھانڈ دینا

صحیحین میں حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہی اس وقت قریش کی کچھ عورتیں آپ سے مسائل شرعیہ کے بارے میں گفتگو کر رہی تھیں اور ان کا لب و لہجہ کچھ بلند سا معلوم ہو رہا تھا پس جب انہوں نے حضرت ابن الخطاب کے آنے کی آہٹ محسوس کی تو سب کی سب پردہ میں چھپ گئیں آپ داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے حضرت عمر ابن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنسائے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تعجب ان پر جو میرے پاس تھیں جب تیری آواز سنی تو سب کی سب

چھپ گئیں۔ حضرت عمر ابن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلا اللہ علیہ وسلم آپ زیادہ لائق تھے کہ وہ آپ سے ڈرتیں پھر حضرت عمر نے ان عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے اپنی جان کی دشمنو مجھ سے تو ڈرتی ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ ان عورتوں نے جواب دیا کہ آپ زیادہ سخت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر ابن الخطاب سے ارشاد فرمایا کہ میں اے ابن خطاب قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب شیطان کی آپ سے کسی راستہ میں مدد بھیڑ ہوتی ہے تو شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔

ترمذی اور نسائی میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے جب آپ فارغ ہو کر واپس تشریف لائے تو ایک حبشی باندی نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ میں نے نذرمانی تھی کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ سے صحیح سالم واپس کر دیا تو میں آپ کے سامنے دف بجا کر کچھ اشعار پڑھوں گی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو نے نذرمان رکھی ہے تو بجائے درندہ نہیں اس نے کہا کہ میں نے تو نذرمان رکھی ہے اور یہ کہہ کر دف بجا کر شروع کر دیا اس اثنا میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو وہ بجاتی رہی پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ داخل ہوئے وہ پھر بھی بجاتی رہی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے وہ اب بھی بجاتی رہی پھر حضرت عمر ابن الخطاب حاضر ہوئے ان کو دیکھ کر اس باندی نے اپنی دف سون کے نیچے رکھ کر اس پر بیٹھ گئی آپ نے فرمایا اے عمر تم سے شیطان بہت ڈرتا ہے اور فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا اور یہ باندی دف بجا رہی تھی اور پھر ابوبکر داخل ہوا اور علی داخل ہوا اور عثمان داخل ہوا یہ پھر بھی بجاتی رہی اور جب تو داخل ہوا تو دف کو ڈال کر اس پر بیٹھ گئی۔

اور ترمذی و نسائی میں ایک روایت اور ہے جس کی راوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اچانک ہم نے ایک خورسنا اور بچوں کا غوغا سنا کوس کیا پس ہم نے دیکھا کہ ایک حبشی ہانڈی نالاج رہی ہے اور پتے اس کے چاروں طرف کھڑے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے عائشہ آجاؤ تو بھی دیکھ لے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں بھی انگلی اور آپ کے مونڈھے پر اپنا منہ رکھ کر اس کو دیکھنے لگی پس آپ نے فرمایا اسے عائشہ کیا تو دیکھ کر سیر نہیں ہوئی میں نے کہا کہ نہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں اس لئے کہا کہ معلوم ہو جائے کہ آپ کے نزدیک میرا کتنا مقام ہے۔ (امرا اس سے زیادت محبت ہے) یعنی آپ کو میرے سے کتنی محبت ہے کہ اگر محبت کم ہوگی تو مجھ کو آپ ابھی واپس کر دیں گے اور اگر زیادہ محبت ہوگی تو واپس نہیں کریں گے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اچانک کہیں سے حضرت عمر ابن الخطاب نکل آئے آپ کو دیکھ کر سب لوگ بھاگ گئے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ شیاطین جن وانس حضرت عمر ابن خطاب کو دیکھ کر بھاگ گئے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں بھی واپس انگلی۔

ابی ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صحابی کہیں جا رہا تھا راستہ میں اس کو شیطان ملا دونوں میں جھگڑا ہوا پس صحابی رسولؐ نے شیطان کو دیا شیطان نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں تجھ کو ایک عجیب بات سنائوں گا اس نے چھوڑ دیا اور کہا کہ کیا بات ہے ابلیس نے کہا کہ نہیں سنائوں گا اس صحابی نے پھر اس کو دیا لیا ابلیس نے کہا کہ چھوڑ دے اب کی بار ضرور سنائوں گا انہوں نے اس کو چھوڑ کر کہا کہ سنا ابلیس نے کہا نہیں سنائوں گا اس صحابی نے اس کو تیسری مرتبہ پھر دیا لیا اور اس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ابلیس کا انگوٹھا دانوں میں جھاننا شروع کر دیا ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے ان صحابی نے کہا کہ جب تک وہ بات نہیں سنا دے گا نہیں چھوڑوں گا ابلیس نے کہا کہ وہ بات یہ ہے کہ سورۃ بقرہ جب شیاطین کے درمیان اس کی کوئی آیت پڑھی جائے

تو وہ بھاگ جاتے ہیں۔ اور جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کر دی جاتی ہے اس گھر میں شیطانیں داخل نہیں ہوتے۔ حضرت عبداللہ سے دیگر صحابہ نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن وہ کون سا صحابی ہے آپ نے جواب دیا کہ وہ علربین خطاب ہی ہو سکتے ہیں۔ ابو نعیم نے بھی اس طرح سے اس کو روایت کیا ہے۔

۳۵ اوّل باب

غیل ملائکہ حضرت حنظلہ ابن ابی عامر کے بیٹے حضرت عبداللہ
سے شیطان کا ملنا

حضرت صفوان ابن یسلم فرماتے ہیں کہ مدینہ واپس بیان کرتے تھے کہ حضرت عبداللہ ابن حنظلہ کبھی مسجد سے نکل رہے تھے پس ابلیس نے کہا کہ اے ابن حنظلہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے آپ نے کہا کہ ہاں ابلیس نے کہا کہ کون ہوں میں آپ نے کہا کہ تو شیطان ہے ابلیس نے کہا کہ آپ کو اس کا کیسے علم ہوا آپ نے کہا کہ میں مسجد سے اللہ کا ذکر کرتا ہوا نکلا تھا جب میں نے تجھ کو دیکھنا شروع کیا تو تجھ کو دیکھنے کی وجہ سے ذکر اللہ ذہول ہو گیا پس میں نے جان لیا کہ تو شیطان ہے ابلیس نے کہا ابن حنظلہ تو نے سچ کہا میں تجھ کو ایک بات بتا رہا ہوں اس کو یاد کر لینا حضرت عبداللہ نے کہا مجھ کو اس کی کوئی حاجت نہیں ہے ابلیس نے کہا سن کر دیکھ لو اگر اچھی بات ہو تو قبل کر لینا اور نہ رد کر دینا وہ بات یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے سوال مت کرو اور غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھو۔

مصنف فرماتے ہیں کہ غیل ملائکہ وہ حضرت حنظلہ ابن ابی عامر بن ابو عامر کا نام معروف ہے اور ایک روایت میں ابو عامر کا نام عبد عمرو بن صیفی آیا ہے حضرت حنظلہ نے جنگ احد میں شہادت پائی ہے۔

بخاری صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا میں نے ملائکہ علیہم السلام کو

دیکھا کہ چاندی کے برتن میں پانی ہے کران کو غسل دے رہے تھے ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت حنظلہ کی بیوی سے معلوم کیا گیا اس نے بتایا کہ وہ حالت جنابت میں تھے کہ اچانک جنگ میں جانے کا اعلان ہو گیا اور وہ اسی حال میں چلے گئے حضرت حنظلہ کی بیوی جمیلہ بنت ابی ابن سلول میں عبد اللہ ابن ابی کی بہن یہ حضرت حنظلہ کے نکاح اسی رات آئی تھی اور ایک ہی رات گذری تھی جمیلہ بنت ابی ابن سلول نے اسی رات یہ خواب دیکھا تھا کہ حضرت حنظلہ کے لئے آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور وہ آسمان میں چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا حضرت جمیلہ فرماتی ہیں کہ میں اس خواب کی وجہ سے سمجھ گئی تھی کہ میرے شوہر مر جائیں گے پس میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو اکٹھا کیا دخول کے اور پران کو گواہ کر لیا اس اندیشہ سے کہ بعد میں قبضہ مہر کے سلسلہ میں نزاع نہ ہو امام سیبہ رحمہ اللہ نے اس کو ذکر فرمایا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت حنظلہ مقتولین میں پڑے ملے اس حال میں کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا حالانکہ ان کے پاس پانی نہیں تھا اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ ان کو ملائکہ علیہم السلام نے غسل دیا تھا اور اس سے امام ابو حنیفہ رحمہ کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص حالت جنابت میں شبید ہو اس کو غسل دیا جائے

۳۶ اوائل باب

شیطان کا قارون کو گمراہ کرنا

احمد ابن ابی الحواری فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسلمان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ قارون نے چالیس سال تک ایک پہاڑ میں رہ کر اللہ کی عبادت کی تھی اور وہ عبادت میں تمام نبی اسرار پر فروغیت لے گیا تھا ابلیس نے اس عرصہ میں بہت سے شیاطین اس کے پاس بھیجے تاکہ اس کو گواہ کریں مگر وہ اس کو گواہ نہ کر سکے اخیر میں ابلیس خود ہی اس کے پاس گیا اور عابد بن قارون کے ساتھ مل کر عبادت کرنے لگا قارون دن میں رونے نہیں رکھتا تھا ابلیس نے دن میں

روزے بھی رکھنے شروع کر دیئے اور قارون سے زیادہ عبادت کرنے لگا اور عبادت کے اعتبار سے قارون پر غالب آگیا قارون نے کہا کہ تو عبادت زیادہ کرتا ہے میں کم کرتا ہوں حالانکہ توبہ میں ایک ہے ابلیس نے کہا میں زیادہ عبادت کرنی بند کروں گا مگر شرط یہ ہے کہ تو بنی اسرائیل کے جنازوں میں شرکت کرنی بند کر اور ان کے کسی کام میں حصہ مت لے قارون میں اور ابلیس میں یہ معاہدہ طے ہو گیا پھر ابلیس نے رفتہ رفتہ قارون کو بھاڑ سے اتار کر ایک کلیا میں داخل کر دیا جب لوگوں نے ان دونوں کو دیکھا کہ رات دن عبادت میں لگے رہتے ہیں ان کو رازب سمجھ کر ان کے پاس کھانا لانا شروع کر دیا ابلیس نے کہا ہم دونوں بنی اسرائیل پر مبارک بن گئے ہیں یہ مناسب نہیں ہے ہم کو اپنے کھانے پینے کا خواہ انتظام کرنا چاہیئے قارون نے کہا کہ اس کی کیا صورت ہوگی ابلیس نے مشورہ دیا کہ ہفتہ میں ایک دن کمایا کریں گے اور باقی دنوں میں عبادت کیا کریں گے قارون نے کہا ٹھیک ہے ایسا ہی کیا کریں گے پس کچھ عرصہ تک ایسا ہی کرتے رہے پھر ابلیس نے کہا کہ اتنی کمائی سے صرف ہمارا ہی گزارہ ہوتا ہے ہم کو صدقہ و خیرات کا موقع نہیں ملتا حالانکہ صدقہ کا بڑا ثواب ہے قارون نے کہا کہ اس کی کیا صورت ہوگی ابلیس نے کہا کہ ایسا کیا جائے ایک دن کمایا کریں گے اور ایک دن عبادت کر لیا کریں گے چنانچہ دونوں نے یہی کرنا شروع کر دیا پھر کچھ دنوں بعد ابلیس اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور اس پر تمام دنیا کے خزانے کھول دیئے گئے یہاں تک کہ وہ بالکل ہی گمراہ ہو گیا نفوذ اللہ من الشیطن و شرہ -

۱۳۷ اوائل باب

شیطان کا دارلندہ میں مشورہ کے لئے آنا اور ابو جہل کی رائے کو عمدہ بتلانا اور باقی آراء کی تردید کرنا
ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب قریش نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ

لوگ ہو گئے ہیں اور مہاجرین ان کی طرف آنے شروع ہو گئے ہیں اور وہ ایسی جگہ رہنے لگے ہیں جہاں کے لوگ ان سے مانوس ہیں تو ان کو اندیشہ ہوا کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں پہلے جائیں گے اور سب مل کر ہم سے جنگ کر دیں گے تو سب کے سب دارالندوہ میں جمع ہوئے یہ قسمی بن کلاب کا دار تھا قریش جب کسی اہم بات کے لئے مشورہ کرتے تو اس میں جمع ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب نے مل کر مشورہ کیا۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اولاً سب نے مل کر ایک دن مشورے کے لئے ملے کر کیا جب وہ دن آیا قریش اس دن کو یوم رحمت کہا کرتے تھے اور صبح سویرے سب اس مکان میں جانے لگے تو راستہ میں ایک بوڑھے کی شکل میں ابلیس ہلا موٹے کپڑے پہنے ہوئے بہت ہی پُر ہیبت شکل میں اور جا کر دروازہ پر کھڑا ہو گیا جب لوگوں نے وہاں کھڑے ہو کر دیکھا تو معلوم کیا کون ہو لہاں سے آئے ہو ابلیس نے کہا کہ میں نجد سے آیا ہوں تمہارے مشورہ کی وجہ کو خبر لگتی تھی تمہاری باتیں سننے کے لئے آیا ہوں لوگوں نے سن کر کہا ٹھیک ہے اندر آ جا اپنی رائے پیش کرنے کے لئے آیا ہوں لوگوں نے سن کر کہا ٹھیک ہے اندر آ جا ابلیس اللہ جلالت وہاں پر قریش کے سب بڑے بڑے لوگ جمع تھے ہر خانہ دان کے چہرہ چہرہ افراد آئے ہوئے تھے۔ بنی کعبہ مس میں سے عقبہ بن ربیعہ، شعیبہ بن ربیعہ، الوضیان بن حرب بنی نوفل میں سے طعیمہ بن عدی، جبیر ابن مطعم، حادث ابن عمرو، بنی عبدالدار میں سے نضر ابن حادث، بنی اسد میں سے ابوالخثریٰ ابن ہشام، زعمہ ابن اسمر، حکیم ابن سلام۔ بنی خزیمہ میں سے ابوجہل ابن ہشام۔ بنی مسلم میں سے غیبہ اور منبہ یہ صحابہ کے دو بیٹے ہیں بنی جمع میں سے امیہ ابن خلف اور دیگر قریش کے بہت لوگ جمع تھے ان میں سے ایک نے کہا تم دیکھ رہے ہو اس محمد کا حال ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں یہ اپنے متبعین کے ساتھ مل کر ہم پر حملہ نہ کر دے لہذا ہم کو مشورہ کر کے اس کا کچھ انتظام کرنا چاہیے پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کو زنجیر میں باندھ کر اندر بند کر دو تاکہ یہ وہیں تڑپ کر مر جائے

جیسا کہ زہیر اور نابغہ وغیرہ کو یہ پہلے سزا دی جا چکی ہے کہ وہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر مر گئے تھے یہ سن کر اس نجدی بوڑھے نے کہا کہ خدا کی قسم یہ تمہاری لائے کوئی رائے نہیں ہے چونکہ اگر تم نے اس کو بند کر دیا تو اس کی خبر اس کے ساتھیوں تک ضرور پہنچ جائے گی پس ممکن ہے کہ تم پر حملہ آور ہو کر اس کو نکال کر لے جائیں اور پھر ایک بڑی جماعت بنا کر تم پر حملہ کر کے غالب آجائیں پس تمہارا یہ مشورہ بہتر نہیں ہے کوئی اور بھی رائے ہونی چاہیئے پس ان میں سے پھر کسی نے کہا کہ ہم سب مل کر اس کو جلا وطن کر دیں جب وہ ہم سے دور ہو جائے گا تو ہم کو کوئی فکر نہ رہے گی کہ وہ کہاں گیا کیا ہو اور پھر ہم اپنا اور اپنے معبودوں کا معاملہ درست کر لیں گے نجدی بوڑھے نے کہا یہ رائے بھی کوئی موقع نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کی گفتگو کس قدر شیریں ہے اور وہ اپنے کلام سے لوگوں کے قلوب کو اپنا لیتا ہے اگر تم نے ایسا کر دیا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے کسی قبیلہ کے پاس جا کر اپنی شیریں گفتگو کے ذریعہ ان کو اپنا بنالے گا اور پھر وہ اس سے بیعت کر لیں گے اور پھر وہ ان کو لے کر تم پر حملہ کرے گا اور تم کو براہِ گرد سے گا اور تمہاری حکومت بھین لے گا اور پھر جو چاہے گا کرے گا لہذا کوئی اور دوسری رائے پیش کرو۔ پھر ابو جہل ابن ہشام بولا کہ میری ایک رائے ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم اس کو سن کر کوئی تردد نہیں کرو گے بلکہ اس کو قبول کریں گے لوگوں نے کہا اسے ابوالحکم وہ کیا رائے ہے اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ تم ہر قبیلہ کے کچھ جوان لڑکے منتخب کرو اور ہر ایک کو ایک ایک تلوار دو۔ پھر وہ سب مل کر اس پر حملہ کریں اور اس کو قتل کر ڈالیں تاکہ اس کا قصہ ہی تمام ہو جائے اور ہم اس کھر طرف سے بالکل بے فکر ہو جائیں کیونکہ جب ایسا ہو جائے گا تو اس کا خون سب قبائل پر بٹ جائے گا جس کی وجہ سے بنو عبد مناف سب سے جنگ نہ کر سکیں گے اور عاجز آکر دیت لینے پر راضی ہو جائیں گے پس ہم سب مل کر اس کی دیت دے دیں گے یہ سن کر نجدی بوڑھا بولا کہ یہ بات بہت عمدہ رہی میری بھی بعینہ یہی رائے ہے اس کے بعد سب لوگوں نے اس رائے پر اتفاق کر لیا اور مجمع منتشر ہو گیا۔ پس جب رسول علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آئے اور کہا کہ آج رات اپنے بستر پر استراحت نہ فرمائیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب تہائی رات گزر گئی تو کفار جمع ہو کر آپ کے دروازہ پر آئے اس انتظار میں کہ آپ سو جائیں اور وہ حملہ کر دیں پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو وہاں دیکھا تو آپ نے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرمایا کہ تو میرے بستر پر لیٹ جا اور میری یہ سبز رنگ کی چادر اوڑھ لے تجھ کو وہ ہرگز کوئی تکلیف نہیں دے سکیں گے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی چادر کو سوتے وقت استعمال فرمایا کرتے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب کفار آپ کے دروازہ پر جمع تھے ان میں ابوہریر بھی تھا ابوہریر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمدیوں کہتا ہے کہ اگر تم میری بات مان لو تو تم عرعر بن مسعود کے ہاں جاؤ گے اور جب پھر تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تم کو ایسی جنت ملے گی جیسے اردن کے باغات اور اگر تم میری بات نہیں مانو گے تو میں تم کو قتل کروں گا پھر جب تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تم آگ میں جلائے جاؤ گے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کو آئے آپ اپنے دست مبارک میں مٹی لے ہوئے تھے اور آپ فرم رہے تھے کہ ہاں میں یہی کہتا ہوں تو بھی ان میں سے ایک جہنمی ہے اتنے ہی میں وہ اندھے ہو گئے اور آپ کو دیکھ نہ سکے آپ ان میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال رہے تھے اور یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے: "یس والقلم ان الحکیم ایک لمن المرسلین الی قولہ منعم لایبصرون" آپ نے ایک ایک کے سر پر مٹی ڈالی اور جہاں جانا تھا آپ بارام وہاں چلے گئے کچھ دیر بعد ایک شخص آیا جو ان کے ساتھ شریک نہیں تھا اس نے کہا یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو انہوں نے کہا کہ محمد کا اس نے کہا تمہارا ناس ہو محمد تو چلا بھی گیا اور تمہارے سروں پر مٹی بھی ڈال گیا تم کو اپنی بھی خبر نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ واقعہ مٹی ڈال رکھی ہے پھر وہ آپ کی جستجو میں اندھے گئے پس حضرت علی کو دیکھا کہ آپ چادر میں سوئے ہوئے ہیں پس کہنے لگے یہ محمد سو یا ہوا ہے اور صبح تک وہیں رہے جب صبح ہوئی تو حضرت علی بستر سے اٹھے پس

کہنے لگے کہ رات اس نے ہم سے سچ کہا تھا قرآن کریم میں اس بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں
 ”واذکرکبک الذین انعم علیکم لعلکم تشارعوا وغیرہ۔“

فصل ۲- قرن شیطان کے نجد سے طلوع ہونے کے بیان میں واضح کر دیا گیا تھا
 کہ ابلیس نجدی بوڑھے کی شکل میں کیوں آیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش

نے کہا تھا کہ تمہارے مشورہ میں کوئی تہامہ والوں میں سے نہیں ہونا چاہیئے چونکہ وہ محمدؐ کے
 حامی ہیں۔ مذکورہ بالا روایت میں ابن اسحاق نے مشورہ دینے والوں میں سے صرف ابوہلہ
 کا نام بتلایا باقی کا نام ذکر نہیں کیا۔ ابن سلام فرماتے ہیں کہ جس نے قید کرنے کا مشورہ دیا تھا
 وہ ابوالجہشؓ کی ابن ہشام تھا اور جس نے جلا وطن کرنے کا فیصلہ دیا تھا وہ ابوالاسودؓ برید بن
 عفر تھا جو بنی عامر بن لوی خاندان سے تھا کفار کا آپ کے دروازہ پر پوری رات کھڑے رہنا
 اور آپ کے نکلنے کا انتظار کرنا اور مکان کے اندر نہ جانا حالانکہ دیواریں چھوٹی تھیں ان کو
 پھانڈ کر جھٹکا ممکن تھا مگر کفار نے ایسا نہیں کیا اس کی وجہ اہل سیر نے یہ بیان کی ہے کہ انہوں
 نے یہ ارادہ کیا تھا مگر جب اندر سے ایک عورت کی آواز سنی تو وہ رک گئے اور کہنے لگے کہ یہ
 بات بہت بری ہے لوگ کہا کریں گے کہ وہ لوگ دیوانہ پھانڈ کر اپنے چچا کی بیٹی کے مکان میں
 گئے تھے اور اپنے ہی اہل حرم کی ہتک کی تھی اس وجہ سے وہ اندر نہ جاسکے دروازہ پر ہی
 کھڑے رہے یہاں تک کہ صبح تک آپ کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے اور نکلتے وقت ان
 کی آنکھیں بند ہو گئیں تھیں اور آپ سلامت نکل آئے تھے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر
 کسی کو کوئی ڈر وغیرہ لاحق ہو اور وہ سورۃ یس کی یہ آیتیں پڑھ لے جو آپ نے پڑھی تھیں
 تو اس کا ڈر وغیرہ جاتا رہے گا۔

حارث ابن اسامہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۃ یس کی فضیلت کے بارے
 میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر اس کو کوئی خائف انسان پڑھ لے تو اس کا خوف جاتا
 رہے اور اگر کوئی بھوکا پڑھ لے تو وہ میر ہو جائے اور اگر کوئی تنگ پڑھ لے تو اس کو کپڑا

مل جائے اور اگر کوئی پیسا پڑھ لے تو اس کو پانی مل جائے اور اگر کوئی بیمار پڑھ لے تو اس کو شفا نصیب ہو جائے اور بھی بہت سی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ واللہ اعلم

۳۸ اوّل باب

بیعت عقبہ کے وقت شیطان کا چھیٹنا

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لئے جمع ہوئے تو عباس ابن عبادہ بن نفلہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے قبیلہ خزرج کے لوگو کیا تم جانتے ہو کہ تم اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز پر بیعت کر رہے ہو انہوں نے کہا کہ ہاں حضرت عباس نے فرمایا کہ تم اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ ہم اسود و احمر کے لوگوں سے جنگ کریں گے اسود و احمر سے عرب و عجم مراد ہیں پس اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ جب تمہارے اموال تباہ ہو جائیں گے اور تمہارے سردار مار دیئے جائیں گے تو تم یوں کہو گے کہ اسلام لانے کی وجہ سے اب یہ کیا ہو رہا ہے تو خدا کی قسم اگر تم نے ایسے کہا تو تمہاری دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی اور اگر تم نے ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کے باوجود بھی محمدؐ سے وفا کرتے رہے تو خدا تم کو دونوں جہاں کی بھلائی نصیب ہوگی انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ آخرت میں ہمیں کیا ملے گا آپ نے فرمایا جنت یہ سن کر انہوں نے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلائیے پس آپ نے اپنا دست مبارک پھیلا دیا سب نے آپ سے بیعت کر لی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کے لئے کس نے ہاتھ رکھا ابن اسحاق نے اس بارے میں نقل فرمایا کہ بنو نجار کہا کرتے تھے کہ سب سے پہلے ابو امامہ اسعد ابن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ رکھا تھا اور بنو عبدہ کہا کرتے تھے کہ ہشیم بن نے سب سے پہلے ہاتھ رکھا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے بیعت کے لئے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے والے براء ابن معور رضی اللہ عنہ تھے۔ مصنف فرماتے

ہیں کہ میں نے اپنی کتاب محاسن الوسائل الی معرفۃ الاولیاء میں اس کو ذکر کر دیا ہے حضرت
 کعب فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکے تو شیطان گھاٹی کے
 پیچھے بہت زور سے جھج کر بولا کہ اے خیمہ والو تم برسے آدمی کے ساتھ ہو گئے ہو یہ تو اپنے
 دین سے پھل ہوا ہے اور تمہارا دشمن ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا یہ مکینہ اس گھاٹی کا شیطان ہے اس کا باپ بھی مکینہ ہے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں کہ
 آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اسے مکینہ سن لے تقریب تجھ سے بھی ٹنٹ لوں گا اور اچھی طرح
 تیری بھی خبر لوں گا پھر آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اپنے اپنے خیموں میں چلے جاؤ یہ سن کر
 حضرت عباس بن عبدہ بن نفلہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اللہ کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا
 کر بھیجا ہے اگر آپ کا ارشاد ہو تو ہم کل صبح اہل منی پر تلواروں سے حملہ کر دیں آپ نے ارشاد
 فرمایا کہ ابھی ہم کو اس کا حکم نہیں ملا اب تو تم اپنی جگہ چلے جاؤ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ ہم
 سب اپنے اپنے خیموں میں لوٹ گئے اور پوری رات سوتے رہے پھر صبح ہوئی تو
 آپ کے پاس کچھ سوراخ قریش آئے اور وہاں سے ہو کر پھر وہ ہمارے پاس آئے اور انہوں
 نے کہا کہ اے قبیلہ خزرج والو ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ محمد کے پاس گئے تھے اور تم لوگ اس
 کو وہاں سے لے جانا چاہتے ہو اور ہم سے جنگ کرنے پر تم نے محمد سے بیعت کی ہے خدا
 کی قسم اگر ایسی ہی بات ہے تو ہم تم سے اتنی سخت جنگ کروں گے کہ آج تک ہم نے کسی عرب
 قبیلہ سے نہ کی ہوگی۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہماری قوم کے کچھ مشرک اٹھے اور قسم
 کھا کر کہنے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی ہمارے علم میں ایسی بات ہے۔ حضرت عباس
 فرماتے ہیں کہ مشرکین نے یہ سچ کہا واقعی ان کے علم میں بیعت وغیرہ کی بات نہیں تھی اور ہمارے
 بعض ساتھی بعض کو دیکھنے لگے پھر وہ سب لوگ کھڑے ہو گئے اور ان میں عمارت ابن ہشام
 ابن مغیرہ مخزومی بھی تھا اور وہ نبیؐ جوتی پہننے ہوئے تھا حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اس
 کو کہا کہ تم اور یہ مشرکین مدینہ سب ایک ہی ہو اے ابو جابر کیا تم مجھ کو قید نہیں کر سکتے حالانکہ

نوردار ہے اور پھر تو محمد کے ہی قبضہ میں رہے جب حارث نے یہ بات سنی تو غصہ میں آکر اپنی دونوں جوتی نکال کر میری طرف پھینک دیں اور یوں کہا کہ اگر تو طاعت رکھتا ہے تو میری جوتی ہی ذرا محمد کو پہنا کر دیکھ لے میں نے وہ اٹھالی میرا ایک ساتھی کہنے لگا کہ وہ اس کو دینے کہا کہ ہرگز وہ اس نہیں کرے گا یہ ایک قسم کی خالی دیکھنا ہے اگر یہ سچا ہو گیا تو میں ضرور اس کا سب مل دو اسباب لوٹ لیں گا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ پھر وہ کفار مکہ عبد اللہ ابن ابی ابن سلول کے پاس گئے اس نے بھی یہی کہا کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے اور بھوک اس کا کوئی علم نہیں۔ پس اور نہ ہی میری قوم اس بارے میں ہے پس وہاں سے بھی لوٹ آئے اور جب سب لوگ منی سے چلے گئے تو انہوں نے پھر تحقیق کی اور انہیں پتہ چل گیا کہ واقعی مدینہ والوں نے عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے اب وہ سب کفار ان کو پکڑنے کے لئے بھاگے اذانیہ جو ایک جگہ کا نام ہے وہاں حضرت سعد اور حضرت منذر بن عمرو یہ دونوں حضرات چھپے ہوئے تھے حضرت منذر تو بھاگنے میں کامیاب ہو گئے اور حضرت سعد کو انہوں نے گرفتار کر لیا اور ان کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے باندھ کر ان کو کجاوہ کی بھیجی طرف دکھایا اور ان کو مکہ میں لے آئے کبھی ان کو مارتے اور کبھی ان کے بال پکڑ کر کھینچتے کافی دنوں تک اسی حال میں رکھا یہاں تک کہ ابو بکر صری نے جویران معلوم اور حارث بن حرب نے بتلادیا ابو البختری اور یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے حلیف تھے جب وہ تجارت کے لئے مکہ جایا کرتے تھے تو وہ ان کی امداد کیا کرتا تھا اور جب وہ مدینہ جایا کرتا تو وہ دونوں اس کا تعاون کرتے پھر یہ دونوں حضرات مکہ آئے اور حضرت سعد کو چھڑا کر لے گئے حضرت جن سے مروی ہے کہ جب منی میں آپ سے لوگوں نے بیعت کی تھی تو شیطان بیخ اٹھا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ غبیث تمہارا رزق فاش کرنا چاہتا ہے تم سب یہاں سے الگ چلے جاؤ اور اپنے اپنے خیموں میں پہنچ جاؤ۔

ازہم ترجع معنی عنہ : یہاں پر مصنف نے ایک فصل قائم کر کے کہ الفاظ کی لغوی تشریح فرمائی ہے چونکہ ان الفاظ کا ضروری ترجمہ گزر چکا ہے اس لئے اس

فضل کو چھوڑ دیا گیا ہے حضرات اہل علم جو عربی ذوق رکھتے ہوں عربی عبارت میں اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں (۱۲ منہ)

۳۹ اداں باب

شیطان کا جنگ بدر میں شریک ہونا

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان نے ان کے اعمال مزین کر کے دکھلائے اور یوں کہا کہ تم پر کوئی غالب نہیں آئے گا اور میں بھی تمہاری مدد کروں گا پس جب دونوں جماعتوں کا مقابلہ ہوا تو شیطان اسلئے پاؤں بھاگا اور کہنے لگا میں تم سے بری ہوں مجھے وہ چیزیں نظر آرہی ہیں جو تمہیں نظر نہیں آ رہیں میں اللہ سے ڈر رہا ہوں اور اللہ بڑے سخت عقاب والے ہیں۔

ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شاکہ ابوسفیان ایک تجارتی قافلہ لے کر ملک شام سے آرہا ہے آپ نے نماز مسلمانوں کو بلایا اور ان سے یوں کہا کہ یہ قریش کا تجارتی قافلہ ہے تم اس کی طرف چلو شاید اللہ تعالیٰ اس میں سے کچھ مال تمہیں دلادیں پس خواہ منخواہ تمام مسلمان نکل پڑے ان کو یہ گمان ہرگز نہیں تھا کہ جنگ کی فوج بھی آجائے گی ابوسفیان جب حجاز کے قریب لگا تھا تو اس کو جو بھی قافلہ راستہ میں ملتا اس سے دریافت کرتا کہ محمد اور اس کے اصحاب آج کل کیا کر رہے ہیں پس اس سے کسی قافلہ نے بتلادیا کہ محمد اپنے ساتھیوں کو لے کر آرہا ہے اور تیرے قافلہ کو لوٹ لے گا ذرا ہوشیار رہنا یہ سن کر ابوسفیان نے مصفم بن عمرو غفاری کو کچھ پیسے دے کر جلدی سے مکہ جانے کے لئے تیار کیا کہ قریش کو لے کر آؤ اور ان سے یوں کہنا کہ محمد اور اس کے ساتھی قافلہ کا مال لوٹنے کا ارادہ کر رہے ہیں پس وہ جلدی سے مکہ کی طرف چلا بطن وادی پہنچ کر اپنے اونٹ کو زخمی کر دیا اور کجادہ کو پلٹ دیا اور اپنی قمیص پھاڑ دی

اور اونٹ پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے بیکارنا شروع کر دیا کہ اسے قریش اپنے مالوں کا حفاظت کرو محمد اور اس کے اصحاب تمہارے اموال ٹوٹنے کے لئے آگئے ہیں شاید وہ تم کو زہل سکیں۔ مدد کرو! مدد کرو۔

یہ سن کر لوگوں نے بہت جلد تیاری کر لی اور جو لوگ کسی وجہ سے خود زہجہ کے انہوں نے اپنے بلکہ میں دوسروں کو بھیج دیا غرضیکہ قریش کے تمام لوگ نکل پڑے سرداران قریش میں سے صرف ابولہب بچا کہ جو خود تونہ جاسکا مگر اس نے اپنی جگہ عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا۔ ابولہب کا عاص بن ہشام پر چار ہزار درہم قرضہ تھا ابولہب نے اس سے کہہ دیا کہ میں ان کو معاف کرتا ہوں کیونکہ تو میری جگہ جنگ میں جا رہا ہے یہ کہہ کر ابولہب خود جنگ میں جانے سے باز رہا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ امیہ ابن خلف نے بھی جنگ میں رہ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا امیہ بن خلف بہت موٹا تھا جس وقت وہ مسجد حرام میں بیٹھا ہوا تھا تو اسی کے پاس عقبہ ابن ابی معیط آیا اس کے ہاتھ میں ایک انگلیٹھی تھی جس میں انگ اور خوشبو تھی وہ انگلیٹھی امیہ ابن خلف کے سامنے دکھ دی اور بطور طعنہ کہا کہ تو عورتوں میں سے ہے یہ سن کر امیہ بن خلف نے کہا تیرا اس ہو تو تو بہت برا آدمی ہے ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب کفار قریش مکمل جنگ کی تیاری کر چکے اور روانگی کا ارادہ کیا تو ان کو یاد آیا کہ ہمارے درمیان اور قبیلہ بنو بکر کے درمیان جنگ ہوتی آئی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ قبیلہ ہمارے پیچھے سے ہم پر حملہ آور ہو جائے تو فوراً سراقہ بن مالک مدینہ کی شکل میں آیا جو ان کا سردار تھا اور کہا کہ میں چہد کرتا ہوں کہ ہمارا قبیلہ تم سے ہرگز قرض نہ کرے گا یہ سن کر وہ بہت جلد روانہ ہو گئے۔ ابن عقبہ اور ابن عامر نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ ابلیس کچھ مشرکین کے ساتھ سراقہ بن مالک کی صورت میں آیا اور یوں کہا کہ بنو کنانہ تمہاری مدد کے لئے پیچھے آ رہے ہیں آج تم ہی کو غلبہ ہو گا اور میں بھی تمہاری مدد کروں گا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ عیر بن دھب یا حارث بن ہشام غالباً ان دونوں میں سے کس

ایک نے ابلیس کو دیکھا جب وہ ملائکہ علیہم السلام کے نزول کے بعد بھاگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے ہو ابلیس ان کو برابر بھگتا رہا یہاں تک کہ ان کو بدر میں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس مضمون کو شاعر رسولؐ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ہم اور کفار بدر میں اپنے اپنے وقت پہنچ گئے اگر ان کو صحیح علم ہوتا تو وہ ہرگز بدر میں نہ آتے ابلیس ان کو دھوکہ سے لے آیا اور پھر ان سے الگ ہو گیا ابلیس اپنے ہی دوستوں کو زیادہ دھوکہ دیتا ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حادث بن ہشام نے ابلیس کو پکڑا وہ اس کو سراقہ بن مالک لگائے کہ رہا تھا پس اس نے کہا اے سراقہ کہاں بھاگ رہے ہو ابلیس نے اس کے ایک مکان کا دروازہ سے وہ بیٹھ کے بل جا پڑا اور پھر کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہوں۔ سبیلی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب کفار نے سراقہ کو مکہ میں دیکھا تو اس سے کہا کہ تو نے صف قتال کو خراب کر دیا تھا اور ہم کو ناکام کر دیا تو اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم مجھے تمہاری کسی بات کا علم نہیں ہے اور نہ میں تمہارے ساتھ گیا میں اس سے بالکل بیزار ہوں۔ کفار نے اس کی تصدیق نہیں کی یہاں تک کہ جب وہ ایمان لے آئے اور قرآن پڑھا تو ان کو پتہ چلا کہ وہ تو ابلیس تھا جو سراقہ کی صورت میں آیا تھا اور لعین کا قول کہ میں اللہ سے ڈر رہا ہوں کافر تو اسی وقت ڈرے گا جب وہ فرشتوں کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھ لے گا جب لعین نے فرشتے اترتے ہوئے دیکھے تو اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ وہی دن نہ ہو جس کے بارے میں قرآن کی آیت ہے "یوم یرونہم الملعونۃ لا بشریٰ یومئذ للعبورین" یعنی جس دن کافر فرشتوں کو اترتے ہوئے دیکھ لیں گے تو اب ان کی خیر نہ ہوگی ابلیس نے جب دیکھا کہ فرشتے کفار سے قتال کر رہے ہیں تو اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ مجھ پر بھی حملہ نہ کر دیں اس وجہ سے وہ ڈرا۔

قاسم ابن ثابت فرماتے ہیں کہ قریش جیب بدر کی طرف روانہ ہو چکے اور جس دن مسلمانوں نے ان کو تباہ کیا تو ایک بن نے مکہ میں بہت بلند آواز سے یہ اشعار پڑھے

مکروہ کی کو نظر نہ آیا اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”حنیفیوں نے بدر میں بہت مضبوط جنگ لڑی جس سے قیصر و کسریٰ کے ایوان بھی لرز گئے بنو لوی کے بہت سے افراد کو ہلاک کر دیا ان کی دہنیں رنج و غم کی وجہ سے اپنے سینے پیٹ رہی ہیں ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن بن گیا اس نے راہ ہدایت چھوڑی اور پریشان رہا۔“

یہ سن کر کسی نے کہا کہ حنیفیوں کون لوگ ہیں جن نے کہا کہ محمد اور اس کے ساتھی کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کے متبع ہیں اس کے کچھ دیر بعد ہی صحیح خبر آگئی کہ واقعہ محمد اور اس کے اصحاب کو فتح ہوئی اور کفار مکہ کو شکست ہوئی یہ اشعار اگرچہ پہلے گند چکے ہیں مگر چونکہ اس باب میں ابلیس کا نقش کے سامنے آتا بدر کے موقع پر بیان کرنا مقصود ہے اس مناسبت سے پھر ان کو دوبارہ ذکر کرنا پڑا اور اس کے ضمن میں غزوہ بدر کا بھی ذکر آگیا اگرچہ یہ مقصود بالذات نہیں ہے چونکہ اس کتاب کا موضوع جن دشمنیوں کا ذکر ہے۔

غزوہ بدر

قرآن کریم کی آیت کریمہ ”وینزل علیکم من السماء ماءً لیطہرکم بہ ویزہب عنکم رجز الشیطن“ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے تمہارے لئے پانی اتارا تاکہ تم کو پاک کرے اور تمہارے دلوں سے شیطانی وساوس ختم کر دے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ میدان بدر میں کفار نے پانی کے چشموں پر پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا اور اپنے لئے ایک گڑھا بھی کھود لیا تھا۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور نہانے کی ضرورت پیش آئی تو وہ پانی تک نہ جاسکے تو شیطان نے ان کے قلوب میں وساوس ڈالنے شروع کئے کہ تم لوگ اپنے کو حق پر کہتے ہو حالانکہ تمہارے دشمنوں نے تم سے پہلے پانی پر قبضہ

کر لیا اور تم پیاسے ہو بغیر وضو نماز پڑھتے ہو تمہارے دشمن اس انتظار میں ہیں کہ تم کو پیاس ہلاک کر دے اور تمہاری طاقت ختم ہو جائے تو اس وقت وہ تم کو اپنا زیر دست بنالیں جب مسلمانوں کے دل میں یہ دوسرہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آسمان کو حکم دیا کہ ان پر اپنے دھانے کھول دے پس خوب بارش ہوئی صحابہ کرام نے غسل کیا اور خوب سیر ہو کر پیا اور زمین بھی خوب ٹھوس ہو گئی کیونکہ وہ شور اور ریت کی زمین تھی اور ان کے قدم اچھی طرح اس پر چھنے لگے اور ان کے دساؤں بھی جاتے رہے پھر انہوں نے دشمنوں کا خوب اچھی طرح مقابلہ کیا اور ان کا گڑھا بھی چھین لیا جس میں انہوں نے پانی جمع کر رکھا تھا پس کفار پیاسے مرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلی مدد ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی مٹی لے کر ان کی طرف پھینکی وہ ان کی آنکھوں میں پڑی جس سے ان کی آنکھیں بند ہو گئیں چنانچہ ارشاد خداوندی نازل ہوا » ومارمیت اذرمیت ولكن اللہ رحمی « یعنی حقیقی طور پر ہم نے ہی مٹی پھینکی تھی۔ واللہ الباہد والی الحق۔

۴۰ اوائل باب

ابلیس کا جنگ اُحد کے دن جبل عین پر چھینا
محمد ابن سعد فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں شرکت کرنے والے مشرکین جب مکہ
مکہ واپس لوٹے تھے تو انہوں نے وہ قافلہ جس کو ابوسفیان لے کر آیا تھا دارالندوہ
میں کھڑا ہوا پایا پس سردران قریش ابوسفیان کے پاس آئے اور کہا کہ ہم سب بخوشی
اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ اس قافلہ کے سامان کے نفع کو محمد سے مقابلہ کرنے
میں صرف کیا جائے ابوسفیان نے کہا کہ میں سب سے پہلے اس رائے سے اتفاق
کرتا ہوں اور میں اپنا سارا نفع دیتا ہوں اور بنو عبد مناف بھی پس انہوں نے وہ سامان

فروخت کر دیا اور کافی سونا جمع ہو گیا اس قافلہ میں ایک ہزار اونٹ تھے جن پر پچاس ہزار دینار کا سامان لایا گیا تھا پس سب مالکوں کو ان کے اموال واپس دے دیئے گئے اور نفع مقابلہ کے واسطے لکھ لیا گیا اس مال کے نفع کی مقدار بھی تقریباً پچاس ہزار تھی چونکہ ان کو عموماً ایک دینار کے سامان میں ایک ہی دینار نفع ہوا کرتا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں جیسا کہ مجھ سے ذکر کیا گیا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے "ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصلوٰہم سبیل اللہ یعنی کفار اپنے اموال کو دین کی اشاعت کو روکنے کے واسطے صرف کر رہے ہیں پس قریش کے مختلف قبیلے اور ان کے حلیف بنو کنانہ اور اہل تہامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لئے جمع ہو گئے۔ سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عباس نے ان کے تمام حالات لکھ کر آپ کو باخبر کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ربیع سے اس کا تذکرہ کیا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک ہزار صحابہ کے ساتھ ان کے مقابلہ کے واسطے نکلے یہاں تک کہ جب آپ میدان شوط پر پہنچے جو مدینہ اور احد کے درمیان ہے (تو عبداللہ ابن ابی ایک تہائی لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر الگ ہو گیا اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو آمیون کو لے کر جنگ کی تیاری کی اور قریش نے بھی تیاری کی اور ان کے لشکر کی تعداد تین ہزار (۳۰۰۰) تھی اور ان کے پاس دوسو گھوڑے تھے۔ ابن عقبہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس ایک بھی گھوڑا نہیں تھا۔ واقعہ کی روایت ہے کہ جنگ احد میں مسلمانوں کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا صرف ایک گھوڑا آپ کے پاس تھا اور ایک ابو بردہ کے پاس اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کون لے گا اس تلوار کو اس شرط پر کہ وہ اس کا بوزہ حق ادا کر دے پس چند حضرات اس کو لینے کے لئے کھڑے ہوئے مگر آپ نے ان میں سے کسی کو نہیں دی پھر ابو جحانہ ابن مساک ابن حرب کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ اس کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا اس سے مارتے رہو یہاں تک کہ یہ مر جاوے اور کام کے

لائق نہ رہے یہ سن کر ابو دجانہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں لیتا ہوں اس کے حق کے ساتھ پس آپ نے وہ تلوار ابو دجانہ کو مرحمت فرمادی ابو دجانہ ایک بہادر شخص تھے جو درانی کے وقت بہت ہی اکڑ کر متکبرانہ چال چلتے تھے جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ طریقہ ایسا ہے رفتار کا جس کو اللہ تعالیٰ جنگ کے سوا ناپسند کرتے ہیں۔ یعنی اس طرح چند میدان جنگ میں تو جھڑپ ہے کہ دشمنوں پر رعب پڑے دیگر مقامات میں یہ چال خدا کو ناپسند ہے۔ ابن ہشام فرماتے ہیں کہ مجھے بہت سے لوگوں نے بتایا کہ زبیر ابن العوام فرمایا کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تلوار کو دینے سے مجھے بھی منع فرمایا تھا تو مجھے ایک قسم کی ناگواری سی ہوئی تھی اور وہ تلوار ابو دجانہ کو دے دی گئی تھی تو میں نے کہا تھا کہ میں بھی دیکھوں گا کہ یہ اس سے کیسے کام کرے گا پس میں ابو دجانہ کی تاک میں ہو لیا میں نے دیکھا کہ اس نے ایک سرخ پٹی لے کر اپنے سر پر کھینچ کر باندھی یہ دیکھ کر انصار نے کہا کہ ابو دجانہ نے اپنے سر پر موت کی پٹی باندھ لی عرب کا دستور یہی تھا مرد اس سے یہ ہوا کرتا تھا کہ یہ شخص بڑا بہادر ہے جب تک ٹرنہ جاتے گا برابر مقابلہ کرتا رہے گا پس اس کے بعد ابو دجانہ نکلے اور جو بھی کا فر مقابلہ کے واسطے آتا آپ اس کو فوراً قتل کر ڈالتے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مصعب ابن عمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے واسطے مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ مصعب قتل کر دیئے گئے ان کا قاتل ابن قثمہ لیشی تھا اس نے یہ سمجھا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو قتل کر دیا پس وہ بھاگ کر قریش کے پاس واپس آیا اور شور مچا دیا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کام تمام کر دیا پس جب مصعب مارے گئے جو علم بھی لئے ہوئے تھے آپ نے پھر علم حضرت علی کو دے دیا ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت مصعب کے قتل کے بعد علم ایک فرشتے نے لیا جو حضرت مصعب کی شکل میں آیا تھا کہ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے بھی اس وقت موجود تھے جب مصعب

مارے گئے تو کسی نے پیچ کر کہا کہ لوگو سنو محمد مارے گئے راوی فرماتے ہیں کہ یہ سن کر سب لوگ منتشر ہونے لگے مگر عظم برابر اونچا رہا جس سے کسی کافر کی ہمت ہم سے قریب آجانے کی نہ ہو سکی

۱۔ اے حضرات برابر مارے جاتے رہے اور عظم برابر اونچا رہا رہا تو مشرکین کے حوصلے ہست ہو گئے اور مشرکین بھاگنے لگے الٹا پھر کر بھی نہیں دیکھا حالانکہ ان کی قوتیں برابر آہ و بکا کر رہی تھیں اور مسلمان برابر ان پر مستحیدروں سے حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سب مشرکین بھاگ نکلے یہ دیکھ کر بھی عبداللہ بن جبیر چونکہ چالیس آدمیوں کے ساتھ ایک درہ پر متعین تھے وہاں سے نہیں ہٹے مگر سب لوگ وہاں سے بھاگ نکلے اور عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھ آٹھ حضرات وہیں ثابت قدم رہے یہ دیکھ کر خالد بن ولید جو اس وقت تک مسلمان نہیں تھے انہوں نے ان چند حضرات پر دوبارہ حملہ کر دیا اور ان سب کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کی صفیں منتشر ہو گئیں اور ابلیس نے شور مچا دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے یہ سن کر مسلمانوں کے حواس خراب ہو گئے اور اندھا دھند قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں نادانی کی وجہ سے بعض مسلمان بھی مارے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی برابر تیر مارے رہے یہاں تک کہ سب تیر ختم ہو گئے پھر آپ نے پھر مارے شروع کئے اس وقت آپ کے ساتھ صرف چودہ آدمی تھے سات ہماجرین میں سے تھے جن میں حضرت ابو بکر صدیق بھی تھے اور سات انصاری تھے انہیں حضرات نے آپ پر ہونے والے حملوں کو روکا۔ بخاری کی روایت میں بارہ کی تعداد آئی ہے۔ حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ یہ دن بہت ہی آزمائش کا دن تھا بہت سے مسلمان اس میں شہید ہوئے یہاں تک کہ دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تھا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ یوم احد میں آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرہ النور زخمی ہوا جس سے خون بہہ کر آپ کے چہرہ پر آگیا آپ خون صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس نے اپنے

اپنے نبی کا چہرہ خون آلود کیا حالانکہ وہ نبی ان کو اللہ کی طرف بلاتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی
 "ولیس ملک من الامر شیء" یعنی آپ کچھ نہ فرمادیں یہ لوگ ظالم ہیں اپنے ظلم کی
 سزا پائیں گے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب یہ آواز سنی گئی کہ محمد مارے گئے اور بولنے والا
 نظر نہیں آ رہا تھا یہ بولنے والا اس گھائی کا شیطان ہے جس کا
 نام اُزب ہے۔

خود :۔ لفظ اُزب کی تحقیق شروع میں گزر چکی ہے۔

علامہ بیہقی فرماتے ہیں جہاں شیطان بول رہا تھا اس جگہ کا نام عینین ہے عینت
 ایک شہر کا بھی نام ہے اور غلیہ بن عینین ایک شاعر گندرا ہے اور اس دن کو یوم عینین
 کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمان کو کسی نے کہا تھا کہ آپ یوم عینین کو بھاگ گئے تھے۔ ابن
 ہشام فرماتے ہیں کہ جب آپ کے زخم لگ گیا تو آپ اس کی شربت سے ایک گڑھے میں
 جا پڑے حضرت علی نے آپ کے دست مبارک پکڑے اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے
 آپ کو اٹھا کر سیدھا کیا یہاں تک کہ آپ کھڑے ہو گئے اور مالک بن سنان خذری
 نے آپ کے چہرہ انور سے بہتے ہوئے خون کو چوس لیا یہاں تک کہ خون نکلنا بند ہو گیا۔
 حضرت ابو بکر سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن جراح نے ایک گڑھی خود کی کھینچی جس سے
 ابو عبیدہ کا ایک دانت گر گیا پھر جب دوسری کھینچی تو دوسرا گر گیا پس ان کے دو دانت
 گر گئے ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب یہ شور مچا دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مارے
 گئے اور مسلمانوں کی شکست ہو گئی تو حضور کو پہچاننے والے اس وقت سب سے پہلے
 حضرت کعب بن مالک تھے کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں
 خود کے اندر سے چمک رہی ہیں یہ دیکھ کر انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ اے مسلمانو! یہ
 نبی پاک علیہ السلام زہرے خوشخبری حضور نے اشارہ فرمایا کہ چپ رہو جب مسلمانوں نے آپ
 کو دیکھ لیا تو آپ اور سارے مسلمان پہاڑ کی ایک سمت کی طرف چلے پس جب ایک

طرف جمع ہو گئے تو حضرت علیؑ نے ان کے پاس پانی تھا جس میں ہلی سی توتھی آپؑ نے اس کے پینے سے انکار کر دیا حضرت علیؑ نے آپؑ کے چہرہ انور سے خون صاف کیا اور آپؑ کے سر مبارک پر پانی انڈیل دیا اس وقت آپؑ فرما رہے تھے خدا کا بڑا غضب نازل ہو گا اس پر جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا۔ حضرت عمرؓ کے غلام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس دن آپؑ شدتِ غم کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائی ابو سفیانؓ نے واپس ہوتے وقت کہا کہ آئندہ سال پھر بدر میں مقابلہ ہو گا آپؑ نے جواباً فرمایا کہ ہاں ہاں ہم تیار ہیں غزوہ احد ہجرت کے تیسرے سال میں ہوا اور غزوہ بدر جس کا آپؑ نے وعدہ دیا وہ کیا تھا وہ ستر چار ہجری میں ہوا ماہ ذی القعدہ میں یہ غزوہ مصری کہلاتا ہے بدر میں تین غزوے پیش آئے اول ہجرت کے دوسرے سال جو کربلا میں جابرؓ کی تلاش میں ہوا تھا جس نے آپؑ کے اونیٹوں کو لوٹ لیا تھا دوم ماہ رمضان میں جو غزوہ کربلا معروف و مشہور ہے اور تیسرا مصری جس کا ذکر ابھی ہوا۔

خاتمہ

شیطان کے مکرو فریب سے بچنے کے بیان میں ابن جوزی فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کے اندر خواہشات بھی پیدا فرمادیں تاکہ وہ اپنے نفع کی چیزیں حاصل کرے اور رخصتہ پیدا فرمادیا تاکہ وہ نقصان دینے والی چیزوں کو دفع کرنا رہے اور انسان کو عقل دی جو اس کو آداب سکھائے نفع و نقصان سے آگاہ کرتی رہے اور شیطان کو پیدا کیا تاکہ وہ انسان کو اصراف و تبذیر پر اکساتا رہے پس سمجھ لو انسان وہ ہے جس نے اپنے اسی دشمن سے اپنا بچاؤ کر لیا یہ ایسا دشمن ہے جو آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اب تک اپنی تمام تر جدوجہد انسان کو گمراہ کرنے میں صرف کر رہا ہے جو قرآن کریم نے کئی موقعوں پر اس سے بچنے کی ہدایت کی ہے جیسا

کہ ارشاد خداوندی ہے "لا تتبعوا خطوات الشیطان" شیطان کے نقش قدم پر مت چلو ایک جگہ ارشاد ہے "انما لکم عدو مبین" شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے "انما یامرکم بالسوء والفریضۃ" شیطان تم کو بے حیائی اور گناہ ہی کا حکم کرتا رہتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے "الشیطان یعدکم الفقر" شیطان تم کو غربت کے اندیشہ میں مبتلا کرتا ہے اور تم کو خیرات نہ کرنے کو کہتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے "ویرید الشیطان ان یضلکم" شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد رہانی ہے کہ شیطان تمہارے درمیان بغض و عداوت کا بیج بوتا ہے وہ تم کو گمراہ کرنے والا دشمن ہے شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن جانو یعنی اس سے بچو۔

امام احمد ابن حنبل نے ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدد خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو وہ باتیں بتا دوں جو تم نہیں جانتے اور مجھے میرے رب نے وہ باتیں آج ہی بتلائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس مال کو میرے بندے کھاتے ہیں وہ ان کے لئے حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو دین فطری پر پیدا فرمایا اور شیطان ان کے پاس آکر ان کو دین سے گمراہ کر دے گا اور جو چیزیں میں نے حلال کی ہیں ان کو حرام بتلائے گا اور میرے ساتھ شرک کرنے کا ان کو حکم دے گا جس کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ اس قسم کے سب لوگوں سے ناراض ہو جائیں گے مگر وہ لوگ جو صحیح دین اسلام کو اپناتے ہوئے ہیں۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ابلیس کے ایک لڑکے کا نام قعقب ہے شیطان اس کو چالیس سال تک آرام کرتا رہا ہے پھر جب کوئی شخص ایمان لانے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس سے کہتا ہے کہ اس کو گمراہ کر میں نے تجھ کو اسی لئے آرام کرایا تھا اس کو جلد از جلد فتنہ میں مبتلا کر دے حضرت جن سے مروی ہے کہ لوگ ایک درخت

کی پوجا کیا کرتے تھے ایک آدمی نے جب یہ منظر دیکھا تو اس نے کہا کہ میں اس کو جڑ سے الھاڑ کر پھینک دوں گا پس وہ اس کو کاٹنے کے لئے آیا جب شیطان نے دیکھا تو ایک انسان کی صورت میں اس شخص سے ملا اور کہا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اس نے جواب دیا کہ اس درخت کو کاٹنے آیا ہوں جس کو لوگ پوجتے ہیں شیطان نے کہا آپ تو نہیں پوجتے پھر آپ کو پوجنے والوں سے کیا غرض ہو کرے کیا کرے آپ کو کیا نقصان ہے اس نے کہا مجھے تو کاٹنا ہی ہے شیطان نے کہا کہ تجھ کو روزانہ دو دینار تیرے ٹیکے کے پاس مل جایا کریں گے مگر اس کو مت کاٹ اس شخص نے کہا کہ کون ذمہ دار ہے اس کا ابلیس نے جواب دیا کہ میں ذمہ دار ہوں یہ سن کر وہ شخص اپنے ارادہ سے پھر گیا پس جب صبح ہوئی تو اس کو دو دینار ٹیکے کے نیچے سے ملے اگلے روز کچھ نہ ملا پھر وہ غصہ میں ہو کر اس کو کاٹنے کے لئے چلا ابلیس پھر انسان کی صورت میں اس کو ملا اور کہا کہ تو کیا ارادہ رکھتا ہے اس نے کہا کہ اس درخت کو کاٹوں گا جس کو لوگ پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر ابلیس نے کہا تو جھوٹا ہے اور تو ذرا اس کے قریب جا کر دیکھ میں ہی تیری خبر لوں گا پس وہ شخص اس کو کاٹنے کے لئے چلا ابلیس نے اس کو زمین پر دے مارا اور اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ اس کا دم نکلنے کو ہو گیا ابلیس نے کہا تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں میں شیطان ہوں تو پہلی بار اللہ کے لئے غصہ کی وجہ سے اس کو کاٹنے آیا تھا اس لئے میں تجھ سے الگ رہا اور جب میں نے تجھے دو دینار کا لالچ دے دیا اور وہ تجھ کو نہ مل سکے تو تواب دیناروں کی وجہ سے آیا ہے اس لئے میں تجھ پر غالب آ گیا۔

خاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کا احسان و شکر ہے کہ اس نے ہمیں اتنے ابواب کے نکلنے کی توفیق دی ہم بھی خدا سے پناہ چاہتے ہیں شیطان کے مکر و فریب سے انہیں کلیات سے جن کو حضور

حضرت علیؓ رحمہ اللہ عنہا کو اللہ کی پناہ کی دعا دیا کرتے تھے۔ صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنینؓ کو اکثر یہ دعا دیا کرتے تھے۔ "اٰمین ذلک بکلمۃ اللہ التامۃ عن کل شیطان وھامۃ ومن کل عن لامۃ" پھر آپ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت اسماعیل واسحاق کے لئے یہی دعا کیا کرتے تھے۔ اس دعا میں ایک لفظ ھامۃ آیا ہے۔ ابو بکر ابناری اس کی لغوی تحقیق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی جمع ھوام آتی ہے ہر مود کی چیز کو عزری میں ھامۃ کہتے ہیں اور ایک لفظ عزری میں لامۃ آیا ہے اس کے معنی آتے ہیں سخت مصیبت کے عین لامۃ کے معنی نظر بد اصل تو اس کی ملحوظ ہے مگر لامۃ ھامۃ کھ موافقت سے بولا گیا ہے کہ اس کا تکلم ہلکا ہے بخلاف مملۃ کے کہ اس کے تکلم میں کلفت ہوتی ہے ہم شیطان کے مکر و فریب سے پناہ چاہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ لے اللہ اس کو ہمارے تمام اعمال سے الگ رکھو۔

والحمد لله رب العلمین وصلى الله على سيدنا محمد

والله وصحبه وسلم تسليما كثيرا وحبسنا

الله ونعم الوكيل نعم المولى ونعم النصير

الحمد لله کہ اکام المرجان کا اردو ترجمہ الموسوم بہ احسان المنان آج بتاریخ

۱۶ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ ہجری بعد از مغرب مطابق ۸ نومبر ۱۹۱۴ء بروز منگل کو پورا

ہوا اللہ تعالیٰ اس کو عمل و طلباء کے لئے نافع بنائے

امین یا رب العالمین

بندہ محمد میرٹھی

خادم دارالافتاء دہرہ ہرہ